مجھے پیا منانے کا ڈھنگ نہ
از
اُم مریم

مجھے پیا منانے کا ڈھنگ نہ

ام مریم

سورج کی نارنجی کرنیں شام ڈھلنے کی خبر دے رہی تھیں دور مسجد کے میناروں کے پار ڈوبتے سورج کی لالی پورے ماحول کو دہکا چکی تھی، جب القہ نے پورے آنگن کی دھلائی کرنے کے بعد چارپائیاں بچھانا شروع کیں عاتکہ اس سے کچھ فاصلے پہ گھڑوں میں تازہ پانی بھرنے کے بعد کیاری سے موتیے کی کلیاں چننے لگی جن کی خوشنما مہک فضا میں پھیل کر پورے ماحول کو خوشگوار بنا چکی تھی

''القہ بچی مرغیوں کو ڈربے میں بند کر کے دانہ ڈال دو۔'' دادو کی پکار پہ القہ جو سیڑھیوں پہ بیٹھ کر ابھی رسالہ کھول ہی پائی تھی منہ بسورتی اٹھ کر ڈربے کی جانب بڑھ گئی۔

دانہ ڈالنے کے بعد وہ واش بیسن پہ ہاتھ دھو رہی تھی جب بیرونی گیٹ کے پار بائیک کی مخصوص آواز سن کر بے ساختہ پلٹی انہیں اشارے سے بلاتے دیکھا تو دوپٹے کے پلو سے گیلے ہاتھ خشک کرتی گیٹ کی سمت آ گئی۔

''تمہاری بھابھی تیار ہو گئی ہو گی جاؤ ذرا اسے بلا لاؤ۔'' بھائی دوبارہ سے موٹر سائیکل پہ بیٹھ کر اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا تب وہ سر ہلاتی تیزی سے آگے بڑھ کر سیڑھیاں پھلانگتی اوپر آ گئی۔

سورج کی آخری شعاع نے اس کے دودھیا چہرے کو عجیب سا نکھار بخشا تھا۔ بھابھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑیں سنگھار میں مگن تھیں۔ ننھا سمیع بیڈ پہ بیٹھا کھلونوں میں مگن تھا اسے دیکھا تو ایڈ پھین چیخ کر اس کی سمت بانہیں پھیلا دیں۔

''ہو...... بھابھی نیچے بھائی آپ کے منتظر ہیں۔'' سمیع کو بانہوں میں بھر کے چٹا چٹ چومتی وہ آہستگی سے بولی۔ معاً امی کی پکار پہ بوکھلا کر پلٹی۔

''اوہ امی نے چائے کا کہا تھا۔'' سمیع کے بسورنے کی پرواہ کیے بغیر وہ سرعت سے کمرے سے نکلی اور ہرنی کی مانند قلانچیں بھرتی زینہ پھلانگ رہی تھی کہ امی بدستور پکار رہی تھیں۔ بھی

سیڑھیوں کے موڑ پہ نیچے سے آتی عائکہ سے بری طرح ٹکرائی۔

''یا وحشت دیکھ کے آیا چور پیچھے لگ گئے کیا۔'' عائکہ نے مسکرا کے کہتے ہوئے اس کی برق رفتاری پہ چوٹ کی اس نے عائکہ کی بات کا جواب دینا بھی ضروری خیال نہیں کیا اور سائیڈ سے ہوتی باقی ماندہ سیڑھیاں پھلانگ گئی۔

''کہاں تھیں تم کب سے بلا رہی ہوں چیخ چیخ کر حلق خشک ہو گیا۔'' امی نے دیکھتے ہی لتاڑا۔

''بھا، بھابھی کو بلا رہے تھے امی وہی کہنے گئی تھی بس، ابھی چائے لائی، آپ دادو کو دیکھیں انہوں نے نماز کی نیت تو نہیں باندھ لی۔''

''کون سی نماز اس وقت عصر کا ٹائم کہاں مغرب سے پہلے چائے پیتی ہیں وہ، ذرا جلدی ہاتھ چلانا۔'' امی ہدایت دیتی اندر گئیں تب وہ بھی کچن میں جا گھسی تھی۔

فرمان چوہدری کی پانچ اولادیں ہیں، سب سے بڑے احتشام الحق ہیں جنہیں وہ سب بھا کہتے ہیں شادی ہو چکی ہے ان کی بیوی ہیں اور تین بچے بڑا عبداللہ پھر سیما اور سب سے چھوٹا سمیع، دوسرے نمبر پہ ہشام الحق ہیں جو بینک میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں منگنی ہو چکی ہے عنقریب شادی متوقع ہے، تیسرے نمبر پہ عظام الحق تھے جو ڈاکٹری کے آخری سال میں ہیں، بیٹیوں میں بڑی القہ ہے جو اسی سال فسٹ ائیر میں آئی ہے سب سے آخر میں عائکہ ہے القہ سے ایک سال چھوٹی اور میٹرک کی اسٹوڈنٹ ہے چونکہ صبح کا وقت ہے جبھی خاصی افراتفری اور ہڑبونگ نظر آ رہی تھی۔ بھابھی امی کے ساتھ کچن میں مصروف تھیں، دادو ڈائننگ ٹیبل کے ایک کونے پہ ہاتھ میں تسبیح لیے بے حد مصروف تھی جب کہ بابا اخبار کے مطالعے میں منہمک ساتھ ناشتے سے بھی شغل کر رہے تھے، بھا اپنے دونوں بچوں کو ناشتہ کراتے خاصے جھنجھلائے نظر آ رہے تھے، عظام ان کی اسی جھنجھلاہٹ سے خاصا محظوظ ہوتا ہوا چائے پی رہا ہے جب کہ القہ سفید یونیفارم پہ وائٹ دوپٹہ سلیقے سے شانوں پہ پھیلائے بوکھلائے ہوئے سے انداز میں کچن سے ڈائننگ ٹیبل تک ناشتہ پہنچانے کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔

''اے القہ کی بچی ناشتہ کرنا ہے تو کرو ہر روز میں صرف تمہاری وجہ سے لیٹ ہوتا ہوں۔'' عظام نے خالی کپ ٹیبل پہ رکھ کر اس پہ خشمگیں نگاہ ڈالتے ہوئے گھڑی دیکھی۔

''تو میرا کام تم کر لو میں ناشتہ کر لیتی ہوں۔'' وہ جو پہلے ہی جلی بیٹھی تھی اس احن طعن پہ بھڑک کر اس پہ چڑھ دوڑی۔

''چوہدری عظام الحق ایسے معمولی کام کیوں کرنے لگے۔''

''اونہہ۔'' وہ نخوت سے ناک چڑھا کر بولا تو دادو نے فی الفور ٹوکا تھا۔

''عظام بچے بری بات ایسے نہیں کہتے ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند فرماتے تھے، جب اس دنیا کے عظیم انسان نے اس میں عار محسوس نہیں کیا تو بیٹے ہم تو ایک عام انسان ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہو کے ذرا سوچیں بھی تو ذرا سوچو کتنی غلط بات ہو۔'' دادو کے پر جذب لہجے کے ٹھہراؤ نے عظام کو بری طرح سے خجل کر ڈالا، جب کہ القہ تائید میں سر ہلاتی مسکراتی نگاہوں سے اس کی خجالت سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتی مسکراہٹ ضبط کرتی باہر نکلی تو عظام گہرا سانس بھر کے سر جھکا گیا۔

ڈرائنگ روم کی ڈسٹنگ کے دوران اسے موہوم سا شک گزرا تھا کہ گیٹ کی اطلاعی گھنٹی بجی ہے مگر گنگنانے اور جھاڑ پونچھ میں کچھ اس طور مگن تھی کہ اس پہ زیادہ غور نہیں کیا۔

ماہی وے سانوں بھل نہ جاویں
اللہ دا ناں ایں دیر نہ لاویں
لمبیاں اوڈیکاں دن پیار دے ہاے
ماہی وے سانوں بھل نہ جاویں

معاً کسی کی موجودگی کے احساس نے یکبارگی اس گنگناہٹوں کا گلا گھونٹا تھا میکانکی انداز میں پلٹتے ہی وہ گویا جامد ہو گئی تھی وہ جو کوئی بھی تھا دروازے کے فریم میں اپنے لمبے چوڑے وجیہہ و شاندار سراپے سمیت ایستادہ اس کا جائزہ لینے میں مگن تھے۔

نگاہیں چار ہونے پہ بے تکلفانہ انداز میں مسکرایا تب القہ جیسے حواسوں میں لوٹی دوپٹے کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی خاصی بدحواس نظر آئی۔

اگر امی یا دادو کو گمان بھی گزر جاتا کہ وہ ایک قطعی انجان شخص کے سامنے ننگے سر کھڑی پائی گئی ہے تو اس کی شامت آنا یقینی تھی۔

''میرا خیال ہے یہی ڈھونڈ رہی ہیں آپ۔'' اس کی گھبراہٹ کا ہی اعجاز کہا جا سکتا ہے کہ اسے سامنے پڑا دوپٹہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا اور سراسیمگی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی اپنے ہی ہاتھوں سلیقے سے سیٹ کیئے کشن بے ترتیب کرتی وہ دوپٹہ تلاش مہم میں ہلکان تھی جب نوارد نے آگے بڑھ کر اس کی یہ مشکل آسان کی۔

''اے کیا بدتمیزی ہے۔'' اس سے تقریباً جھپٹ کر شانوں پہ پھیلائی وہ خطرناک قسم کی سنجیدگی سے غرائی تو حدید کی خوبصورت بادامی آنکھوں میں تحیر بہت سرعت سے پھیلتا چلا گیا۔

''واٹ یو مین یہ بدتمیزی ہے محترمہ میں آپ کا دوپٹہ......''

''میں اس طرح منہ اٹھا کر گھس آنے کی بات کر رہی ہوں۔'' وہ مزید بگڑ کر بولی۔

''آپ کو کسی کے گھر میں آنے کی بھی تمیز نہیں۔'' اس کی خجالت شدید قسم کے غصے میں ملحق ہو گئی۔

''اوہ۔'' وہ جیسے سمجھ کر طمانیت سے مسکرایا۔

''مس القہ میں کسی کے گھر نہیں اپنی عزیزی پھپھو کے ہاں آیا ہوں باقاعدہ دستک دے کر، دروازہ عائکہ نے کھولا جو غالباً نہیں یقیناً آپ کی چھوٹی بہن ہیں۔'' اس کی آنکھوں کے سنہرے پن میں جھانک کر وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں پتہ نہیں اپنا تعارف کروا رہا تھا یا وضاحت پیش کر رہا تھا۔ بہرحال جو کچھ بھی تھا وہ بری طرح سے چونکتی اچھی خاصی خجالت میں گھر گئی۔

''او، حدید بھائی یعنی مان بھائی آپ، رئیلی میں نے آپ کو بالکل نہیں پہنچانا۔''

''سوسوری۔'' سر پہ ہاتھ مار کر خود کو کوسنے والے انداز میں کہتی وہ ازحد شرمندگی سے بولی تو جواب میں حدید نے رواداری سے سر ہلاتے ہوئے نشست سنبھال لی۔

''او کے فائن اب ایسا کرو اپنی امی کو بلا لاؤ۔''

عائکہ مجھے یہاں بیٹھنے کا کہہ کر انہیں بلانے گئی تھی۔

''اچھا آپ بیٹھیں تو۔'' وہ بدحواس سی ہو کر بولی تب حدید نے کچھ حیرانگی سمیت اسے دیکھا جو ہنوز کچھ شرمندہ اور گھبرائی ہوئی سی نظر آئی تب وہ بے ساختہ مسکرا دیا تھا ایک رسانیت سے بھرپور مسکراہٹ جس سے بردباری چھلک رہی تھی۔

''میں آل ریڈی بیٹھ چکا ہوں لٹل گرل سو ٹیک اٹ ایزی اب پلیز پھپھو کو بلاؤ مجھے واپس بھی جانا ہے۔'' ریسٹ واچ پہ نگاہ ڈالتا ہوا وہ نرمی سے بولا تو القہ سر ہلاتی تیزی سے باہر نکلتی اندر آتیں امی سے ٹکرا گئیں۔

''اوہ یہ لڑکی تو ہر وقت ہوا کے گھوڑے پہ سوار رہتی ہے۔'' امی بلبلا سی گئیں تھیں وہ جھکے سے نکل بھاگی کہ اگر رکتی تو امی نے مہمان کے سامنے ہی تو اصع کر ڈالنا تھی۔

''دیکھا مان بھائی کو اف کتنے ہینڈسم اور ڈیشنگ ہیں ہائیٹ کتنی غضب ہے ان کی رئیلی بالکل انگلش فلموں کے ہیرو لگتے ہیں۔''

وہ رات کھانے کے بعد برتن دھو رہی تھی جب عائکہ اس کے کان کھانے آ موجود ہوئی۔

''ہاں واقعی بہت امپریسو پرسنالٹی ہے حدید بھائی کی مگر وہ۔'' اپنی خجالت یاد کر کے بے طرح سرخ پڑی۔

''مگر کیا؟'' عائکہ اٹکی تھی اسی ایک نقطہ پہ۔

''کچھ نہیں۔'' القہ ٹال گئی۔

''پتہ ہے مان بھائی آفس کے کسی سلسلے میں یہاں آئے ہیں امی نے زبردستی انہیں گھر پہ روک لیا وہ مان گئے۔'' القہ کو خوشگوار سی حیرت نے آن لیا۔

''بھئی وہ تو سب پیچھے پڑے تب کہیں جا کے آمادہ ہوئے امی تو باقاعدہ خفا ہو رہی تھیں کہ اپنا گھر ہوتے انہیں ضرورت کیا ہے ہوٹل میں ٹھہرنے کی حالانکہ مان بھائی نے بہتیرے ہاتھ پیر مارے کہ وہ چند دن ہوٹل میں رہ کر کہیں پے انگ گیسٹ کے طور پر قیام کر لیں گے مگر عظام بھائی اور ہشام بھائی نے ان کی ایک نہیں سنی اور خود جا کے سامان لے آئے۔ اب وہ ہشام بھائی کے ساتھ والے کمرے میں رہیں گے۔''

''ارے مجھے یاد آیا مجھے تو بھائی نے چائے کا کہا تھا۔'' عائکہ سر پہ ہاتھ مار کر کہتی کوکنگ رینج کی طرف بڑھ گئی جب کہ وہ جانے کیا سوچ کر مسکرائی رہی تھی حدیدالرحمٰن کی آمد اسے بھی بہت اچھی لگی تھی برتن سیٹ کرنے کے بعد وہ عظام اور ہشام کے ساتھ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے حدید کے پاس چلی آئی اور اس قیام کی پہلی ہی رات وہ اپنی بے تکلف طبیعت کے باعث حدید سے فرینک ہو گئی تھی۔

اگلی صبح اس کی وہی مصروفیت تھی البتہ حدید پر توجہ خاص رہی۔

''مان بھائی آپ کے لئے ناشتہ میں نے خود بنایا ہے۔'' شولڈر کٹ بالوں کو کیچر میں جکڑے سفید لباس میں وہ صبح کا عکس نوخیز چہرے پہ لئے حدید کے سامنے ناشتے کے لوازمات چنتے ہوئے بولی تو جہاں حدید کے لبوں پہ بکھری مسکان گہری ہوئی وہی عظام نے کھنکار کر گلا صاف کیا تھا انداز خبردار کرنے والا تھا پھر بھی حدید نہ سمجھا تب وہ باقاعدہ جتا کر بولا تھا۔

''حدید بھائی سنبھل کے یہ سفید بندریا یونہی خدمتیں نہیں کرتی کسی کی صلہ بھی وصول کرتی ہے کبھی آئسکریم کبھی کسی سہیلی کے گھر پک اینڈ ڈراپ اور کبھی جیب ہلکی کروانے کو شاپنگ کے بہانے۔''

''تم تو چپ ہی رہو اور بندریا کسے کہا۔'' وہ آستین چڑھاتی ہوئی خطرناک تیوروں سمیت اسے گھور کر بولی تو جواباً عظام خائف ہوئے بنا بھرپور مسکراہٹ سمیت جلانے والے انداز میں بولا تھا۔

''تمہارے علاوہ اور کوئی بندریا ہے یہاں کیوں مان بھائی۔'' اب وہ باقاعدہ حدید کی تائید چاہ رہا تھا جو ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھے ان کی چھیڑ چھاڑ سے محظوظ ہوتا مسکرا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کی بات کی جواب دیتا القہ کے روہانسے انداز کو دیکھ کر ارادہ بدل گیا۔

''بری بات عظام ایسا نہیں کہتے۔'' اسے ہلکی سی سرزنش کرتا ناشتے کی سمت متوجہ ہوتا القہ کے کھل پڑنے والے چہرے سے جانے کیوں نظر چرا گیا تھا۔

''دیکھ رہی ہیں امی عظام بھائی پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔'' فائل سینے لگائے بیگ شانے پہ لٹکائے القہ سخت احتجاجی لہجے میں فریاد کرتی جیسے ہی کچن سے نکلی اپنی دھن میں تیزی سے آگے بڑھتے حدید کے قدم بے اختیار ٹھٹک گئے۔

''تم بھی تو اسے ہر روز دیر کراتی ہو قصور تمہارا بھی ہے ٹائم دیکھو ذرا۔'' امی جو پہلے ہی کسی بات پہ جھنجھلاہٹ کا شکار تھیں بجائے ہمدردی کے الٹا اسی پہ خفا ہو گئیں۔

''میں شوق سے لیٹ ہوتی ہوں آپ بھی کمال کر رہی ہیں۔'' وہ رو دینے کو تھی۔

''اب کیا کروں اتنا اہم ٹیسٹ ہے اگر نہ گئی تو ٹیچر سمجھیں گی میں ٹیسٹ ہی دینا نہیں چاہ رہی تھی۔'' القہ کتابیں پٹخ کر قریب تھا کہ وہ رو دیتی حدید کی بھاری آواز پہ اس کے ساتھ ساتھ امی نے بھی بے اختیار پلٹ کر دیکھا۔

''آؤ میں تمہیں ڈراپ کر دوں۔'' کشادہ آنکھوں کے سنہرے پن پہ دوڑتی لالی سے نگاہ چراتا ہوا وہ آہستگی سے کہہ کر پلٹ گیا۔

''ارے مان بھائی کا مجھے خیال ہی نہیں آیا۔'' وہ لمحوں میں موڈ بدلتی نہال ہو کر بولی تو امی نے کوفت بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

''ہاں اب اسے اس ڈیوٹی پر لگا لو کوئی کام وقت پہ نہ کرنا بس۔'' القہ دھیان دیئے بنا تیز تیز قدم اٹھاتی گیراج میں آئی تو حدید کو بائیک اسٹارٹ کیئے اپنا منتظر پا کر خائف سی ہو گئی۔

''بائیک پہ جاتے ہیں آپ۔'' اس کا چہرہ لٹک سا گیا تھا۔

''ہاں آؤ نا مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' اس نے ریسٹ واچ پہ نگاہ ڈالتے ہوئے عجلت کا شاندار مظاہرہ کیا۔

''سوری مان بھائی میں بائیک پہ نہیں بیٹھ سکتی پتہ ہے ایک بار عظام نے مجھے گرا دیا تھا، رئیلی اتنی چوٹیں آئیں کہ بیان سے باہر ہے۔'' اس نے توجیہہ پیش کرتے ہوئے جھرجھری سی لے کر گویا اس وقت کا تصور کیا۔

''اوہ کم آن القہ بی بریو بیٹھو شاباش اور یاد رکھو وہ عظام تھا تمہیں گرانے والا میں حدید ہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بھلا گرنے دوں گا تمہیں۔'' اس کے بھاری لہجے میں آپوں آپ ہی معنی خیزیت در آئی جسے سمجھے بنا الفہ بہت ڈرتے ڈرتے ہنس دی تھی۔

بیلے کی کلیوں سی نازک تر معصومیت سے بھرپور دلکشی و ناز کا پیکر وہ ملکوتی نقوش کی نوخیزی الفہ کب چپکے سے حدید الرحمن کے دل کے بند دروازے کو کھول کر دھڑے سے اندر داخل ہوئی اسے قطعی خبر نہ ہوئی دل کے موسموں کی تبدیلی پہ وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا بھلا کیا جوڑ تھا الفہ سے اس کا وہ کم از کم بھی اس سے گیارہ بارہ سال تو ضرور چھوٹی ہو گی پھر بھلا یہ جذبہ اسے عجیب احساسات کا شکار بھی نہ کرتا اپنے انہی بدلتے احساسات سے خائف ہو کر ہی وہ پہلے تو رات کو دیر سے آنا شروع ہوا اور پھر وہاں بھی بری طرح سے ناکام ہو کر راہ فرار ڈھونڈنے لگا کہ لیٹ نائٹ آنے کی صورت بھی الفہ کو نیند کی قربانی دے کر اپنا منتظر پا کر جھنجھلا سا جاتا وہ جتنا اس سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا وہ اسی قدر سامنے آتی یہی وجہ تھی کہ وہ اب بہت سنجیدگی سمیت کورس مکمل ہوتے ہی واپسی کے متعلق سوچ رہا تھا، کال بیل کے جواب میں اب بھی گیٹ اسی نے کھولا تو اس کے اعصاب پہ چھایا تناؤ کچھ مزید بڑھ گیا۔

''اتنی دیر مان بھائی سچ آپ بہت ویٹ کرانے لگے ہیں۔'' اس کی بات کا جواب دیئے بنا وہ بائیک اسٹینڈ کر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا تھا جب گیٹ بند کر کے اس کے پیچھے بھاگ کر آئی الفہ نے پھولے سانسوں سمیت کہا تو حدید کچھ مزید جھنجھلا کر جھٹکے سے مڑا تھا۔

''تو کیوں کرتی ہو میرا ویٹ مت کیا کرو میں نے منت تو نہیں کی۔''

''ما...... ن...... بھا...... ئی۔'' وہ اس لہجے کی کہاں عادی تھی حق دق رہ جانے کے بعد اگلے ہی لمحے سنہرے کانچ پہ بے تماشا نمی جسے نگاہ بھر کے بھی دیکھے بنا وہ لمبے ڈگ بھرتا اندر غائب ہو گیا تھا۔ وہ رات الفہ پہ بہت بھاری رہی تھی۔ شدت گریہ سے اس کی آنکھیں نہ صرف سرخ ہوئی تھیں بلکہ سوج بھی گئیں تھیں۔

بھا کی شادی تب ہوئی تھی جب وہ خاصی نا سمجھ تھی ان کا بڑا بیٹا اس سے صرف آٹھ سال چھوٹا تھا یوں بھا کی محبت اسے کبھی یاد نہ رہی کہ وہ اس پہ دیوانہ وار نثار ہوئے ہوں پھر ہشام بھائی تھے انتہائی خشک مزاج اور ریزرو رہنے والے چھوٹے بہن بھائیوں سے پیار محبت کی بجائے ایک فاصلہ حد ادب اور رعب رکھ کر بات چیت کرنے کے قائل سو وہ ان کے پیار ولاڈ کو ہمیشہ ترسی تھی پھر تھا عظام جس سے اس کی کبھی نہ بنی تھی بھائی کی محبت کا بہت قحط تھا اس کے اندر وہ ہمیشہ ہی سے اس رشتے سے محبت پانے کو ترسی ہوئی تھی حدید نے اس سے جس نرم لہجے میں بات کی جس طرح سے اسے توجہ سے نوازا وہ جانے انجانے میں پہلے ہی بہت سی توقعات اور امیدیں وابستہ کر چکی تھی اس سے اور اس نے ہمیشہ اسے مان دیا بھی تھا۔ وہ لاابالی بے حد معصوم اور کسی حد تک نازک احساسات کی مالک لڑکی تھی ایسی لڑکی جو ہر احساس اور جذبے کو بہت سنبھال سینت کر رکھنے کی عادی تھی پھر حدید سے تو اسے کبھی بھی یہ توقع نہیں تھی کہ وہ ایسی بری طرح اسے ڈانٹ ڈپٹ سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بہت ڈس ہارٹ ہوئی تھی جبھی اگلی صبح ناشتے کی ٹیبل پہ نہ تو اس کی مخصوص چہکار گونجی نہ ہی وہ خدمت خلق کا جذبہ بیدار ہوا۔

''کالج جانے کا موڈ نہیں ہے موصوفہ۔'' عظام نے اس کے ماتھے پہ انگلی سے دستک دے کر توجہ حاصل کرنا چاہی۔

صبح سے تقریباً سبھی اس سے سرخ ہوتی آنکھوں کی وجہ دریافت کر چکے تھے جسے وہ طبیعت کی خرابی سے منسوب کرنے کے بعد اطمینان دلا چکی تھی۔

''کیا تکلیف ہے اگر اب بدتمیزی کی تو ہاتھ توڑ دوں گی سمجھے۔'' وہ جیسے غرائی تھی عظام ڈرنے کی اداکاری کرتا ہوا سہم کر پیچھے ہوا حدید نے ترچھی نگاہوں سمیت اس کے سرخ ہو کر سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھا اور دل ہی دل میں نادم سا ہو گیا۔

''الفہ رانی، مان بھائی کے لئے ناشتہ تو لے آؤ ساتھ میرے لئے ایک گرما گرم چائے کا......''

''خود لے آؤ تمہارے ہاتھ پیر بھی سلامت ہیں۔'' وہ جو حدید کو دیکھتے ہی جھٹکے سے اٹھی تھی پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی تن فن کرتی نکل گئی۔ حدید کی نگاہوں نے دروازے تک اس کا تعاقب کیا تھا پھر گہرا سانس کھینچ کر اخبار اٹھا کر کھول لیا۔

''آپ بیٹھیں مان بھائی میں ناشتہ......''

''نہیں اس کی ضرورت نہیں میں آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔'' اخبار واپس رکھتے ہوئے وہ بالکل اچانک ڈائننگ روم سے نکلا تو عظام، الفہ پہ برسنے کے ارادے سمیت خود بھی اٹھ کر اس کی تلاش میں نکلا تھا۔

وہ سارا دن اس کا اضطرابی کیفیت کے زیر اثر بہت مضطرب سا گزرا واپسی پہ بھی وہ بہت بے دھیان سا تھا کہ گھر آتے ہی سب سے پہلا سامنا بھی اسی سے ہو گیا بائیک اسٹینڈ کرتے ہوئے اس نے چور نگاہ لان میں پودوں کو پانی دیتی الفہ پہ ڈالی جو سرخ لباس میں دور تک گھاس پہ پھیلے آنچل سے بے نیاز شام کی اس خوبصورتی میں بے پناہ اضافے کا باعث بن رہی تھی ''اگر یہ الفہ اسے نہ ملی تو حدید کا کیا ہو گا'' بالکل اچانک اس کے اندر سوال اٹھا جس نے اسے ٹھرا کے رکھ دیا تو کیا نوبت اب یہاں تک جا پہنچی تھی کہ وہ اس کے بنا ادھورا رہ جاتا ایک عجیب سی گھٹن اس کے اندر سے اٹھی تھی۔

پرشور ہواؤں میں خزاں گزیدہ پتے اس پہ برسنے لگے وہ وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا معاً اس کی نگاہوں کی تپش کے احساس نے ہی الفہ کو پلٹنے اور اسے دیکھنے پہ مجبور کیا تھا تب وہ جیسے حواسوں میں لوٹتا ہوا سر جھٹک کر آگے بڑھ کر اس کے قریب سے ہو کر گزر جانے والا تھا کہ اس کی آواز پہ بے ساختہ رکا۔

''مان بھائی کیا بہت خفا ہیں مجھ سے۔'' گو کہ اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا مگر وہ خود کو آگے بڑھنے پہ قادر بھی نہ پا سکا اس نے جانا کچھ لہجے کچھ پکاریں کس درجہ بے بس کر دیا کرتی ہیں۔

''نہیں۔'' بامشکل یہ ایک لفظ اس نے کہا تھا اور قدم بڑھا دیئے۔

''مان بھائی!'' وہ بھاگ کر اس کے راستے میں آئی اور اگلے ہی لمحے اس کا بازو دبوچ لیا، حدید ساکت و سامت کھڑا اپنے وجود کو خس و خاشاک ہوتا محسوس کرتا رہا۔

''مان بھائی میں آپ کی خفگی برداشت نہیں کر سکتی آپ بہت سیلفش ہیں مان بھائی! بہت بے نیاز بھی۔''

''یو نو آپ نے مجھے کس درجہ ڈس ہارٹ کیا میں رات بھر روتی رہی پھر بھی آپ نے مجھے نہیں منایا آپ کو بالکل احساس نہیں اپنی زیادتی کا۔'' وہ اس کے بازو سے سر ٹکا کر بری طرح روئی تو حدید بری طرح بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

''الفہ پلیز یہ کیا حماقت ہے کوئی دیکھے تو کیا سمجھے۔'' وہ سچ مچ گھبرا گیا تھا یہ اس کے من کا چور ہی تھا ورنہ یہ لڑکی تو بہت معصوم، سچی اور کھری تھی۔

''الفہ اپنے گھر سے ذلیل کروا کے نکلواؤ گی تان سنس سلی گرل سنبھالو خود کو۔'' آہستگی سے کہتا وہ اگلے ہی پل اسے خود سے الگ کرتا فاصلے پہ ہو

گیا۔ الفہ کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا اس نے لمبی پلکیں اٹھا کر شاکی نگاہ سمیت اسے دیکھا اور کچھ کہے بغیر لب کچل ڈالے۔

''آپ بہت برے ہیں مان بھائی میرا بس چلے تو کبھی آپ سے بات نہ کروں۔'' وہ آہستگی سے کہتی، جیسے کچھ پل قبل سرزد ہو جانے والی بے اختیاری حرکت پہ ہونے والی خجالت مٹاتے ہوئے بولی تو حدید کے لبوں پہ بھولی بھٹکی مسکراہٹ کی جھلک اتر آئی تھی۔

''او کے فائن یہ بھی کر دیکھو ویسے کچھ کم ستم نہیں توڑے ہیں۔''

''اس جان ناتواں پہ۔'' اس سے نگاہ ملائے بنا وہ نرمی سے جھنجلاتا ہوا کہہ کر تیزی سے اندر چلا گیا جب کہ الفہ چوڑی پشت کو نافہم نگاہوں سے دیکھتی رہنے کے بعد سر جھٹک کر ایک بار پھر پودوں کی سمت متوجہ ہو گئی، اس کی عدم توجہی کے نتیجے میں کیاری میں پانی جمع ہو کر تالاب کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

موسم بدل رہا تھا گرمی کے بعد اب شام ڈھلتے ہی خوشگوار سی خنکی فضا میں پھیل کر بوجھل طبیعت کو انوکھا سا سرور بخش جاتی، رات کو اب پنکھوں کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی انہیں بدلتے ہوئے موسموں میں گھر میں ہشام کی شادی کا شور اٹھا اور اگلے چند دنوں کے اندر تاریخ طے کر دی گئی تو لازمی طور پہ گھر میں شادی کی مخصوص تیاریوں کے آثار دکھائی دینے لگے شاید یہی وجہ تھی کہ الفہ پہ کاموں کا لوڈ کچھ اور بڑھ گیا تھا۔ سارا دن یہاں وہاں کاموں میں مشغول رہنے کے بعد رات کو پڑھائی اس کا معمول بن رہا تھا اسے پڑھائی سے بے حد لگاؤ تھا پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بننا یہ وہ خواب تھا جو وہ بچپن سے دیکھتی آ رہی تھی کچھ قدرتی طور پہ ذہانت بھی ملی تھی مگر آج کل چونکہ وہ پڑھائی کو بہت کم ٹائم دے پاتی تھی شاید یہی وجہ تھی کہ اس رات حدید کو چائے کا مگ تھماتے ہوئے اس نے اسٹڈی میں درپیش پرابلم اس سے شیئر کرتے ہوئے حدید سے درخواست کر ڈالی تو حدید فی الفور کوئی جواب نہ دے پایا۔

''آپ چپ کیوں ہیں بھائی۔'' اس وقت یقیناً اسے فراغت تھی جبھی فلور کشن پہ ٹکتے ہوئے اس نے آس بھری نظروں سمیت اسے دیکھا تھا۔

''ایسا ہے الفہ کہ میرے پاس تو بالکل وقت نہیں ہوتا پھر......''

''تو پرابلم میں رات کو پڑھ لوں گی مان بھائی۔'' اس کے لمحہ بھر کے کیئے گئے توقف کو غنیمت جانتے ہوئے اس نے جلدی سے کہا تو حدید جو دانستہ اس سے دامن چھڑا رہا تھا کچھ دیر کو چپ سا بیٹھا رہ گیا الفہ نے محسوس کیا تھا وہ اسے دیکھنے سے گریزاں ہے۔

''وائے۔'' یہ سوال بہت حیرانگی سمیت اس کے اندر سے اٹھا۔

''اور اب جب کہ میرا کورس بھی مکمل ہو چکا ہے تو مجھے واپس جانا ہو گا بھلا کتنے دن تمہیں پڑھا پاؤں گا۔''

''واٹ، واپسی آپ واپس لاہور چلے جائیں گے مان بھائی۔'' اس اچانک انکشاف نے اسے ہلا کے رکھ دیا تھا۔

''نہیں۔'' پیمانے چھلکنے کو بے قرار ہوئے تو حدید نے عجیب سی نظروں سمیت اسے دیکھا تھا۔

''تم نہیں چاہتی ہو میں واپس جاؤں۔'' اس کی نظروں کی طرح اس کا لہجہ بھی عجیب تھا کھویا کھویا سا۔

''ہاں مان بھائی کبھی نہیں میں بس یہی چاہتی ہوں آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں آپ بہت اچھے ہیں مان بھائی، میرے سب بھائیوں سے زیادہ اچھے۔'' اس کے لب کانپے تھے اور آنکھوں کی نمی پلکوں کی دہلیز پھلانگتی گالوں پہ اتر آئی اور حدید خجل سا ہو کر اپنی جیب سے رومال

اسونڈنے لگا۔

''تم نے سنا عائکہ، مان بھائی جا رہے ہیں۔'' عین اسی پل وہاں آنے والی عائکہ کو بہت پرشاک انداز میں اطلاع دیتی وہ از حد ملول تھی۔

''مان بھائی!'' عائکہ نے کچھ غیر یقینی میں گھر کراسے دیکھا۔

''بھئی جانا تو ہے میں ہمیشہ کے لئے تو نہیں آیا تھا۔'' وہ پھیکے سے انداز میں مسکرایا۔

''مگر ہم نے تو سنا ہے آپ کی جاب بھی یہیں ہو گئی ہے پھر کیا مسئلہ ہے۔'' عائکہ کو ساری معلومات تھیں۔

''ہوں مگر مجھے رہائش کی خاطر یہیں تو قیام نہیں کرنا گھر تو میں نے دیکھ لیا۔''

''بس بھائی اول تو آپ کہیں نہیں جا رہے ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو الگ رہنے کی کیا ضرورت ہے دوسری بات یہ کہ ہشام بھائی کی شادی تک تو بالکل نہیں۔'' عائکہ نے دو ٹوک انداز میں قطعیت سے کہا تو الفہ نے بغیر کسی رد و کد کے بھرپور انداز میں تائید کر ڈالی۔

''لیکن وہاں سے مجھے آفس قریب پڑتا اور پھر......''

''اور پھر کچھ نہیں وہاں آپ اکیلے کیسے رہیں گے مان بھائی یا ہو کہ آپ ہشام بھائی کی طرح شادی کر لیں پھر ہم آپ کو اجازت دیں گے۔'' عظام اندر آتے ہوئے گفتگو کے مختصر سے ہی موضوع بحث جان کر مسکراہٹ ضبط کرتا مشورے سے بھی نواز گیا تو حدید کی نگاہ غیر ارادی طور پہ ہی الفہ کی سمت اٹھ گئی تھی مگر احساس ہونے پہ اس نے فی الفور نگاہ کا زاویہ بدلا تھا۔

''پھر کیا سوچا۔'' بھائی عظام اس کے مقابل نشست سنبھال کر شوخی سے بولا تب وہ جو بے حال سا بیٹھا تھا فی میں سر ہلا کر گیا۔

''نہیں یار شادی میں تو ایک ماہ ہے ابھی۔''

''کیا؟'' عظام چیخا۔

''یعنی آپ نے بالا ہی بالا سب کچھ طے کر لیا اور کسی کو کچھ خبر نہیں۔'' اس کے یوں چلانے پہ حدید نا سمجھتے ہوئے بھی خفیف سا ہو کر سر پہ ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔

لاکھ نخرے دکھاؤ سر جھکانا پڑے گا
بن کے دلہن ہمارے گھر آنا پڑے گا
بن کے دلہن ہمارے گھر آنا پڑے گا

ڈھولک پہ عظام کا قبضہ تھا اور وہ بے سرے انداز میں کب سے اسے پیٹتا ہوا گلا پھاڑ رہا تھا۔

''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ اب بس کرو رحم کرو اہل محلہ پہ اور یہ ہمیں دو۔'' الفہ کا ضبط چھوٹا تب وہ اٹھ کر اس سے ڈھولک چھینتے ہوئے بولی تو عظام نے قہر بھری نگاہ اس پہ ڈال کر ڈھولک پٹخ دی۔

''بد ذوق اور جیلسی لڑکی تمہیں کسی نے غلطی سے کہا کہ تم کوئل کی طرح کوکتی ہو۔''

''تم سے مطلب یہ کم از کم تمہارا شعبہ نہیں چلتے پھرتے نظر آؤ سمجھے۔'' وہ ڈھولک اپنے قبضے میں کرتی ہوئی چڑانے والے انداز میں ہنسی۔

''اونہہ۔'' عظام نے مزید بحث کیئے بغیر سر جھٹکا اور ہاتھ بڑھا کر ساتھ بیٹھے حدید کو بھی ساتھ کھینچ لیا۔

''آئیں بھائی ورنہ ان فقیرنیوں کی صدائیں ابھی موڈ غارت کر دیں گی۔'' اس نے الفہ پہ چوٹ کی تھی۔ جس پہ دھیان دینے کی اس نے قطعی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔

''خیریت تم اتنی جلدی جگہ چھوڑنے والے تو نہیں ہو۔'' حدید کا جی نہیں چاہ رہا تھا اٹھنے کو مگر نگاہ پہ پہرے بٹھانا بھی تو آسان نہیں تھا جبھی اس کے پیچھے آتا ہوا مسکرا کر بولا تو عظام بے ساختہ ہنسا۔

''ایکچوئلی آج میچ ہے نا پاکستان کا انڈیا سے کیا کانٹے دار مقابلہ ہو گا واؤ۔'' اس نے ابھی

سے مڑالیا معاً کچھ یاد آنے پہ رکا تھا۔
"آپ چلیں بھائی میں القہ سے چائے کا کہہ آؤں۔" حدید ٹی وی لاؤنج میں آ کر بیٹھ گیا ٹی وی آن کرنے کے بعد اس نے سائیڈ پہ رکھا میگزین اٹھالیا، کرکٹ میچز میں اس کی بھی دلچسپی تھی مگر آج کسی شے میں جی نہیں لگ رہا تھا میگزین پٹخ کر اس نے ریموٹ سے چینل بدلا تو جنید جمشید کی مدھر سروں میں گونجتی پرجذب آواز اس کے دل کے تاروں کو جھنجھنا کے رکھ گئی۔

ہیں لمبی راتیں
کب تک ہوں یاروں سے باتیں
ہیں لمبی راتیں
کوئی تو ہو جو چپکے آنکھوں سے اتر کر دل میں بس جائے
اب جیا نہ جائے کچھ کیا نہ جائے اب رہا نہ جائے

گانا ختم بھی ہوگیا مگر وہ یونہی بے خبری کے عالم میں بیٹھا تھا عظام کب واپس آیا اسے خبر نہ ہو سکی چونکا تو اس وقت جب القہ چائے کی ٹرے لئے اندر آئی تھی عظام کی معنی خیز نگاہوں نے فی الفور خود کو سنبھالنے میں مدد دی۔
"کون ہے وہ؟" عظام کسی بے تکلف دوست کی طرح اس کی سمت جھکا تب وہ بری طرح چونکا تھا اور اگلے ہی لمحے نظر چرا گیا، اس کا وجیہہ چہرے پہ تاریک سا سایہ لہرا کر معدوم ہوا تھا اگر کوئی اس کی نگاہوں سے چھلکتی القہ کی شبیہ کو پا جاتا اور وہ نازک سی اس لڑکی کی رسوائی کے متعلق سوچ کر ہی لرز گیا۔
"یار میچ شروع ہوگیا ہوگا۔" عظام کے ہاتھ سے ریموٹ چھین کر اس نے چینل بدلتے ہوئے گویا اس کا دھیان بھی بدلنا چاہا تھا۔ عظام نے بہت گہری اندر تک جانچتی نگاہ سمیت اس کا یہ کترایا ہوا انداز دیکھا اور موضوع بدل گیا۔
"القہ بی بی ڈھولک پہ سرالاپنے کے بعد سونے سے قبل ایک بار پھر چائے ضرور بنا کے دے جانا اگر بھول گئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا انڈراسٹینڈ۔" القہ نے جیسے ہی چائے کا کپ اس کی سمت بڑھایا وہ دھمکی آمیز نظروں سے اسے دیکھ کر خشک لہجے میں بولا تھا۔
"مگر میں تو ابھی سونے جا رہی ہوں۔" القہ نے صاف جواب دیا۔
"بکومت تم ابھی نہیں سورہیں مجھے پتہ ہے تم ابھی......"
"عظام کیا مسئلہ ہے یار اور القہ تم جاؤ سو جاؤ جا کے یہ اور چائے نہیں پیئے گا۔" حدید نے مداخلت کرتے ہوئے القہ کی گلوخلاصی کروائی اور اطمینان بھرے انداز میں پھر سے ٹی وی کی سمت متوجہ ہوگیا جب کہ القہ، عظام کو منہ چڑا کر بھاگ گئی تھی۔ عظام نے اب کی مرتبہ بہت دھیان سے حدید کو دیکھا تھا اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے سر جھکا کر ٹی وی دیکھنے لگا کہ حدید کے چہرے کے سپاٹ تاثر سے اسے کوئی نتیجہ اخذ کرنا از حد مشکل لگا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے مان بھائی!" وہ اپنے دھیان میں کچن میں آئی تھی اسے کوکنگ رینج کے سامنے مصروف عمل دیکھ کر رکی۔
"چائے بنا رہا ہوں پیو گی۔" حدید نے پلٹے بغیر یونہی مصروف رہ کر جواب دیا، وہ آج کل خود سے بہت نالاں تھا اس لڑکی کو دیکھتا تو آنکھیں سرکشی پہ اتر آتیں شاید یہی وجہ تھی کہ اس نے خود پہ پہرے بٹھانا شروع کردیئے تھے۔
"چائے کی طلب تھی تو مجھے کہا ہوتا، ہٹیں میں بنا دیتی ہوں۔" وہ خفگی سے کہتی اس کے مقابل آگئی۔
"تم سے ہی بنوایا کروں گا ڈونٹ وری۔" زبان کے غلط موقع پہ پھسل جانے پہ وہ پشیمانی میں گھرتا ہوا لب بھینچ کر کھڑا رہ گیا۔
"یہ میرے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے۔" وہ سخت اپ سیٹ ہوا مگر ادھر ہنوز وہی بے خبری کا عالم تھا اسی معصومیت سے بولی تھی۔
"جب کہیں گے بنا دوں گی بس ہٹیں آپ خواتین کی موجودگی میں آپ کام کریں یہ اچھی بات تو نہیں۔" اس کے بازو پہ ہاتھ رکھ کر ہلکے سے دھکے سے پیچھے ہٹاتی وہ کچھ بھی محسوس کیئے بنا خود اس کی جگہ پر آ کھڑی ہوئی یہ جانے بغیر کہ اس کے مان بھائی اس کے متعلق کچھ اور سوچنے لگے ہیں۔
القہ چائے بنانے کے دوران مسلسل اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں مگر وہ جیسے غائب دماغی کی کیفیت میں تھا۔
"یہ لیں مان بھائی آپ کی فیورٹ گرما گرم اسٹرانگ چائے۔" بھاپ اڑاتا چائے کا کپ اس کی سمت بڑھاتی وہ اسے پیشانی کے بال مٹھی میں جکڑے سرخ آنکھوں سے لب بھینچے کھڑے دیکھ کر بری طرح چونکی۔
"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے مان بھائی!" لہجے میں چھلکتی تشویش اور فکرمندی حدید کو یکبارگی بے حد اچھی محسوس ہوئی وہ سرخ آنکھوں سمیت اسے دیکھ کر بے ساختہ مسکراتا ہوا سر نفی میں ہلا گیا۔
"نہیں ابھی تو نہیں البتہ خراب ہو ضرور سکتی ہے۔" اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتا ہوا وہ ایک بار پھر الجھی ہوئی بات کہہ گیا۔
"جی مگر کیوں؟" وہ کچھ حیران سی ہوئی تھی۔
"القہ تم ذرا جلدی سے بڑی ہو جاؤ پھر میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں گا جو......" معاً وہ لب بھینچ کر سر جھٹکتا ہوا جھٹکے سے مڑا پھر جیسے کچھ یاد آنے پہ گردن موڑ کر اس کی حیران پریشان آنکھوں میں جھانک کر رکھائی سے بولا تھا۔
"اور ہاں القہ میں اپنے کمرے میں ہوں تم وہاں بالکل نہیں آؤ گی سمجھیں۔" اس کا لہجہ بے مروت ہوگیا تھا اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ اس کے تاثرات دیکھنے کو رکا نہیں تھا القہ دھواں ہوتے چہرے سمیت کھڑی رہ گئی۔

انہی لو دیتے جذبوں سے نگاہیں چرائے وہ اپنے رویوں کی بدصورتی سے بھی بے خبر رہا تھا مگر القہ کا دل بہت بری طرح سے ٹوٹا تھا جبھی وہ اس سے بہت سنجیدگی سے خفا ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ بات کرنا تو گجا وہ ہر اس جگہ سے واک آؤٹ کر جاتی جس جگہ وہ پایا جاتا یا جہاں اس کی موجودگی کا امکان غالب ہوتا ایسے ہی بھاگتے دوڑتے دنوں میں مایوں کا دن بھی آن پہنچا تھا جب وہ پھولوں کے گجروں سے بھرا شاپر لئے اسے ڈھونڈتا ہوا چلا آیا۔
"لو القہ یہ پھپھو نے تم لوگوں کے گجرے منگوائے تھے۔"
پیلے لباس میں میچنگ کی کھنکتی چوڑیوں سے بجی غضب کا روپ ڈھاتی وہ اتنی اچھی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اسے خود پہ بٹھائے تمام پہرے ٹوٹ کر بکھرتے محسوس ہوئے جب کہ القہ نے اسے دیکھتے ہی شاپر لئے بنا منہ پھیر لیا تھا حدید کے اعصاب کو زبردست دھچکا لگا وہ ہونق سا کھڑا اسے وہاں سے جاتا ہوا دیکھتا رہا تھا ذہن پہ زور ڈالنے کے باوجود وہ سمجھ نہیں پایا تھا القہ کے اس رویے کی وجہ بھی عائکہ جو کچھ فاصلے پہ موجود یہ سب کچھ ملاحظہ کررہی تھی مسکراتی ہوئی قریب آگئی۔
"مان بھائی آپا آپ سے ناراض ہیں آپ نے اس روز ڈانٹا جو تھا۔" شاپر اس کے ہاتھ سے لے کر عائکہ نے ہنستے ہوئے گویا اس کی الجھن دور کرنا چاہی مگر وہ پہلے سے بھی کچھ زیادہ حیران سا ہو کر بولا تھا۔
"اچھا مگر کب میں نے تو اسے نہیں ڈانٹا۔"
"آپا بتا رہی تھیں ایک تو انہوں نے آپ کو چائے بنا کر دی اس پر آپ نے انہیں اچھی خاصی

جھاڑ بھی پلا دی وہ بھی بغیر کسی وجہ کے۔"

"اوہ۔" معاً وہ چونکا تھا۔

"تو اس وجہ سے خفا ہیں تمہاری آپا ہم سے۔" اس کی مسکراتی نگاہ بھٹک کر ڈھولک بجاتی لڑکیوں کے جھرمٹ میں چاند کی طرح جگمگاتی ہوئی الفہ پہ ٹھہری تو لبوں پہ جانے کیا سوچ کر مسکان بکھر گئی۔

"عاکی گڑیا تمہاری روٹھی ہوئی آپا کو منانے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہیے۔" عائکہ پلٹ رہی تھی جب حدید نے بالکل اچانک پوچھا۔

"موسچل آئسکریم۔"

"اوہ۔" حدید زیر لب مسکرایا۔

"ایسا کرو عاکی تم اسے کسی بہانے لے آؤ ہم ابھی آئسکریم کھانے چل رہے ہیں۔" وہ جیسے کسی منطقی نتیجے پہ پہنچتے ہوئے جیب میں گاڑی کی چابی کی موجودگی کا یقین کرتا ہوا باہر کی سمت چل دیا تھا۔

"اب کھاؤ گی یا نہیں۔"

پیلے لباس میں ملبوس شعاعیں بکھیرتے نو عمری کے دلکش نکھار سمیت وہ اس کے پہلو میں گویا آزمائش بنی بیٹھی تھی عائکہ جانے کس طرح دھوکے سے اسے لائی تھی، حدید کو ڈرائیونگ سیٹ پہ دیکھ کر اس نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پلٹ کر پیچھے بیٹھی عائکہ کو دیکھا جو مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔

"مان بھائی سے خفا ہو نا تم وہ صلح کرنے کو لائے ہیں۔" باقاعدہ آئسکریم کھلا کر عائکہ کی وضاحت پہ وہ بھڑک کر بہت کچھ بولتی چلی گئی تھی۔

غصہ تب بھی ختم نہ ہوا تو رخ پھیر کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی اور اب جیسے وہ تین بار آئسکریم سے باندھا تھا تو حدید سے چپ نہ رہا گیا۔

"آپ کو کیا اور آپ کو مجھے منانے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔"

"سوری کر تو رہا ہوں۔" وہ مسکرایا تو الفہ نے نم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ڈانٹا کیوں تھا۔" اس کا منہ پھولا ہوا اور انداز بچکانہ معصومیت لئے تھا حدید کو نگاہ چرانا پڑی۔

"یا اللہ یہ لڑکی کب بڑی ہوگی۔" اسے خود پہ رحم آنے لگا۔

"اگین سوری اب کھاؤ۔" وہ جیسے تیسے بولا۔

"آئندہ ڈانٹیں گے۔" اس نے جرح کی تو حدید کا سر پیٹ لینے کا جی چاہا۔

"کیا اسٹامپ پیپر پہ سائن کرواؤ گی۔" وہ جھلا اٹھا تھا۔

"کہا نا نہیں ڈانٹتا۔"

"پرامس کریں۔" اسے بھی جانے کیا ضد آ گئی تھی تب حدید نے باقاعدہ گھور کر اسے دیکھا اور کڑے لہجے میں بولا تھا۔

"اب پہلو نہیں الفہ ڈانٹنے والی بات پہ ضرور ڈانٹوں گا اب آئسکریم کھاؤ تاکہ گھر چلیں۔" وہ ڈپٹ کر بولا تو الفہ روہانسی سی ہوگئی۔

"شادی والا گھر ہے کوئی ضرورت نہیں خدمت خلق کی میں نے تمہیں صرف اپنے کمرے میں جانے سے منع کیا تھا بلکہ تم کسی بھی ایسے روم میں نہیں جاؤ گی جہاں مرد حضرات کا قیام ہو لڑکوں کے کام بھاگ بھاگ کر کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔" حدید نے درشتگی سے کہتے اس کے چہرے کو نہیں دیکھا۔

"بھائیوں کے بھی نہیں۔" وہ حیران ہوئی۔

"نہیں، کیونکہ تمہارے تو سب ہی بھائی ہیں نا۔" وہ سخت جلے ہوئے لہجے میں بولا تو الفہ عائکہ کی ہنسی کی جھنکار پہ خفیف سی ہوتی اسے گھورنے لگی تھی۔

شادی کے ہنگاموں میں وہ ہر موقع پہ پیش پیش رہی تھی ہر روز ایک نیا روپ ایک نیا انداز لئے وہ گویا اس کے حواسوں پہ چھا چکی تھی دل پہ عجب موسموں کی اجارہ داری تھی وہ کچھ بے زار سا ہو چلا تھا یہی وجہ تھی کہ تقریب ختم ہوتے ہی وہ کمپنی کی طرف سے ملنے والے گھر میں چلا آیا۔ اماں کے علاوہ اس کے گھر سے کسی نے شرکت نہیں کی تھی شادی میں وہ بھی ولیمہ ختم ہوتے ہی چلی گئیں تھیں۔

پندرہ دن گزرنے کے باوجود وہ ادھر نہیں گیا حالانکہ جب وہاں سے آ رہا تھا تو سب سے وعدہ کر کے آیا تھا ہفتے میں تین بار تو ضرور آئے گا مگر یہاں آ کے وہ خود کو بہلانے میں ناکام رہا تھا ایک مدہوم سی امید تھی شاید وہ اس طرح الفہ کا خیال دل سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے مگر یہ اس کی خام خیالی تھی جس میں ناکامی کی صورت میں وہ اب بری طرح جھنجھلایا رہتا تھا اس وقت بھی آفس سے آنے کے بعد چائے بنا رہا تھا جب موبائل پہ ہونے والی بیپ پہ چولہا بند کرتا ہوا اندر چلا آیا۔

لاہور سے اماں کا فون تھا نائلہ کے لئے ایک اچھا رشتہ آیا تھا اسے وہی اطلاع دے کر آنے کا کہہ رہی تھیں بقول ان کے وہ خود آ کے لڑکے کو ایک نظر دیکھ لے تاکہ بات آگے بڑھائی جا سکے معاملہ ایسا تھا کہ وہ انکار بھی نہ کر سکا ایک دو دنوں میں آنے کا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا۔ اماں نے اسے پھپھو کی طرف جانے کا بھی کہا تھا وہ چپ رہا کیا بتاتا ادھر نہ جانے کی اصل وجہ کیا تھی۔

"اچھی بات نہیں ہے بیٹا تمہاری پھپھو کیا سوچیں گی پہلے ہی اتنے عرصے بعد آنا جانا ہوا ہے بانو شگفتوں سے شناسائی بھی چالی رہی تھی اب یوں میں مصروف میں اپنے گھر میں تمہارے گھر سے یہ راستے کھلے ہیں تو میں اپنی بند کر کے نہیں جانتی۔"

وہ انہیں ادھر جانے کی تسلی سے نواز کر بھی ایسا ارادہ نہیں رکھتا تھا وہ اپنے منہ زور جذبوں کے چھلک جانے سے خائف تھا اس کے خیال میں الفہ ابھی بہت چھوٹی تھی ابھی وہ مناسب وقت نہیں آیا تھا اسے اسی وقت کا انتظار کرنا تھا جب وہ اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دے ان تمام محسوسات کو آشکار کر دے پھر بھلا اس کا ردعمل کیا ہوگا وہ تصور میں اس کا حیران چہرا دیکھ کر مسکرایا تھا۔

کال بیل کے جواب میں دروازہ اوپن کرنے پہ جس چہرے پر نگاہ پڑی اس نے اس کی نگاہ کو جکڑ کر سحر زدہ کر دیا تھا۔

"بہت اچھے مان بھائی کیا ٹھاٹ ہیں ویسے اگر مجھے بھی اتنی اچھی جاب ملے تو شاید میں بھی اپنے عزیز رشتہ داروں کو یونہی بھلا دوں گا۔" عظام کے شاکی لہجے نے اسے سنبھلنے کا موقع فراہم کیا تھا وہ خجالت سے سرخ پڑتا پھیکے سے انداز میں مسکرا دیا۔

"نہیں یار میں آنا چاہ رہا تھا مگر مصروفیت آفس سے آنے کے بعد اتنا تھک جاتا ہوں کہ کہیں اور جانے کی ہمت ہی نہیں رہتی۔" انہیں ساتھ لئے اندر آتا ہوا وہ بہت خوبصورتی سے اپنا آپ چھپا گیا۔

"چلیں خیر ہے مان بھائی ہم نے کون سا برا منایا خود ملنے چلے آئے۔" عظام نے اس کی شرمندگی کو محسوس کرتے ہوئے ہی اسے اس احساس سے نکالنے کو ہلکے پھلکے انداز میں کہا تب وہ بھی جیسے ریلیکس ہوا تھا۔

"پچھلے ایک گھنٹے سے ہم آپ کا گھر تلاش کرتے پھر رہے تھے صرف ٹریٹ دینے کے خوف سے چھپتے رہے آپ" عائکہ نے اس کے سادگی سے سجے چھوٹے سے گھر کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس پہ گرفت کی تب الفہ

اس کی حمایت میں میدان میں اتری تھی۔

''کیا ہو گیا ہے تم سب کو معذرت کر تو چکے ہیں بھائی اب بس بھی کرو۔'' اسے کچھ زیادہ ہی برا لگا تھا مگر اس کی یوں حمایت کرنا عظام کو کچھ اس سے بھی زیادہ برا لگا تھا جبھی چمک کر بولا تھا۔

''تم تو ہو ہی مان بھائی کی چمچی مان بھائی ہم آپ سے زبردستی ٹریٹ لینے آئے ہیں کسی چائنز میں ڈنر کرائیں ہمیں آخر انجینئر صاحب کی تنخواہ بھی تو اچھی خاصی ہو گی۔'' القہ کو اچھی طرح لتاڑنے کے بعد وہ اندر آتے ہی صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھتا ہوا تو حدید نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے۔

''شیور وائے ناٹ ابھی چلتے ہیں مگر پہلے چائے۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا تب القہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوتی ہوئی اسے ٹوک گئی تھی۔

حدید لب بھینچے ہوئے کچھ کہے بنا باہر نکل گیا۔

''آپ مجھ سے خفا کیوں رہنے لگے ہیں بھائی۔'' وہ بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے کچن تک آئی تھی۔

''ایسی کوئی بات نہیں؟'' حدید نے سرسری سے لہجے میں جواباً کہا تب وہ جرح پہ اتر آئی تھی۔

''غلط کہہ رہے ہیں بھائی عظام اور عائکہ سے بات کر رہے ہیں نہیں کر رہے تو مجھ سے میری بات کا بھی جواب......''

''القہ تم اندر جاؤ میں چائے وہیں لے آؤں گا۔'' اس کی بات کاٹ کر وہ رکھائی سے بولا تو القہ نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

آف وائیٹ جینز پہ بلیک شرٹ پہنے اپنی سحر انگیز شخصیت کے چارم سمیت چہرے پہ بےزار کن تاثرات کے باوجود بھی وہ اس قدر دلکش نظر آ رہا تھا کہ وہ کچھ دیر تک دھندلی نظروں سے یونہی اسے دیکھتی رہنے کے بعد کچھ کہے بغیر پاؤں پٹختی ہوئی کچن سے نکل گئی حدید نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا اور سر جھٹک کر کھولتے ہوئے پانی میں پتی ڈالنے لگا۔

''میں نے کہا نا نہیں کھانا مجھے کچھ بھی۔'' اس نے نہایت بدتمیزی سمیت عائکہ کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ پہلے تو وہ ان کے ساتھ ڈنر پہ آنے پہ آمادہ نہیں تھی۔ عظام کی گھرکیوں اور عائکہ کی منت سماجت پہ آ تو گئی تھی مگر اب کچھ نہ کھانے کی گویا قسم کھائے بیٹھی تھی عائکہ نے زبردستی اس کی پلیٹ میں چاول نکالے تب وہ جیسے آپے سے باہر ہوتی پھٹ پڑی تھی۔

حدید نے ایک نظر عظام کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر القہ کو دیکھا جو سوجھا ہوا منہ لئے بیٹھی تھی پھر عائکہ کو وہاں سے اٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا خود آ کر اس کے مقابل بیٹھ گیا۔

''کھانے سے ناراضگی بے وقوف کرتے ہیں اور تمہیں میں اتنا بیوقوف نہیں سمجھتا تھا۔'' رسانیت سے بھرپور ٹھہرا ہوا لہجہ جس میں بڑے پن کے مخصوص تکلف کے ساتھ ساتھ عجیب سی لاتعلقی کا عنصر بھی نمایاں تھا القہ کا دل دکھ سے بھر گیا اس نے تیزی سے بھیگتی آنکھوں سمیت اسے دیکھا اور اگلے ہی لمحے سر جھکا گئی وہ اس وقت سب کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

''جب آپ کو میرا اپنے گھر آنا اچھا نہیں لگا تو زبردستی کھانے کیوں کھلانا چاہ رہے ہیں۔'' وہ روٹھے پن سے بولی تھی۔

''تمہیں کس نے کہا۔'' وہ حیران ہوا تھا۔

''آپ میری کسی بات کا جواب نہیں دے رہے تھے میں نے چائے بنانے کا کہا آپ نے کچن سے بھگا دیا بندہ اور کیا سمجھے۔'' گو کہ لہجہ بے حد روٹھا ہوا اور شکایتی سا تھا حدید کو ہنسی آنے لگی۔

''میرے خدا کہاں پھنس گیا ہوں میں اب

لگتا ہے ساری عمر محترمہ کو مناتے مناتے ہی گزرے گی۔'' اسے اپنے مستقبل کی فکر لاحق ہوئی۔

''آپ بہت بدل گئے ہیں مان بھائی آپ مجھے سمجھ نہیں آتا۔'' وہ گہری یاسیت میں گھر کر بولی تھی۔

''ہاں بدل تو میں واقعی گیا ہوں۔'' ٹھنڈا سانس بھرتے اس نے جیسے کسی جرم کا اعتراف کیا۔

''تم اتنی معصوم ہو اتنی چھوٹی سی کہ مجھے اپنی اس تبدیلی پہ شرم محسوس ہونے لگتی ہے۔'' وہ درد کی اتھاہ میں اترا۔

''مان بھائی!'' القہ نے پکارا تب وہ چونکا تھا۔

''بتائیں نا مان بھائی آپ کیوں ایسا کرتے ہیں۔'' وہ پوری جان سے اس کی سمت متوجہ تھی تب وہ جیسے ہار سا گیا۔

''ہاں بتاؤں گا پہلے تم کھانا کھاؤ۔''

''پرامس۔'' اس نے حسب عادت وعدہ لینا چاہا۔

''پرامس۔'' وہ اس کی گلابی ہتھیلی سے نظر چراتا ہوا اپنی پلیٹ میں سلاد نکالنے لگا القہ کھل سی ہو کر مسکراتے ہوئے عظام کو دیکھنے لگی تھی۔

ہشام کے سسرال سے القہ کے لئے پروپوزل آیا تو پورے گھر میں جوش کی لہر دوڑ گئی جب کہ القہ گھبرائی ہوئی سی پھر رہی تھی لڑکا ڈاکٹر تھا اور شادی کی تقریب میں القہ کو دیکھ کر اپنانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شادی کو پورا مہینہ بھی نہ گزرا تھا جب اس کے گھر والے دو چکر لگا چکے تھے ایسے میں عظام اور عائکہ نے الگ اس کے ناک میں دم کر ڈالا تھا جہاں کہیں اسے دیکھتے لڑکی نے کوئی گیت گا کر اسے روہانسا کر ڈالتے امی بھی قدرے خوفزدہ سی تھیں۔

''انجانے لوگ ہیں پھر القہ بھی خاصی چھوٹی ہے۔'' گو کہ سمعیہ بھابھی بھرپور تسلی دے رہی تھیں کہ لوگ اچھے ہیں اس کے باوجود ان کی پریشانی کم نہیں ہوئی تھی مگر جب دادو نے انہیں سمجھایا تب وہ قدرے مطمئن ہوئی تھیں۔

''ارے اتنی بچی کہاں ہے وہ اگلے ماہ پورے اٹھارہ کی ہو جائے گی پھر کون سا ہم ابھی شادی کر رہے ہیں اچھے رشتے بار بار کہاں ملتے ہیں منگنی کی رسم کر لینا رخصتی بعد میں ہوتی رہے گی۔'' دادو کی بات امی کے دل کو لگی بابا نے تو سارا معاملہ چھوڑا ہوا ہی ماں بیوی پہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ امی کے رضامند ہوتے ہی ان لوگوں کو آنے کی اجازت دے دی گئی عین اس روز جب ان لوگوں کو آنا تھا حدید بھی بلا ارادہ ہی چلا آیا۔

''اچھا ہوا بیٹا تم آ گئے کہا تو ان لوگوں نے کئی دنوں سے تھا مگر پروگرام آج کا رکھ دیا تمہارے انکل اور احتشام، ہشام اپنے اپنے کاموں کے لئے نکل گئے ہیں جب کہ عظام یونیورسٹی جا چکا ہے میرے تو مانو ہاتھ پاؤں پھول رہے ہیں۔''

''خیریت تو ہے نا پھپھو ایسے کون سے مہمان آ رہے ہیں کہ پورا گھر الرٹ نظر آ رہا ہے۔'' اس نے دونوں بھاوجوں کو خصوصی قسم کی صفائی میں مشغول دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

''ارے بیٹے چھوٹی دلہن کے میکے سے کچھ لوگ القہ کے سلسلے میں آ رہے ہیں خود لڑکا بھی ساتھ ہو گا گھر کی ڈسٹنگ سے لے کر کھانا تک سب کچھ اچھا ہونا چاہیے۔''

''جی۔'' اس کے لبوں سے جیسے کسی نے مسکراہٹ نوچ کر پھینکی تھی۔

''القہ کے لئے آ رہے ہیں یعنی رشتہ وغیرہ کے سلسلے میں۔'' وہ جیسے ابھی تک یقین نہ کر پایا تھا، تمام حسیات گویا یکبارگی ساکت رہ گئی تھیں۔

''ہاں بیٹے مگر تم کیوں پریشان ہو گئے اللہ خیر کرے گا۔'' اماں اس کے چہرے کے تاثرات

دیکھ کر خائف سی ہو گئیں۔

''پھپھو ان لوگوں کو پہلی فرصت میں منع کریں کوئی ضرورت نہیں انہیں یہاں آنے کی۔'' اپنے مقصد کو لے کر اس کے ہر انداز سے اس قدر درشتگی چھلک پڑی تھی کہ اماں جیسی بھتیجے سے بے پناہ چاہت کا اظہار کرنے والی عورت بھی بھرپور ناگواری سے اسے ٹوک گئی تھیں۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے مان کیا فضول بات کر رہے ہو۔'' انہوں نے بری طرح ڈانٹا تھا پھر مزید غصہ کرتے ہوئے بولی تھیں۔

''گھر آئی نعمت کو ٹھکرانا سراسر ناشکری ہے۔ بہت اچھا سبق پڑھا رہے ہو مجھے۔'' انہیں ایسا ہی غصہ آتا تھا۔

''بے حد بے حد شدید پھپھو کیا وہ لڑکا مجھ سے زیادہ اسمارٹ اور گڈ لکنگ ہے مجھ سے زیادہ اچھی پوسٹ پہ ہے جو آپ اپنی...... اپنی وے اگر ایسا ہو تب بھی القہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی، میں ایسا نہیں ہونے دوں گا اس پہ سب سے زیادہ حق ہمارا ہے'' اس کا لہجہ مان اور لچک لئے ہوتا تب اور بات تھی۔'' اس کے لہجے میں دھونس بھی نخوت تھی اور ہٹ دھرمی بھی، اماں تو گم صم ہو گئیں تب سمعیہ بھابھی کو اسے ٹوکنا پڑا تھا۔

''لیکن حدید بھائی آپ کو یہ سب پہلے بتانا چاہیے تھا اگر آپ کا ایسا خیال تھا تو کسی سے کہتے تو سہی۔'' تب وہ بلا جھجک اپنی خطا قبول کر گیا تھا۔

''سوری بھابھی میں نے یہ سوچ کر ابھی بات نہیں کی کہ اول وہ بہت چھوٹی تھی دوسرے میں اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

''ڈفر تب تو وہ اب بچی ہو گئی تم ہم سے تو کہہ سکتے تھے اب ان بھلے مانس لوگوں کے سامنے خود بھی شرمندہ ہوتے رہیں اور انہیں بھی کریں بھلا بتاؤ کیا کہیں گے ان سے کہ ہم نے اپنی لڑکی کا رشتہ طے کر رکھا ہے۔'' امی جی بھر کے خفا ہو رہی تھیں تب وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ کر ان کے گلے میں دونوں بازو حمائل کر گیا۔

''ریئلی پھپھو مجھے اگر ذرا سا بھی پتہ ہوتا کہ آپ اپنی لاڈلی کی شادی اتنی جلدی کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں تو میں بہت پہلے ہی آپ کو یہ بات کہہ دیتا، مجھے بس شرم آتی تھی آپ سے براہ راست کہتے۔'' اس نے شرمانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو جواباً امی نے اسے گھورتے ہوئے مصنوعی خفگی سمیت اس کے گھنے بال بکھیر دیئے۔

''اور اب تو تمہیں شرم آئی نہیں ہے نا۔'' تب وہ بے ساختہ ہنستا ہوا ان سے لپٹ گیا تھا۔

پھپھو کو قائل کرنے کے بعد وہ انہی قدموں لوٹ جانا چاہتا تھا کہ کسی خیال کے زیر اثر پلٹ کر القہ کے کمرے تک آ گیا ہلکی دستک کے بعد دروازہ دھکیلا تو اسے سامنے ہی بیڈ پہ بیٹھی نظر آ گئی، ڈیپ میرون شیفون کے ہلکی کڑھائی کے سوٹ میں اس کی دودھیا رنگت کا نکھار دیکھنے والی نگاہ کو ٹھٹکا رہا تھا مگر آج اس کی نگاہ نہیں ٹھٹکی تھی بلکہ اس تیاری کی وجہ سے سمجھتے ہوئے دماغ میں انگارے سے چٹخ گئے۔

''بہت شوق ہے تمہیں شادی کا مجھے پتہ ہوتا تو بہت پہلے نکاح پڑھا لیتا۔'' اس کے سر پہ پہنچ کر وہ گویا غرایا القہ نے تحیر سے بھری نگاہ سمیت اسے دیکھا تھا بلاوجہ کا گرجنا برسنا اسے سمجھ نہیں آ سکا یوں بھی اب تو وہ اکثر ہی اس سے ناراض سا رہنے لگا تھا۔

''اگر تم نے کسی کے متعلق ایسا سوچا بھی تو میں تمہاری جان نکال کے رکھ دوں گا۔'' بے حد روڈ اور اکھڑا ہوا لہجہ القہ کے بھرے ہوئے دل پہ تازیانے کی مانند برسا تھا وہ جو اس اچانک حملے پہ رو دھو کے بامشکل آج تیار کر کپڑے بدلنے پہ آمادہ ہوئی تھی حدید کے اس شدید رویے پہ کسی طرح بھی خود کو نہ سنبھال پائی، کشادہ آنکھوں کے بھرے کانچ پہ نمی اتنی تیزی سے امڈی کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا۔

''آپ کو کس نے کہا میں شادی کرنے کو مری جا رہی ہوں وہ تو امی نے ہی زبردستی مجھے تیار ہونے کا آرڈر دیا تھا پھر بھی مجھے ڈانٹ رہے ہیں مان بھائی۔'' وہ روتے ہوئے بھی وضاحت اور شکوہ ضروری سمجھا تھا۔

''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ خبردار جو آئندہ مجھے بھائی کہا تو گلا دبا دوں گا۔'' اس کے یوں آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑنے پہ القہ بری طرح سے سہم کر رونا بھول بھال کر خوفزدہ نظروں سے اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھنے لگی اس طرح تو آج سے قبل وہ کبھی غصے میں نہیں آیا تھا، آج کا دن ہی خراب تھا القہ نے تلخی سے سوچا۔

''تمہاری اس حد سے بڑھی ہوئی معصومیت بچپنے اور بیوقوفی نے ہی آج مجھے یہ دن دکھایا ہے اچھی بھلی ہاتھ سے نکل جاتیں تمہیں تو کوئی فرق نہ پڑتا مگر میں......'' وہ کچھ کہتے کہتے لب بھینچ گیا جب کہ وہ حق دق سی کھڑی تھی۔

''اور اب ذرا بڑی ہو جاؤ کیونکہ شادی کے بعد میں اس قسم کی احمقانہ حرکتوں والی بیوی کو بالکل پسند نہیں کروں گا انڈر اسٹینڈ۔'' اس کے سر پہ چپت مار کہ وہ مسکراتا ہوا پلٹ گیا جب کہ القہ کچھ نا سمجھی کے عالم میں کھڑی اس کی گہری بات پہ غور کرتی رہی اور جیسے ہی بات سمجھ میں آئی وہ صدمے سے گنگ ہو کر وہیں بیڈ پر گر سی گئی تھی۔

بدلے بدلے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں
دل کی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں

پچھلے دو گھنٹوں سے وہ گھر کے پچھواڑے بنے اتری سیڑھیوں میں سے ایک پہ بیٹھی ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ ٹکائے سوچوں میں گم تھی عائکہ کی شوخ گنگناہٹ پہ بری طرح چونکتی سیدھی ہو بیٹھی۔

''کیا بات ہے سب خیریت ہے نا۔'' اس کا ہشاش بشاش لہجہ اس کے آس پاس بکھرا تب وہ سر جھکا کر گہرا سانس کھینچتی فرش پہ لکیریں کھینچنے لگی۔

''کیا تمہیں اچھا نہیں لگا آپا، حدید بھائی کا اظہار۔'' عائکہ نے بغور اس کا چہرا دیکھا۔

''وہ شروع سے ہی تمہیں خاص نگاہ سے دیکھتے تھے میں نے تو کب سے پڑھ لیا تھا ان کی نگاہوں کے اس رنگ کو۔'' عائکہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور القہ کے دل نے ایک بیٹ سی کی تھی۔

''مجھے کیوں نہیں بتایا میں بیوقوفیاں کرتی رہی اسی لئے تو وہ مجھ سے خفا رہتے تھے۔''

''اوہ گڈ چینج۔'' عائکہ نے طرز مخالف کی تبدیلی محسوس کرتے ہی معنی خیزی سے آنکھیں نچائیں تو القہ بے تحاشا سرخ پڑ گئی۔

''واقعی میں بہت بے عقل ہوں عالی جب کہ مان بھائی تو بہت جینئس ہیں کہہ رہے تھے شادی کے بعد اپنی بیوی کی اس قسم کی احمقانہ حرکتیں پسند نہیں کریں گے۔'' وہ جانے کیا سوچ کر افسردہ ہوئی۔

''اب تو بھائی کہنا چھوڑ دو موصوف عنقریب آپ کے جملہ حقوق اپنے نام محفوظ کروانے والے ہیں۔'' عائکہ نے چھیڑا تب وہ ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گئی تھی۔

''پختہ عادت ہے اتنی آسانی سے کہاں چھٹے گی پھر میں نے تو دل سے انہیں بھائی سمجھا تھا۔''

''اوہو۔'' عائکہ نے سیٹی بجانے کے انداز میں ہونٹوں کو جنبش دی یعنی بقول شاعر۔

تو اسے بے سبب ہی مانتا تھا
بات تو اس کے دل میں تھی کوئی

اس نے اپنی منشا کے مطابق شعر میں رد و بدل کیا تو القہ ہونٹوں سے کیونکس کھرچتے ہوئے

دھیمے سروں میں ہنس دی۔

''ایسا ہی تھا مگر یہ بھی سچ ہے کہ اب وہ اگر اس نگاہ سے دیکھے جائیں تو زیادہ شاندار لگیں گے۔'' ان کے انداز میں شرارت بھری تھی عائکہ آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی پھر ٹھنڈا سانس بھر کے بولی تھی۔

''صحیح کہا ہے کسی دل جلے شاعر نے۔''

''کہ پہلے تو لڑکیاں کہتی ہیں بھائی اور پھر بعد میں بنا دیتی ہیں باپ کا جوائی۔'' اپنی بات کو وہ خود ہی انجوائے کر کے زور سے ہنسی جب کہ الفہ کا چہرہ بے تحاشا سرخ پڑ گیا تھا۔

''مروتم۔'' وہ اس کی پکاروں کو نظر انداز کرتی اٹھ گئی۔

حدید نے ضابطے کی پہلی کاروائی کے طور پہ اماں کو باقاعدہ رشتہ دے کر بھیجا تھا چونکہ گھر کا معاملہ تھا پہلی بار ہی معاملہ طے ہو گیا وہاں ارادہ منگنی کا تھا اعتراض حدید کو بھی نہ ہوا کہ شادی کی فی الحال جلدی اسے بھی نہیں تھی یوں دونوں اطراف نہایت جوش وخروش سمیت تیاریاں شروع ہو گئیں مگر اس میں افراتفری اور بھونچال کی لہر تب اٹھی جب بالکل اچانک حدید کو آفس کی طرف سے دو سال کے ایگریمنٹ پہ باہر جانا پڑا، ادھر جب یہ اطلاع دادو تک پہنچی تو بری طرح بدک گئیں۔

''اے ہائے فرنگیوں کے دیس اتنے عرصے کے لیے لڑکے کو تنہا بھجوا دیں جہاں پھسلنے کے مواقع بھی قدم قدم پہ بکھرے پڑے ہیں، ارے میں تو یہ تک سنتی ہوں وہ موئی فرنگنیں کپڑے بھی بہت چھوٹے چھوٹے پہنتی ہیں وہ بھی جوان جہان لڑکا ہے اور جوانی تو ہوتی ہی اتھری منہ زور ہے خدانخواستہ......''

''اماں ایسی دل دہلا دینے والی باتیں تو مت کریں مجھے اپنے خون پر بھروسہ نہیں ہے کیا۔'' امی کو بہت برا محسوس ہوا تھا جبھی دبے لہجے میں ٹوک گئیں۔

''ارے تو میں نے سچ ہی کہا ہے ہمارے آس پاس کتنی مثالیں ہیں لڑکے وہاں گئے اور وہیں کے ہو گئے۔'' دادو نے دہائی دی۔

''اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے حدید ایسا نہیں ہے اب کی بار بابا نے بات کی تھی اگر ایسا ہی خدشہ ہے آپ کو تو ہم منگنی کی بجائے نکاح کر دیتے ہیں تا کہ اگر حدید کا ادھر مستقل قیام کا ارادہ ہو بھی تو بعد میں الفہ کو بھی وہیں بلوا لے۔'' انہوں نے اپنا خیال ظاہر کرنے کے بعد تینوں بیٹوں کو دیکھا جنہیں اعتراض نہیں تھا کہ حدید تو انہیں بھی اس لحاظ سے بہت پسند تھا اس سے پہلے کہ دادو مزید مخالفت کرتیں، ادھر سے اماں بھی اسی مطالبے سمیت آن پہنچی۔

''حدید چاہتا ہے منگنی کی بجائے نکاح کر دیں۔'' یوں یہ چھوٹی منگنی کی سی تقریب نکاح کی سنت کی ادائیگی پہ ختم ہوئی۔

نکاح سادگی سے نہیں ہوا دوسرے لفظوں میں پوری پوری شادی تھی ماسوائے رخصتی کے جس میں بھی رسموں کی ادائیگی ہونا طے پایا تھا۔ گھر میں ایک بار پھر ہلچل مچ گئی دوسری طرف حدید کے گھر والے بھی تیاریوں میں مگن تھے ان لوگوں نے مایوں کے دن لاہور سے کراچی آنا تھا، طے یہ پایا تھا کہ تمام رسومات کی ادائیگی اکٹھے کی جائے اس طرح سہولت بھی رہتی اور مزا بھی دوبالا ہوتا۔ پورے گھر میں خوشیوں کی برسات تھی، عائکہ بھابیوں اور امی کے ساتھ شاپنگ اور تیاریوں میں بہت مگن تھی الفہ البتہ گھر پر ان کے ہی کاموں پہ ہاتھ بٹاتی تھی اس روز بھی وہ شاپنگ سے لوٹی تو چہرے پہ دبا دبا جوش کسی خاص بات کا غماز تھا مگر الفہ نے کسی قسم کا تجسس ظاہر نہیں کیا کہ آج کل وہ سب مل کر یوں بھی اس کے ناک میں دم کیے رکھتے تھے۔

''پتہ ہے آج مان بھائی ملے تھے وہ بھی صدر شاپنگ کے لیے ہی آئے تھے۔'' وہ چائے بنا رہی تھی جب کہ عائکہ اس کے پیچھے آ کر رازداری سے بولی۔

''تو پھر میں کیا کروں۔'' اس نے لاتعلقی کا شاندار مظاہرہ کیا۔

''جو وہ کہہ رہے تھے وہ سننے کے بعد تم بہیر ہوٹی بن جاؤ گی یہ بات تو طے ہے۔''

''اونہہ۔'' اس کے اتنے یقین سے کہنے پہ الفہ نے بے نیازی ونخوت سے ہنکارا ابھرا۔

''پتہ ہے کیا کہہ رہے تھے۔'' عائکہ نے بات ادھوری چھوڑ کر اس کا تجسس ابھارنا چاہا۔

''اب بک بھی چکو۔'' الفہ نے اندر پچی کھد بدے بے نیازی بے زاری سے کہا تو عائکہ نے اس کی کلائی میں چٹکی بھری۔

''بہت بن رہی ہو جاؤ میں نہیں بتاتی۔'' وہ لمحوں میں روٹھی تھی۔

''چلو بتا دو ویسے بھی کوئی اور تو تم سے یہ سب سننے کا مشتاق نہیں ہو گا۔'' اس نے گویا احسان کیا تھا۔

''تو گویا تم مشتاق ہو۔'' عائکہ نے لمحہ بھر کی تاخیر کے بغیر اس پہ گرفت کی تب وہ بری طرح سے جھینپی تھی۔

''نانسنس جاؤ نہ بتاؤ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے۔'' وہ پل بھر میں روٹھی تو عائکہ نے ہنستے ہوئے اس کے گلے میں بازو حمائل کر دیے۔

''تم واقعی بہت جلدی خفا ہونی ہو آپا اور یہ کوئی اچھی بات نہیں مان بھائی تو تمہیں مناتے مناتے ہی زچ ہو جایا کریں گے۔''

وہ شرارتاً مسکائی تب عائکہ بھی کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

''ہیلو الفہ بھابھی کیسی ہیں آپ۔'' حدید کی لاڈلی بہن عائشہ فون پہ اس سے مخاطب تھی طرز تخاطب نے اس کا چہرہ رنگین کر ڈالا کچھ بولا ہی نہ گیا تھا۔

''بھابھی کیا ہوا کچھ بولیں تو سہی۔'' وہ یقیناً اسے چھیڑ رہی تھی۔

''ہوں اچھی ہوں۔'' اسے کچھ تو کہنا تھا۔

''وہ تو ہمیں پتہ ہے صرف اچھی نہیں بہت پیاری بھی جبھی تو ہمارے نخریلے سے بھائی کو لمحوں میں پسند آ گئیں۔'' وہ ہنس رہی تھی الفہ بری طرح سے جھینپ گئی۔

''کب آ رہے ہیں آپ لوگ کراچی۔'' اس نے یونہی بات کرنے کی غرض سے پوچھا تھا مگر ادھر سے آتی حدید کی بھاری شوخ آواز نے اسے حواس باختہ کر ڈالا۔

''بہت جلدی ہے تمہیں اندازہ تو تھا مجھے مگر کچھ اس قدر اس کا پتہ نہیں تھا۔'' اسے ستا رہا تھا اس کے معنی خیز لہجے میں چھلکی شوخی وشرارت نے اس کے پورے وجود میں برقی رو دوڑا ڈالی جبھی گھبرا کر ریسیور پاس بیٹھی عائکہ کو زبردستی تھمانا چاہا مگر وہ تو جیسے بدک گئی تھی۔

''اچھا تو مان بھائی ہیں خود ہی بات کرو اگر میں نے کی تو ڈانٹ دیں گے۔'' اس کے رنگ اڑے چہرے کو دیکھ کر حظ لیتے ہوئے وہ اطمینان سے بولی تو ناچار اسے ریسیور کان سے لگانا پڑا کہ حدید مسلسل پکار رہا تھا۔

''کم آن یار اتنا گھبرا کیوں رہی ہو، وہی تو مان ہوں تمہارا جس سے تم گھنٹوں باتیں کیا کرتی تھیں اور کبھی تھکی نہیں تھیں۔'' وہ اس کی حواس باختگی کو اتنی دور ہونے کے باوجود محسوس کیے بنا نہیں رہا تھا جواباً وہ لب کچلتی رہی تھی۔

''اچھا یہ بتاؤ تم اس بندھن کے بندھنے پہ خوش ہو۔'' وہ موضوع بدل کر بولا تو الفہ کے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پہ آ گیا۔

''بولو نا۔'' وہ مسلسل اصرار کر رہا تھا۔

''مجھے نہیں پتا۔'' اس نے بے چارگی سے

کہا۔ شرم بھی تو بے تحاشا آرہی تھی۔

''اچھا چلو یہ بتاؤ میں کیسا لگتا ہوں۔'' وہ اچھی طرح زچ کرنے ستانے کا ارادہ باندھے ہوئے تھا۔

''میں فون بند کر رہی ہوں۔'' وہ روہانسی ہی تو ہو گئی تھی۔

''خبردار القہ فون بند نہیں کرنا پہلے میری بات کا جواب دو۔'' اس نے دھونس بھرے لہجے میں دھمکایا تو القہ نے ریسیور کو گھورا تھا۔

''اگر اچھے نہ ہوتے تو بھلا میں ایسا ممکن ہونے دیتی۔'' اس نے پورے دل کی آمادگی سے کہا اور دھڑ دھڑاتے دل سمیت ریسیور کریڈل پہ پھینک کر خود اندر بھاگ گئی تھی۔

''اوہ، ریئلی تم تو میری توقع سے کہیں بڑھ کے چارمنگ ہو، اب سمجھی مان بھائی یونہی تو پاگل نہیں ہوئے تھے۔'' نائلہ نے اسے لپٹا کر پیشانی پہ بوسہ ثبت کرتے ہوئے بھرپور تعریف کی تب وہ بری طرح بلش ہو گئی تھی۔

وہ لوگ آج ہی پہنچے تھے اور حدید کے علاوہ سبھی چوہدری ولاج میں جمع ہوئے تھے چونکہ پچھلے کئی سالوں سے دونوں گھرانوں کے بڑے ہی غمی خوشی کے موقعوں پہ ایک دوسرے سے ملتے رہے تھے یہی وجہ تھی کہ بچوں کو پڑھائی وغیرہ میں الجھ کر ایک دوسرے سے ملنے اور سمجھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

حدید کی دو بہنیں اور ایک بھائی تھا، دونوں ہی اس سے چھوٹے تھے مگر القہ سے وہ تینوں ہی بڑے تھے القہ ان سب کو ہی بے طرح پسند آئی تھی۔

''بھائی جان کی امپریسو شخصیت کے ساتھ کوئی ایسی ہی چارمنگ نازک اور دلکش لڑکی جچ سکتی تھی۔'' یہ عائشہ کا تبصرہ تھا ان سب نے ہی حدید کی زبردست چوائس کی داد دی تھی۔

''ہم نے تصویریں دیکھی تھیں تمہاری مگر تم حقیقت میں تو اور بھی زیادہ انوسینٹ حسن کی مالک ہو۔'' عائشہ تو اس کی زبردست فین ہو چکی تھی۔

''جب مان بھائی نے اماں سے تمہارا نام لیا میں بہت حیران ہوئی تھی میرے خیال میں تو تم بہت چھوٹی تھیں۔'' عائلہ نے اس کا دہکتا ہوا گال سہلا کر کہا۔

''بہت گھنے ہیں مان بھائی اتنا عرصہ تک کتنی خوبصورتی سے یہ بات چھپائے رکھی، یہاں تک کہ خود القہ کو بھی ہوا نہیں لگنے دی جبھی تو یہ محترمہ بھی اپنی مان بھائی کی گردان کرتیں آگے پیچھے پھرا کرتی تھیں۔'' عظام نے چھیڑا تھا سب ہی ہنس پڑے، القہ کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا۔

''ویسے پوچھنا ضرور القہ ڈیئر مان بھائی سے انہیں تمہارے منہ سے لفظ بھائی کتنا برا لگتا تھا۔'' نائلہ نے لطیف سی شرارت کی تب وہ بے تحاشا سرخ پڑتی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

مہندی کی رسم کی ادائیگی سے چند گھنٹے قبل حدید وہاں آیا تو اسے ہر طرف سے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔

''جی...... جناب کہاں تھے آپ اہم کارنامے انجام دے کر خود غائب......'' اس کے یار دلدار خالہ زاد شاہ میر نے آتے ہی اسے گرفت میں لیا تھا جواباً وہ کالر اکڑا کر ہنس پڑا۔

''چوائس تو بہت اعلیٰ ہے واقعی بھابھی اچھی ہیں شاندار جوڑی ہوگی۔''

''ہوں چاند سورج کی شاید، تم یہ کہنا چاہتے ہو۔'' اس نے مسکرا کر ٹکڑا لگایا۔

''اب اتنا بھی نہ پھیلو۔'' شاہ میر نے مصنوعی خفگی سے ٹوکا مگر وہ یوں ہنستا رہا تھا ہر طرف رنگ تھے روشنی تھی خوشی تھی اور مسکراہٹ تھی اس پہ اس کے انگ انگ سے چھلکتی سرشاری و

خوشی اس کے اندر کے گہرے اطمینان کا پتہ دیتی تھی۔

بلیک شیروانی جس کے کالر پہ گولڈن انتہائی نفیس کام جھلملا رہا تھا اور گلے میں سرخ صافہ ڈالے جب وہ مہندی کی رسم کی ادائیگی کے لئے اسٹیج پہ آیا تو کتنے ہی نوجوان دل اسے دیکھ کر دھڑکنا بھول گئے تھے اس روپ میں تو سچ مچ وہ کسی ریاست کا شہزادہ دکھائی دیتا تھا اور جس پیلے لباس میں پھولوں کے زیورات سے سجی گڑیا سی القہ کو لا کر اس کے مقابل بٹھایا گیا تو جیسے قدرت کی کوئی حسین تخلیق مکمل ہو گئی۔ حدید مسلسل شوخ فقروں کی زد پہ تھا صرف یہی نہیں ان کے برجستہ جواب اس کی حاضر جوابی اور طبیعت کی خوشگواری کے غماز تھے، رسم کے دوران القہ نے خود کو اس کی نگاہوں کی تپش سے پگھلتے محسوس کیا تھا اس کا یہ خوشبودار کیف آگہیں قرب اس کی رگ جاں میں سنسناتی ہوئی برقی رو بھر رہا تھا وہ اس قدر نروس تھی کہ جتنی بار بھی حدید نے اس پہ جھک کر کوئی سرگوشی اس کی سماعتوں میں انڈیلی وہ ہر بار ہی سراسیمگی کی انتہاؤں کو چھولی کچھ بھی سمجھ نہ پائی تھی، فوٹو سیشن کے دوران بھی حدید نے اس کے چھکے چھڑائے رکھے تھے رہی سہی کسر اس نے شاہ میر سے کہہ کر ڈیک پر جب اپنی پسند کا ٹریک لگوایا تب تو اسے لگا تھا کسی بھی لمحے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گی جب کہ حدید کے مزاج کی شوخی جیسے نقطہ عروج پہ جا پہنچی تھی۔

نکاح کے ایجاب وقبول کے مراحل سے [illegible]تے ہوئے جانے کیوں اس کا دل اتنا بھرایا [illegible] اس نے رونے کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ [illegible]الے تھے نہ صرف خود روئی بلکہ امی کے [illegible] ماما اور دونوں بھابھیوں کو بھی خوب [illegible]

''اف وہ کیا فائدہ ہوا بیوٹیشن کی اتنی محنت کا سب کچھ لمحوں میں اکارت کر ڈالا تم نے۔'' بھابھی اس کا دھیان بٹانے کی غرض سے ہی ہلکے سے ڈانٹتے ہوئے بولیں مگر اس کے نمین جھروکے پھر سے چھلکنے کو بے تاب دیکھ کر گڑبڑا سی گئی تھیں۔

''او کے بھئی معاف کر دو ویسے بھی کون سا ابھی تمہاری رخصتی ہو رہی ہے ویسے جتنی پیاری لگ رہی ہو نا مجھے خطرہ ہے حدید ابھی رخصتی کا شوشہ نہ چھوڑ دے۔'' ان کی بات تمام تر معنی خیزی سمیت اس کا دل بہت بے ترتیبی سے دھڑکا گئی۔

''ویسے سچ بتانا اتنا رونا تمہیں اسی لئے تو نہیں آرہا کہ حدید انگلینڈ جا رہا ہے۔'' سمعیہ بھابھی نے جھک کر سرگوشی کی تھی تب وہ کچھ بھی کہے بنا محض انہیں خفیف سا گھور کر رہ گئی۔ جس سمے بلیک ڈنر سوٹ میں شاہانہ وجاہتوں سمیت ہر کسی میں نمایاں ہوتے حدید کے مقابل لا کر اسے بٹھایا گیا تو کتنی ہی آنکھوں میں ان کے لئے ستائش ابھر آئی تھی۔

ڈیپ ریڈ کلر کے بھاری کامدانی لہنگے میں اس کا روپ دیکھنے والی نگاہ کو ٹھٹکائے دے رہا تھا، خود حدید بھی ایک پل کو اطراف کی گہما گہمی بھلائے مبہوت سا اسے دیکھتا چلا گیا۔ شعاعیں بکھیرتا ہوا اس کا لہناپے کا یہ روپ اس کی تمام تر معصومیت جاذبیت اور دلکشی سمیت گویا حواسوں پہ بجلیاں گرا رہا تھا۔

''عظام بتا رہا تھا بہت روتی رہی ہو تم وائے القہ کیا تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں یا پھر میری محبتوں پہ۔'' اس کا پرحدت ہاتھ القہ کے سرد کپکپاتے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کر چکا تھا۔ القہ کا دل سینے کے اندر زخمی پرندے کی مانند پھڑپھڑا کر رہ گیا۔

''اس بندھن کو میں نے یہ مضبوطی اسی لئے دی ہے کہ تمہیں میرے جذبوں پہ اعتبار آجائے انگلینڈ کا دو سال کا قیام میری ترقی میں اہم کردار

ادا کرے گا ابھی میں خود کو تمہارے برابر نہیں پاتا آئی وش الفہ کہ اس دنیا کی تمام خوشیاں تمہاری جھولی میں ڈھیر کر دوں، میری وفا، میری محبت اور میرا گھر سب کچھ صرف تمہارا ہے دو سال گزرتے پتہ بھی نہیں چلے گا بس تم میرا انتظار کرنا۔'' دھیمے سرگوشانہ لہجے میں امرت رس اس کی سماعتوں میں ٹپکاتا وہ بات کے آخیر میں ذرا سا مزید اس پہ جھکا تھا اور اپنا سر دھیرے سے اس کی پیشانی سے ٹکرا کر توجہ اپنی جانب مبذول کرتا ہوا دل آویز انداز میں مسکرایا۔

''کرو گی نا۔'' اور الفہ کے اندر پھڑ پھڑاتا ہوا دل اس سے جانے کیسے قرار حاصل کر کے بے ساختہ مسکرایا تھا۔

حدید کی فیملی کی لاہور روانگی سے قبل شاندار دعوت کی گئی تھی حدید اسی روز شادی کے بعد دوبارہ آیا تھا صبح سے ان کے استقبال کی تیاریوں کے سلسلے میں ہلچل مچی تھی۔ امی، دادو، بابا اور تینوں بھائی، بھابیوں سمیت ان کے استقبال کو موجود تھے۔ ایش گرے پینٹ کوٹ میں سرخ ٹائی لگائے نمایاں ہوتی دراز قامت اور کسرتی وجود سمیت وہ اتنا شاندار نظر آ رہا تھا کہ عائکہ کے لبوں پہ بے ساختہ ہی ایک فخریہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

''یہ مان بھائی شادی کے بعد کچھ زیادہ ہی اسمارٹ نہیں ہو گئے۔'' اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ کھڑکی سے ہٹ کر الفہ سے مخاطب ہوئی۔

''مجھے کیا پتا؟'' الفہ جو الماری میں منہ دیئے کھڑی تھی۔

''کیا سپنوں پہ غور و غرض فرما رہی تھی۔'' قدرے جھلا کر کہتی الماری کا پٹ زور سے بند کر کے نروٹھے پن سے بولی تو عائکہ نے کچھ چونک کر بغور اسے دیکھا تھا۔ پھر جل کر عاجز سے لہجے میں بولی تھی۔

''خدا کے لئے آپا اب اس ملازماؤں سے جیسے حلیے میں اٹھ کر ان کے سامنے نہ چلی جائیے گا۔'' اس کے شکن آلود لباس اور بکھرے بالوں پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی تو الفہ نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا تھا۔

''ہاں تو وہ سارا کام تم کر لیتیں جو میں کر کر کے مر رہی ہوں۔'' وہ پھٹ پڑی۔

''میں کیوں ہلکان ہوتی خوامخواہ جیسے ساجن آپ کے آ رہے تھے ہمارے نہیں۔'' عائکہ کی آواز نے اس کے رخسار دہکا ڈالے تھے جبھی رخ پھیر کر وہ ایک بار پھر کپڑوں سے بھری وار روب سے کوئی لباس نکالنے لگی۔

''یہ والی ساڑھی باندھو آپا، حدید بھائی کی فرمائش ہے۔'' عائکہ نے ہینگر میں لٹکی بری میں آئی اورنج شیفون کی کامدانی ساڑھی کھینچی تو الفہ بری طرح سے بدک گئی۔

''دماغ ... میں بھلا کیوں ان کی فرمائشوں پہ......''

''اب وہ شوہر ہیں آپ کے جائز حق ہے ان کا یہ۔'' عائکہ نے ٹوکا۔

''عائی پلیز اس قسم کی فرمائشیں وہ مجھ سے اپنے گھر میں پوری کروائیں، ساڑھی باندھ کر میں بھلا کیسی نظر آؤں گی اچھا لگتا ہے امی، بابا اور بھائیوں کی موجودگی میں۔'' وہ رسانیت سے کہتی اسے بھی قائل کر گئی مگر حدید کو نہیں کر سکی جس کا موڈ اسے دیکھتے ہی بگڑا تھا۔

''دیکھا میں نے کہا تھا۔'' عائکہ نے سرگوشی کی۔

''آئی ڈونٹ کیئر۔'' وہ جواباً مسکرا کر بولی تو عائکہ بھی مسکرانے کی کوشش میں ہونٹ پھیلا گئی تھی۔

سیاہ کلر کے لباس میں ریڈ دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے سلکی بالوں کو سمیٹ کر کیچر میں جکڑے وہ اتنی سادگی میں بھی گلاب کی منہ بند کلی کی طرح اتنی نوخیز چارمنگ نظر آ رہی تھی کہ حدید کو خود اپنی نگاہ پہ قابو پانا مشکل محسوس ہوا سیاہ رنگ اس سے پہلے کسی پہ اتنا کبھی اچھا نہیں لگا ہو گا اس کی دودھیا شفاف رنگت اس رنگ میں جگمگا رہی تھی پلکوں کی خمیدہ جھالریں اٹھاتی گراتی وہ اس کی تمام ناراضگی بہا لے گئی۔

''بھائی، الفہ کو نظر لگانے کا ارادہ ہے۔'' نائلہ نے اس کی چوری پکڑ کر عین سب کے سامنے بھانڈ پھوڑا تھا وہ بے طرح خجالت محسوس کرتا نگاہ کا زاویہ بدل گیا۔

کھانے کے بعد وہ سب کو چائے پیش کرنے کے بعد ابھی جا کے اماں، عائشہ اور عائکہ کے پاس آ کے بیٹھی تھی نائلہ کی اس بات پہ کچھ اس طور نروس ہوئی کہ جسم کا پورا خون سمٹ کر چہرے پہ جمع ہو گیا جبھی اگلے ہی لمحے شپٹا کر کھڑی ہو گئی۔

''کہاں جا رہی ہو بیٹھو نا۔'' نائلہ نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا تب اس سے اس نے حدید کی نگاہوں کی تپش کو ایک بار پھر اپنا گھیراؤ کرتے محسوس کیا تھا۔

''مم...... میں آتی ہوں ابھی آتی ہوں۔'' وہ ہاتھ چھڑا کر ہوا کے جھونکے کی مانند باہر نکل گئی تھی، واپس ہوتے وقت ممانی نے اسے جب خوب لپٹا کر پیار کیا تب وہ بہت جھینپی ہوئی سی تھی۔

''تھینکس تم نے میری خفگی کو بہت دلبرا انداز میں دور کیا۔'' وہ سب آگے نکل گئے جب حدید اس کے پاس رکا تھا۔ اس کا دل یکبارگی بہت زور سے دھڑکا۔ نافہم نگاہ سے اسے دیکھا تو اس کی مسکراتی ہوئی گہری نگاہ بہت تفصیلی جائزہ لینے میں مگن تھی۔

''اتنا خوبصورت نظر آنے پر دیسے میں سمجھتا تھا اورنج کلر ہی تم پہ زیادہ سوٹ کرتا ہے مگر بلیک کلر میں تو واقعی تم نظر لگ جانے کی حد تک اچھی لگتی ہو۔'' اس کے چہرے پہ بکھری دھنک کے رنگوں کو نگاہ کے زد پہ رکھے وہ متبسم لہجے میں کہتا اس سے چند قدم کے فاصلے پہ آن ٹھہرا۔

''یہ سارے حجاب آلود روپ مسحور کن دیار غیر میں میری بے رنگ راتوں کے لئے قیمتی اثاثہ ثابت ہوں گے۔'' اس کی گہری بات پوری ذو معنیت کے ساتھ اس کے اندر سنسنی کے احساس کو گمبھیر گئے۔

''ویسے مستقبل قریب میں تم میں اچھی بیوی کے تمام گنیس موجود ہیں۔'' عظام کے پلٹنے پہ وہ قدم بڑھا چکا تھا جب کہ الفہ اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالتی تیزی سے پلٹی تھی۔

ابھی وہ کالج سے لوٹی ہی تھی جب عائکہ کارڈلیس لئے چلی آئی۔

''تمہارا فون ہے۔''

''کس کا ہے؟'' وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتی ہوئی کارڈلیس لینے میں متامل نظر آئی۔

''حدید بھائی ہیں تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔'' عائکہ نے نرمی سے کہہ کر زبردستی اس کے ہاتھ میں کارڈلیس تھمایا اور خود باہر چلی گئی۔

''ہیلو۔''

''ہیلو ڈیئر وائف۔'' اس کا شوخ بھاری لہجہ الفہ کی گلابی رنگت میں سرخی دوڑا گیا۔

''اُفوہ کبھی کوئی بات بھی کر لیتے ہیں۔'' وہ دوسری جانب یقیناً مسکرایا تھا۔

''الفہ!'' وہ پھر پکارا۔

''جی۔'' اس کی پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

''پرسوں شام کی فلائٹ سے لندن جا رہا ہوں تم آؤ گی مجھے سی آف کرنے۔'' وہ پوچھ رہا تھا اور ادھر وہ عجیب مشکل میں گرفتار تھی۔

’’نہیں پلیز۔‘‘ وہ گڑگڑائی تھی۔
’’کیوں؟‘‘ وہ قدرے حیران نظر آیا۔
’’میں نہیں آسکتی بس۔‘‘ اس نے بغیر کسی وضاحت کے منت بھرے لہجے میں انکار کیا تو دوسری سمت حدید کے ٹھنڈا سا سانس بھرنے کی آواز اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔
’’میں ملنے آسکتا ہوں یا اس پہ بھی پابندی ہے۔‘‘ اس کا لہجہ آنچ دیتا ہوا سا محسوس کرتے ہی القہ الرٹ سی ہوگئی۔ دیر تک یونہی کچھ سوچتی رہی تھی۔ پھر آہستگی سے بولی تھی۔
’’میں نے کب روکا ہے آپ جب چاہیں آئیں۔‘‘ نپا تلا بہت محتاط قسم کا لہجہ تھا۔
’’تھینکس فار دس آنر۔‘‘ دوسری جانب وہ جیسے بہت ہلکا پھلکا سا ہوا تھا۔
’’اب میں فون بند کر دوں۔‘‘ القہ نے آہستگی سے کہا تو حدید نے سرد آہ بھرتے ہوئے خود ہی سلسلہ منقطع کر ڈالا۔
’’پتہ نہیں کیسی منکوحہ ہو تم لوگوں کی گرلز فرینڈ تک اتنی بولڈ اور بے تکلف ہیں ایک ہم ہیں۔‘‘
اگلے دن جب وہ ملنے آیا تو تنہائی پاتے ہی شاکی ہوا تھا۔
’’آپ کو بھی بولڈنیس اور بے باکی پسند ہے اور وہ بھی اپنی منکوحہ کے لئے۔‘‘ القہ نے الٹا اس سے سوال کر ڈالا تو جواب میں حدید کی آنکھیں لو دینے لگیں۔
’’اگر میں کہوں ہاں تو۔‘‘
’’نہیں یہ سچ نہیں ہوگا کیونکہ اتنا تو میں آپ کو جان ہی گئی ہوں جو شخص بغیر کسی رشتے کے میری کیئر کرتا مجھے سنیت سنیت کر رکھنے کا عادی تھا وہ اپنانے کے بعد ایسا کبھی نہیں کرسکتا۔‘‘ اس کا اشارہ نکاح سے پہلے کے اس کے رویے کی جانب تھا حدید کے وجیہہ چہرے پہ پھیلتی چمک میں یکبارگی اضافہ ہوا تھا جب کہ آنکھوں کی جگمگاہٹ مزید بڑھ گئی۔
’’اتنا سمجھنے لگی ہو مجھے۔‘‘ وہ مائل بہ شرارت ہوا تھا القہ کے لبوں پر شرمیلی مسکان بکھر گئی کوئی جواب دیئے بنا اس نے محض پلکوں کی جھالریں گرا دی تھیں۔

بہت سے خوشنما خواب اس کی آنکھوں کو سونپ کر مستقبل کے وعدے اس کی مٹھی میں کسی امانت کی طرح دینے کے بعد بہت سی دعاؤں کے سنگ وہ ملک چھوڑ گیا تھا اس کے جانے کے بعد القہ بہت گم صم کھوئی کھوئی اور ویران نظر آتی تھی۔ عاتکہ کی شوخیاں عظام کے چٹکلے اور سسرال سے نائلہ، عائشہ کی پیار بھری باتیں کچھ بھی تو اس کا دھیان بٹانے میں کامیاب نہ ہو پائی تھیں تب عاتکہ اس کی بےزاری و اکتاہٹ سے اکتا کر اس روز اس پہ پھٹ پڑی تھی۔
’’اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ تم اتنا بدل جاؤ گی تو تمہیں بھی ماں بھائی کے ساتھ ہی بھیج دیتے نکاح تو ہو ہی چکا تھا۔‘‘
’’کیسی باتیں کر رہی ہو عاتی کیا ہو گیا ہے تمہیں۔‘‘ القہ کو اپنے اس خود ساختہ اداسی کے حصار سے نکل کر اس کا موڈ بحال کرنا پڑا تھا۔
’’کچھ نہیں آپ کو ہماری کیا پرواہ۔‘‘ وہ منہ پھلا کر بولی تو القہ گہرا سانس بھر کے رہ گئی۔
’’پرواہ کیوں نہیں یہ کیسی بات کر رہی ہو آپ کے لئے اب سب کچھ ماں بھائی ہو گئے۔‘‘ اس نے سوچا ہوا تو بڑا کچھ اور پھلایا۔
’’رنجش ضروری ہے ایسا ہی ہو ہر رشتے کی اپنی علیحدہ اہمیت ہوا کرتی ہے۔‘‘ اس نے گویا سمجھانا چاہا تھا۔
’’عاتی مجھے ڈر لگتا ہے۔‘‘ القہ کی آنکھوں میں یکلخت گہری نمی امڈ آئی تھی۔
’’ارے کیسا ڈر آپا کیا ہم سب تمہارے پاس نہیں۔‘‘
’’عاتی مجھے حدید کی وجہ سے ڈر لگتا ہے وہ بہت امپریسو پرسنالیٹی کے مالک ہیں اور تمہیں پتا ہے نا گوریاں ایشیائی مردوں پہ کس طرح فریفتہ ہوتی ہیں۔‘‘
’’آرمیہ کے شوہر انیس بھائی کا یاد نہیں اتنی اچھی بیوی کو چھوڑ کر وہیں باہر شادی کر لی اور آج تک نہیں لوٹے۔‘‘ اس نے جاننے والوں کی مثال پیش کی۔
’’پھر سونیا خود کتنی چارمنگ تھی اس کے کزن نے کتنی مشکلوں سے حاصل کیا تھا اسے پڑھنے کے لئے وہاں گیا تو وہ اسے بھول ہی گیا وہاں جا کے کتنی سفاکی سے کہہ دیا اس کی طرف سے وہ آزاد ہے جس سے مرضی شادی کر لے۔‘‘ اب وہ اپنی دوست کی مثال پیش کر رہی تھی۔
عاتکہ سن سی بیٹھی تھی
’’تو اس کا مطلب خوانخواستہ ماں بھائی بھی ایسا کریں گے۔‘‘ اس کے حلق سے سرسراتی آواز نکلی۔
’’مجھے ڈر لگتا ہے عاتی ہر لمحہ خوف اگر وہ بھی بدل گئے تو......‘‘ بات مکمل کیئے بنا ہی وہ ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کے بلک اٹھی تھی اور عاتکہ اس کے اس خوف سے زیادہ اس کی شدت سے خائف ہوئی تھی۔

زندگی دھیرے دھیرے روٹین پہ آ گئی حدید کے شروع شروع میں تسلسل سے فون آتے رہے القہ بھی ان اندیشوں کو تھپک کر سلانے کے بعد جیسے بہل سی گئی تھی کہ حدید کی ہر میل ہر فون کال میں اس کے لئے جو شدت چھلکتی تھی وہ اسے دنوں نہیں ہفتوں، مہینوں سرشار مدہوش سا کئے رکھتی، چاہے جانے کا دلربا احساس اس کی رگ جاں میں زندگی بن کر دوڑتا ہوا محسوس ہوتا یہی اطمینان تھا کہ وہ پھر سے اسٹڈی پہ توجہ دینے لگی، جبھی اس کا رزلٹ بہت شاندار آیا تھا۔
حدید نے اس کامیابی پہ وہیں سے اسے گولڈ کا انتہائی بیش قیمت اور نفیس ڈائزین کا بریسلیٹ گفٹ کیا تھا جو اسے اتنا بھایا کہ اسی وقت کلائی میں پہن لیا۔ عید پہ بھی ممانی اس کی خاصی قیمتی اور مہنگی چیزوں سے عیدی لے کر آئی تھیں۔ ہر ہر موقع پہ جس طرح اسے اہمیت سے نوازا جا رہا تھا وہ خود پہ نازاں ہونے لگی تھی یونہی انتظار کی کسک سمیت ایک سال بیت گیا وہ ایگزمز کے بعد فارغ تھی۔ حدید کو گئے دو سال ہو چکے تھے۔ آج کل تو وہ یوں بھی بس آنے والا ہی تھا عاتکہ نے اسے چھیڑنا بھی شروع کر دیا تھا۔
’’اب تو اس کی اداسیاں ختم ہونے والی ہیں تمام اندیشے بھی دھرے رہ جائیں گے اور ماں بھائی آ کے تمہیں لے جائیں گے۔‘‘
لیکن ابھی وہ ڈھنگ سے خواب بھی نہیں دیکھ پائی تھی جب بھا نے پورے گھر میں طوفان مچا دیا تھا ان کا کوئی دوست لنڈن میں مقیم تھا جسے بھا نے حدید کے شب و روز پہ نگاہ رکھنے کا حکم دیا تھا اب اسی کا فون آیا تھا کہ حدید کسی انگریز لڑکی کے ساتھ کثرت سے دیکھا جا رہا ہے اس لڑکی کا حدید کے گھر پر بھی آنا جانا تھا اس کے علاوہ سب سے بڑا جرم جو حدید کے کھاتے میں درج ہوا تھا وہ اس کا اپنے دو سالہ قیام کی مدت کو مزید ایک سال تک بڑھانے کی اطلاع تھی جس کی تصدیق القہ کے ذریعے فون پہ کروالی گئی۔ حدید نے اس بات کی تائید کر کے تابوت میں گویا آخری کیل ٹھونک دی تھی۔ القہ نے ایک بھی لفظ کہے بغیر فون بند کر دیا اس کے بعد بھی حدید کے فون آتے رہے تھے مگر وہاں سے کسی نے بھی اس سے بات کرنا گوارا نہ کیا۔ بھا بے حد بدگمان اور متنفر تھے،

دادو اپنی بات سچ ثابت ہو جانے پہ ہراساں اور امی بے حد فکرمند۔ ان کے سجدے طویل ہوتے جا رہے تھے۔ القہ کو تو جیسے ایک چپ سی لگ گئی تھی۔ ایک عائکہ ہی تھی جو حدید کی فیور میں بولتی رہی تھی۔

''بھا کو کیا ضرورت تھی اتنے عجیب سے انداز میں کسی پہ مسلط ہونے کی مان بھائی کی جاسوسی پہ کسی کو صادر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کا کردار کہاں سے مشکوک تھا جو انہوں نے اس قسم کی حرکت کی اب یہ بات کیسے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ ہر بات سچ ہی ہے بھا کو یہ سب کچھ زیب نہیں دیتا یہ تو پہلے ہی اس رشتے پہ راضی نہیں تھے تب تو کچھ نہیں کر سکے اب ان فضول اور گھٹیا ہتھکنڈوں پہ اتر آئے ہیں۔ یہیں پہ اکتفا نہیں کیا بابا، امی اور دادو کو بھی مان بھائی کے خلاف بھڑکا رہے ہیں آپا میں کہتی ہوں تم خود کیوں مان بھائی سے بات نہیں کرتیں۔'' اس نے زرد چہرا لئے بیٹھی القہ کو تقریباً جھنجھلاہٹ میں جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ جو کب سے بے حس بنی بیٹھی تھی۔ کوئی جواب دیئے بنا اٹھ کر واش روم میں جا گھسی۔

''مجھے پتہ تھا حدید ایک دن ایسا ضرور ہو گا۔'' آنسو بند توڑ کر بہہ نکلے تھے، جلتی آنکھوں پہ پانی کے چھپاکے مارنے لگی جن کی حدت بڑھتی جا رہی تھی۔

ماموں، ممانی کو جب تک اس بھڑک اٹھنے والی آگ کی خبر ہوئی بہت دیر ہو چکی تھی۔ فون پہ جب بھی ان لوگوں نے رابطہ کرنے کی کوشش کی ادھر سے بہت روکھا پھیکا رسپانس ملا یہ بات قابل تشویش تھی جبھی وہ اصل صورتحال جاننے کے لئے اگلے ہی دن کراچی چلے آئے تھے۔ مگر وہاں کوئی ان کی بات سننا تو دور کی بات انہیں برداشت کرنے کو آمادہ نہ تھا ان کی وضاحت دھری رہ گئی صلح جوئی اور صفائی کے لئے اٹھایا گیا یہ قدم ناکامی سے دو چار ہوا اور وہ لوگ مایوس لوٹے تھے، ممانی تو اس قدر دل برداشتہ تھیں کہ شدید بیمار پڑ گئیں۔ ماموں نے ہی فون کر کے حدید کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا تب وہ حیران پریشان ہونے کے بعد شدید قسم کے غصے میں آ گیا۔

''یہ سب بکواس کس نے کی؟''

''احتشام بھائی کا کوئی دوست ہے بھائی جو وہاں آپ کو واچ کرتا تھا اس کی ہی انفارمیشن کا نتیجہ ہے یہ سب۔'' سعید نے آہستگی سے بتایا تو اس کا غصہ کچھ اور بھی بڑھ گیا۔

''میں اپنی صفائی پیش نہیں کروں گا بابا کہ صفائیاں وہ لوگ پیش کرتے ہیں جو جھوٹے ہوں، بہرحال میں آ رہا ہوں جو کچھ بھی ہے میں وہیں آ کر دیکھوں گا۔'' اس نے سلسلہ منقطع کر ڈالا تھا۔

''اب کیا ہو گا اماں وہ لوگ تو ایسے روڈ اور اجنبی بن بیٹھے ہیں جیسے جانتے نہ ہوں۔'' سعید بے حد فکرمند تھا۔ بھائی کی دیوانگیوں سے اچھی طرح آگاہ تھا یہی فکر اسے کھائے جا رہی تھی۔

''کہ اب رخصتی ہونا تو بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا اس قسم کے حالات میں۔''

''دیکھو بیٹے جو خدا کی مرضی ہوئی۔'' ممانی نے ٹھنڈا سانس بھر کے کہا اور عصر کی نماز کے لئے اٹھ گئیں۔

''خدا سے بہتری کی دعا کرو میرا تو دل بہت گھبرا رہا ہے۔''

''بھائی کتنا چاہتے ہیں۔'' القہ کو نائلہ نے افسردگی سے کہا تو سعید اور عائشہ ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے کسی کے پاس کہنے کو جیسے کچھ بھی نہیں تھا۔

سردی کی شدت کا اندازہ فضا میں تیرتے قہر سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا کھڑکیاں دروازے اچھی طرح بند کیئے القہ لحاف میں بیٹھی بظاہر کسی کتاب کے مطالعے میں مگن تھی مگر ذہن کہیں اور تھا عائکہ کچھ دیر تک پر سوچ نگاہوں سے اس کے شاداب چہرے پہ بکھرے عجیب سے سوز کو دیکھتے رہنے کے بعد گہرا سانس کھینچ کر بولی تھی۔

''آپا تم خود مان بھائی سے بات کر دتا آخر وہ کیوں اس طرح خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔'' ان کی یہ خاموشی کو سراسر حالات کو ان کے ناموافق بنا رہی ہے عائکہ کی حد درجہ بے چین نگاہیں اس کی پلیٹ سے خالی مرمریں کلائی پہ اٹکی ہوئی تھیں۔ مگر اس بات پہ وہ جیسے کرنٹ کھا کر اچھلی تھی۔

''اگر اتنی ہی فکر میں دبلی ہوئی جا رہی ہو تو جاؤ تم خود کر لو مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' اس کریٹ دھوکے باز شخص سے جھوٹی صفائیاں لینے کی۔ کتاب زور سے ٹیبل پہ پٹخ کر وہ جیسے حلق کے بل غرائی تھی۔

''آپا!'' عائکہ منہ کھول کر اسے دیکھتی رہ گئی۔

''یہ اشتعال یہ نفرت کم از کم اس کے لہجے سے نہیں چھلکنی چاہیے تھی آپا مگر......''

''لیو دس ٹاپک عالی آج کے بعد تم اس کے علاوہ مجھ سے کسی بھی ٹاپک پہ بات کرنا چاہو تو ٹھیک ورنہ وہ بات میں بھی سننا پسند نہیں کروں گی، جس میں اس کا نام بھی شامل ہو انڈر اسٹینڈ۔'' اس کی برہمی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی جب کہ عائکہ ششدر سی بیٹھی تھی ایسا بغض ایسا کینہ ہو گا اس کے دل میں وہ ہرگز نہیں جانتی تھی۔

''یہ تم ہو آپا آئی کانٹ بلیو اٹ مجھے افسوس ہو رہا ہے تمہاری ذہنیت پہ تمہاری سوچ پہ بغیر کسی واضح ثبوت کے تم کسی پہ فرد جرم کیسے عائد کر سکتی ہو مان بھائی ایسے نہیں ہیں یہ گواہی تو میرا دل بھی دے رہا ہے پھر آپ، آپ کا تو وہ مان تھے آپا۔'' وہ تاسف سے کہتی جھٹکے سے اٹھ کر چلی گئی اور القہ ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کر بلک اٹھی تھی۔ وہ عائکہ کو کیسے بتاتی کہ ان دنوں اس کی جان کیسے سولی پہ لٹکی ہے۔ حدید کی معنی خیز خاموشی کیسے اس کا کلیجہ جلاتی ہے۔ محبت میں تو زیادہ شک اور زیادہ وہم ہوتے ہیں پھر اگر وہ بدگمان ہوہ گئی تو کیا عجب تھا۔

''احتشام بھائی نے یہ سب باتیں بغیر کسی ثبوت کے کیسے الزام بنا کر میری ذات پہ چسپاں کر دیں اماں، وہ سخت طیش میں تھا ساری بات سن کے کل رات ہی وہ پہنچا تھا اور اس قدر مشتعل تھا کہ اسی وقت کراچی جانا چاہتا تھا مگر بابا نے زبردستی روک لیا اب وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح خطرناک تیور لئے ان کے سامنے تھا۔ یہاں اتنا سب کچھ ہوتا رہا اور آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا وہ بھی میرے پوچھنے پہ اگر میں نہ پوچھتا۔''

''حدید غلط بات ہے بیٹا ہم وہاں تمہیں پریشان کرنا نہیں چاہتے تھے پھر یہ کہ ہم اپنے طور پر اس معاملے کو سلجھانا چاہتے تھے۔'' ''تو پھر سلجھا لیا۔'' وہ طنز سے ہنکارا بھر کے بولا تو بابا نظریں چرا گئے ان کے نظریں چرانے پہ ہی وہ لب بھینچتا ہوا سب کے درمیان سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ ہیٹر کی حدت نے اس کے اعصاب کو دھیرے سے تھپکا اور پرسکون کرنا چاہا مگر وہ اس قدر ڈسٹرب تھا کہ اس پل کچھ بھی محسوس نہ کر پایا۔ سگریٹ نکال کر لبوں کے درمیان رکھنے کے بعد لائیٹر سے شعلہ دکھاتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے سیل فون پہ نمبر پش کیئے تھے گہرا کش لے کر دھواں بکھیرتے ہوئے وہ دوسری

جانب سے کال ریسیو ہونے کا انتظار کرنے لگا چند لمحوں کا یہ انتظار اسے سخت گراں محسوس ہوا تھا۔

''ہیلو۔'' القہ کی قدرے مدھم آواز اس کی سماعتوں میں اتری تب وہ سگریٹ منہ سے نکال کر سیدھا بیٹھا۔

''القہ میرے پیچھے یہاں میرے خلاف محاذ کھل گئے اور تم نے مجھے بتانا تک گوارا نہیں کیا وجہ پوچھ سکتا ہوں۔'' اس کا لہجہ بغیر کسی نرم گرم جذبے کے بے حد سپاٹ سرد مہری سموئے تھا القہ نے لب بھینچ کر خود کو کمپوز کیا تھا۔

''میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔'' وہ سخت برہم ہوا تھا۔

''آپ کو کوئی حق نہیں ہے اس طرح مجھ پہ رعب جمانے کا سمجھے آپ۔'' وہ جو پاس بدگمانی کے اثرات سے بھری بیٹھی تھی تنفر زدہ لہجے میں کاٹ دار تلخی سمو کے بولی تو دوسری جانب حدید کا پارہ کچھ اور چڑھ گیا۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے القہ تم جانتی ہو کہ تم کس سے بات کر رہی ہو۔'' وہ گویا پھنکارتے ہوئے لہجے میں چبا کر بولا تھا تب وہ زہر خند سے ہنستی طنز سے بولی تھی۔

''جی ہاں بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ میں اپنے نام نہاد شوہر سے مخاطب ہوں۔'' القہ، حدید کے لہجے میں غیر یقینی کا واضح رنگ چھلکا تھا۔

''یہ تم ہو القہ مجھے یقین کرنا پڑے گا کہ تم بھی اب وہ نہیں رہی جانتی ہو جب میں جا رہا تھا تو اماں نے مجھ سے پیکنگ کے دوران کہا تھا، اچھی طرح چیک کر لو تمہارا کچھ رہ تو نہیں گیا اور میں نے کہا تھا سب کچھ تو یہیں چھوڑے جا رہا ہوں، بہت آس تھی مجھے کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے القہ نہیں بدلے گی مگر خام خیالی تھی میری تم۔''

''آپ نے یہی بتانے کے لئے فون کیا تھا، مجھے اپنے ضروری ٹیسٹ کی تیاری کرنا ہے۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر بولی تو حدید کچھ لمحوں کو بالکل شاکڈ رہ گیا۔

''میرے بدل جانے پہ اس قدر ہرٹ کیوں ہوتے ہیں حدید صاحب اگر آپ تمام وعدوں قسموں کا پاس بھلا کر وہاں عیاشیاں کر سکتے ہیں تو میں کیوں پابند رہوں میں نے تو ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔'' اس کا لہجہ بے حد سفاک تھا ہر احساس سے عاری بے حد کٹیلا۔

''القہ یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو۔'' وہ یوں دانت بھینچ کر غرایا کہ اگر وہ اس کے سامنے ہوتی تو گلا دبانے سے بھی دریغ نہ کرتا۔

''میں بکواس کر رہی ہوں۔'' وہ تلخی سے ہنسی۔

''تو آپ کیا کر رہے ہیں میں جانتے ہیں میں پاگل نہیں ہوں جو اپنے پیرنٹس اور بہن بھائیوں کو چھوڑ کر آپ کا دم بھرتی پھروں ایک ایسا شخص جو مجھ سے مخلص نہیں ہے۔'' وہ چیخی تھی اور ادھر کی گہرے صدمے سے قوت گویائی کھوتا حدید شاکڈ کھڑا رہ گیا تھا۔

''تو سنو القہ حدید الرحمٰن یہ طے شدہ ہی ہے کہ تمہیں یہ زندگی صرف میرے ساتھ گزارنا ہے۔'' ٹھٹھرا دینے والے سرد لہجے میں کہہ کر اس نے سلسلہ منقطع کر ڈالا تھا۔ سیل فون تکیے پہ پٹخ کر وہ بستر پہ گر گیا اس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔

حدید دونوں ہاتھوں پہ سر گرائے بے حد الجھا ہوا نظر آ رہا تھا چائے کا مگ اس کے پاس پڑا ٹھنڈا ہو چکا تھا معاً موبائل پر ہوتی وائبریشن نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی اسکرین پہ روشن احتشام بھائی کا نمبر اس کے چہرے پہ سرد تاثرات سمیٹ لایا۔

''ہیلو تم نے القہ سے فون پہ بات کی تھی۔''
بغیر کسی سلام دعا کے انہوں نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔'' اس نے جواباً تلخی سے کہا ان کا انداز اسے سخت انسلٹنگ محسوس ہوا تھا

''جو پوچھا ہے اسی کا جواب دو مجھے۔'' وہ غرائے تو حدید کو خود پہ ضبط کرنے کی خاطر لب بھینچنا پڑے۔

''کی تھی آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔'' اس نے جواب کے ساتھ پھر سوال دہرایا جس کا جواب دینے کی بجائے وہ سرد لہجے میں غرائے تھے۔

''تم ہوتے کون ہو اس سے بات کرنے والے۔''

''مجھے یہ جرأت کس نے دی ہے آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں اور میں اس کا کیا ہوں یہ بھی آپ کو معلوم ہے ان بے کار سوالوں کا مقصد ہماری کوئی بھی پرسنل بات ہو سکتی ہے آپ کو کیوں بتاؤں۔'' ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بہت سکون سے بات کرتے ہوئے بھی اس نے دوسری سمت آگ لگا دی تھی۔

''تم اپنی اوقات بھول رہے ہو پاکستان آ گئے ہو اسے ہی کافی سمجھو کراچی آنے کی غلطی نہ کرنا۔'' انہوں نے گویا دھمکایا تھا۔ حدید کے لبوں پہ زہریلی مسکان بکھر گئی۔

''پرائم منسٹر صاحب آپ کی بہن کو لینے آؤں گا تو قدم تو رکھنے پڑیں گے کراچی میں۔'' وہ بجائے مصلحت سے کام لینے پہ جھگڑے کو طول دینے لگا جوانی کا گرم خون بھڑک اٹھا تھا۔

''میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا اگر القہ کا نام بھی لیا تو، تمام رشتے ختم سمجھو اب۔'' وہ طنز سے بولا تھا۔

''یہ حق تو صرف میرے پاس ہے مسٹر پھنے خاں صاحب آپ کی بہن میرے نکاح میں ہے اور جب تک میں نہ چاہوں آپ کی بہن سے میرے تعلق کو آپ نہیں توڑ سکتے اور نہیں اسے سات پردوں میں بھی چھپا کر رکھیں گے تو بھی وہ میری پہنچ سے دور نہیں ہوگی۔''

''ایک بار یہ جرأت کر کے دیکھو تمہاری لاش ہی واپس جائے گی۔'' احتشام بھا نے پھنکار کر کہتے ہوئے سلسلہ کاٹا تب وہ سیل فون سائیڈ پہ رکھتا ہوا وہیں صوفے پہ نیم دراز ہو گیا اسے قطعی سمجھ نہیں آ رہی تھی بھا اس کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے تھے اتنا تو وہ بھی جان گیا تھا کہ یہ سارا چکر چلایا ہوا بھا کا ہی تھا مگر کیوں یہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا جو کچھ بھی تھا اب اسے ہر صورت القہ کو حاصل کرنا تھا چاہے جیسے بھی سہی اس وقت وہ اس کی محبت سے زیادہ اس کی انا کی تسکین اور ضد تھی اور بس۔

لنڈن سے واپس بغیر کسی شیڈول کے تحت اچانک ہوئی تھی وہ چاہتا تو لاہور والی فرم میں اپنی پوسٹ کو پھر سے حاصل کر لیتا مگر اس نے دانستہ ایسا نہیں کیا تھا اب معاملہ عزت نفس اور مردانگی کا تھا۔ اماں، بابا سے دانستہ اس حد تک بگڑ جانے والے معاملے کی ہوا نہیں لگنے دی اور انہیں سب طرح سے تسلی سے نواز کر خود کراچی چلا آیا سب سے پہلے اس نے خود کو سیٹل کیا تھا گورنمنٹ جاب اتنی آسانی سے ملنا مشکل تھا اس نے فی الحال ایک دو جگہ انٹرویو دے دیا تھا قوی امید تھی کہ کسی نہ کسی جگہ ضرور اپائنٹ کر لیا جاتا اسے اپنے خدا پہ مکمل بھروسہ تھا اس طرف سے اطمینان ہونے کے بعد اس نے القہ کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں یہ اس کا تھرڈ ائیر تھا اور وہ اسی کالج میں زیر تعلیم تھی جہاں کئی بار حدید نے اسے پک اینڈ ڈراپ بھی کیا تھا پھر اگلے ہی دن وہ کالج پہنچ گیا۔

کالج گیٹ کے باہر گاڑی روک کر وہ اس کا منتظر سگریٹ سلگانے میں مگن تھا جب اسے سفید یونیفارم پہ بلیک شال میں لپٹے باہر آتے دیکھا وہ اکیلی تھی اس کا مطلب تھا کہ کالج نہیں آئی تھی اس نے غنیمت جانا تھا اور سگریٹ لبوں میں دبا کر اس پہ نگاہ رکھے گاڑی ریورس کرتا عین اس کے برابر آیا وہ کچھ بے خیال سی کھڑی یقیناً اپنی گاڑی کی منتظر تھی۔ سبک رفتاری سے چلتی ہوئی گاڑی اس کے پاس آتے ہی غیر محسوس انداز میں رکی اور اگلے ہی لمحے وہ دروازہ اوپن ہوتے ہی اندر گھسیٹ لی گئی تھی اس کے حلق سے نکلتی چیخ حدید کے وزنی ہاتھ نے دبا ڈالی تھی۔ کتنے ہی نفوس نے حیرت سے منجمد کر دینے والے اس منظر کو تحیر کی نگاہ سے دیکھا ضرور تھا مگر کوئی ایکشن نہیں لیا گاڑی فراٹے بھرتی دھول اڑاتی غائب ہوگئی۔

چیختی چلاتی بری طرح سے بلکتی القہ پہ اس نے ایک کے بعد دوسری نگاہ ڈالنا گوارا نہیں کیا جو آنسو آہوں اور فریادوں سے کام نہ بنتا دیکھ کر غم و غصے سے پاگل ہوتی اسی پہ پل پڑی تھی۔ حدید نے ایک ہاتھ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑ کر زوردار جھٹکا دیتے ہوئے پٹخ دیا تھا۔

''اب اگر تم نے بدتمیزی کی تو بہت بری طرح پیش آؤں گا۔'' وہ گویا حلق پھاڑ کے دھاڑا تھا القہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرائی تھی۔ سر میں لگنے والی چوٹ اتنی شدید تھی کہ اسے آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا حواس تو سلامت رہے البتہ اس نے دوبارہ اس غلطی کو نہیں دوہرایا گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اس کی طرف آیا تو القہ اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے بدک کر دور ہٹی تھی۔

''ڈونٹ ٹچ می۔''

''ارے۔'' وہ بے ساختہ کھلکھلایا۔

''آپ کی رخصتی ہوگئی ہے بیگم صاحبہ اور اب یہ تو کسی طور ممکن نہیں کہ ہم آپ کے اس کوتوالی حکم پہ سر تسلیم خم کرتے نظر آئیں۔'' وہ بڑے غصے سے کہتا اسے بازوؤں میں اٹھا کر اندرونی حصے کی سمت بڑھ گیا۔ القہ کو اس سے اس حد تک بڑھی ہوئی جسارت کی ہرگز ہرگز توقع نہیں تھی۔ رنج و غم غصہ قہر جیسے جذبات پہ شدید قسم کی شرم غالب آ کر اس کی قوت گویائی چھین لے گئی۔ بیڈ روم میں آنے کے بعد اس نے القہ کو آہستگی سے بیڈ پہ ڈالنے کے بعد قدرے جھک کر بغور اس کا جائزہ لیا وہ جو تب سے گہرے صدمے کے زیر اثر حواس مختل کر چکی تھی اس کے یوں جھک جانے پہ تڑپ کر پیچھے ہوئی۔

''اوہ تھینکس گاڈ! ورنہ میں تو سمجھا شاید تم بے ہوش ہوگئی ہو۔'' وہ شرارت کے انداز میں ہنسا القہ کو سخت زہر لگا واضح اشارہ اس کے یوں بنا کسی مزاحمت کے چپ چاپ اس کی پناہوں میں سمٹ آنے کی سمت تھا وہ ضبط میں سرخ پڑتے چہرے سمیت جھٹکے سے اٹھ کر بیڈ سے نیچے اتر آئی۔

''کیوں لائے ہو مجھے یہاں مقصد کیا ہے اس گھٹیا حرکت کا۔''

''خانہ آبادی کی غرض سے ہی لائے ہیں محترمہ سو ریلیکس کریں آج کے دن ہم آپ کو مہمان بنا کر عزت دیں گے کل سے یہ آپ کا اپنا گھر ہے جیسے چاہنا رہنا۔''

''شٹ اپ نہیں ہے یہ میرا گھر سمجھے تم۔'' وہ بدلحاظی سے چیخی تو حدید نے پلٹ کر تنبیہی نگاہ سمیت اسے دیکھا تھا۔

''آواز کا والیوم نیچا رکھو الفہ مجھے چیختی چلاتی عورت سے شدید قسم کی چڑ ہے۔''

''تو میں کیا کروں مجھے واپس جانا ہے۔'' وہ جواباً پاؤں پٹخ کر پھر سے چیخی تو حدید نے بھی لب بھینچ کر ابل آنے والے اشتعال کو دبانے کی سعی کی تھی۔

''اپنا گھر اجاڑنے کے درپے ہو تم مگر میں ایسا نہیں چاہتا تمہاری اس خطا کو نادانی سے تعبیر کرتے ہوئے درگزر سے کام لے رہا ہوں الفہ سو بی کیئرفل نیکسٹ ٹائم کیونکہ میں بار بار ہونے والی خطا میں معاف نہیں کرتا۔'' انگلی اٹھا کر وارننگ کے انداز میں کہتا وہ پلٹ کر کمرے سے نکلا تو پیچھے دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہوا تھا الفہ بھاگ کر دروازے تک آئی مگر وہ باہر سے مقفل ہو چکا تھا اسے اپنے وجود پہ زرد چیونٹوں کی حرکت محسوس ہوئی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر خوف کا احساس بن کر دوڑ گئی وہ سخت بے بس سی ہو گئی تھی۔

وہ جیسے ہی اندر آیا الفہ پاگل جنونیوں کی طرح اس پہ پل پڑی تھی۔

''ذلیل، کمینے، گھٹیا انسان چھوڑ دو مجھے اس طرح مجھے قید کر کے تم سمجھتے ہو تم مجھے جیت لو گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔'' وہ دونوں ہاتھوں میں اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکے دیتے ہوئے بری طرح چیختی ہوئی رو پڑی تھی۔

حدید نے بنا کچھ کہے اس کی کلائی پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے اسے بیڈ پہ دے مارا۔

''تم واقعی وہ الفہ نہیں ہو جسے میں جانتا تھا جسے میں چھوڑ گیا تھا''

''مجھے واپس چھوڑ کے آؤ۔'' وہ بیڈ پہ گرنے کے باعث کھل کر بکھر جانے والے بالوں کی پرواہ کیئے بغیر اٹھ کر اسے دھکا دیتے ہوئے ہذیانی ہو کر چلائی تو حدید نے انگارہ ہوتی آنکھوں میں تلخی بھر کے اسے دیکھا تھا۔

''بھول جاؤ واپسی کو جہاں تمہیں آنا تھا آ چکیں یہاں سے واپسی تمہاری تب ہی ممکن ہو سکے گی جب تم میرے کم از کم ایک بچے کی ماں بن جاؤ گی۔'' صوفے پہ بیٹھنے کے بعد سگریٹ سلگاتے ہوئے وہ اسے سناٹوں کی زد پہ رکھ گیا۔

''مم...... میں تمہارے کسی بھی ایسے گھٹیا ارادے میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی مر جاؤں گی میں۔'' اس پہ جنون سوار ہونے لگا تھا۔

ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑا اس کی تصویر کو جکڑا سنہرا فریم اٹھا کر طیش کے عالم میں دیوار پہ مارتے ہوئے وہ ہسٹریک ہونے لگی تھی۔

''جو مرضی کر لو اب تم یہاں سے نہیں نکل سکتیں۔'' سگریٹ کا دھواں بکھیرتا ہوا وہ اب ریموٹ سے ٹی وی آن کرنے لگا۔ الفہ کے چہرے سے بے بسی کا واضح اظہار چھلکا تھا کچھ چارہ نہ پا کر وہ وہیں بیٹھ کے رونے لگی۔

''میری امی، بابا اور بھائی، ممانی۔'' وہ ایک ایک کا نام لے کر تڑپ رہی تھی۔

''بھول جاؤ ان سب کو ان سب کو اب تمہارے لئے سب سے اہم میری ذات ہونی چاہیے اور یہ آنسو مت بہاؤ الفہ اب میں ان سے نہیں پگھلوں گا۔'' اس کے رکھائی سے کہئے گئے الفاظ پہ اس کے آنسوؤں میں اور روانی آ گئی مگر وہ اگنور کیے چینل سرچنگ میں مصروف رہا تو الفہ

کو اس کی بے حسی سنگدلی کا اعتبار سا آنے لگا۔

''میرے بابا کا کیا قصور ہے حدید ان پر رحم کھائیں واپس جانے دیں مجھے۔'' اپنی جگہ چھوڑ کر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے گرتے ہوئے وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑائی تب حدید نے ابرو چڑھا کر نگاہ کا زاویہ بدلا۔ پلکوں کی دہلیز سے پھیلتی نمی اس کے گلاب چہرے کو بھگو چکی تھی۔ شنگرفی کپکپاتے لب اور جل تھل ہوتے نین وہ جیسے اندر سے ڈگمگا گیا اسے اپنا دعوا غلط ثابت ہوتا محسوس ہوا تھا۔

یہ وہی لڑکی تھی جس سے اس نے محبت کی تھی یہ وہی لڑکی تھی جس سے وہ اب بھی محبت کرتا تھا اس نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں ہی نہیں لئے ہلکے سے جھٹکے سمیت اسے خود سے قریب بھی کر لیا۔

''ہمیں ایک تو ہونا ہی تھا الفہ اس طرح کی تمہاری جو بھی غلطی تھی اسے میں نہیں دیکھ رہا مگر تم سے دوری بھی میری برداشت کا کڑا امتحان ہے تم مجھ سے بدگمان تھیں نا چلو میں تمہیں بتاتا ہوں وہاں کیتھرین میری دوست تھی وہ اچھی لڑکی ہے وہ میری کورس میٹ تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتی تھی مگر مجھے تو کوئی اور بھائی تھی بے حد چارمنگ نازک اور اچھی خاصی بدگمان سی لڑکی جانتی ہو وہ کون ہے تم۔'' وہ سرگوشی سے ذرا بلند آواز میں کہہ رہا تھا الفہ جو تب سے بنا کسی مزاحمت کے اس کے بے حد نزدیک تھی تڑپ پھڑا کر اس کے حصار سے نکلی۔

''مجھے تمہاری کسی جھوٹی کہانی پہ اعتبار نہیں تم جھوٹے ہو دغاباز ہو۔'' وہ مٹھیاں بھینچ کر پوری قوت سے چلائی۔

''تمہارا دماغ ابھی بھی خراب ہے میں پھر بات کروں گا تم سے۔'' وہ اسے وہیں چھوڑ کر پلٹ کر باہر نکل گیا الفہ وہیں بیٹھ کر سسکنے لگی، وہ جانتی تھی دروازہ لاکڈ ہو چکا ہے باہر جانا بیکار ہو گا۔

وہ پچھلے دو دنوں سے مسلسل آنسو بہا رہی تھی اس سفاک بے رحم ظالم رحم سے عاری شخص کی منت سماجت سے لے کر دھمکی تک ہر حربہ آزما کر بھی وہ اس عقوبت خانے سے نکلنے میں ناکام رہی تھی تو اب جیسے ہار کر شکستہ ہو بیٹھی وہ قسمت سے شاکی تھی ہر شے سے خفا اب تک اس کے گھر والے بھی اس پہ فاتحہ پڑھ چکے ہوں گے پتہ نہیں کیا بیتی ہو گی ان پہ وہ سوچ کر ہی لرز جاتی اور اب اگر میں واپس لوٹوں تو کیا وہ لوگ مجھے قبول کر لیں۔ دو راتیں باہر گزارنے کے باوجود اس کا دماغ سوچ سوچ کر شل ہونے لگا تھا جب حدید کھانے کی ٹرے سمیت اندر داخل ہوا۔

''نکل جاؤ یہاں سے اگر آپ نے مجھے چھونے کی، میرے قریب آنے کی کوشش کی تو میں شوٹ کر لوں گی خود کو سنا تم نے۔'' آنکھوں میں وحشت کے سب آثار لئے وہ للکار کر کہتی لپک کر شیشے کا بھاری گلدان اٹھا چکی تھی۔

حدید نے ٹرے ٹیبل پر رکھنے کے بعد لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

''پاگل مت بنو الفہ اسے واپس رکھو۔''

''نہیں کہا نا نہیں بس تم چلے جاؤ یہاں سے۔'' وہ حلق پھاڑ کر چیخی۔

حدید نے مزید ایک بھی لفظ کہے بنا آگے بڑھ کر گلدان اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

''نان سنس سلی گرل کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہو تم میرا۔'' اسے ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کے روتے دیکھتا ہوا وہ تپے ہوئے لہجے میں بولا۔

''اور اس دھمکی کی بھی ضرورت نہیں ہے سزا تو تم مجھے اس طرح بھی دے رہی ہو خود سے دور رکھ کے اور تم نے یہ کیسے سوچا کہ میں تمہارے

ساتھ کسی قسم کی زبردستی کروں گا یا تمہیں تمہاری رضا مندی کے بغیر چھوؤں گا اتنا گرا ہوا کیوں سمجھنے لگی ہو مجھے۔" اس کا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی شاکی ہو گیا تھا۔

القہ نے نہایت درشتگی سمیت اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑوالیا۔

"محبت کی ہے میں نے تم سے القہ کیوں ایسی ہو رہی ہو۔" وہ بے حد عاجزی سے بولا۔

"اور کچھ یاد نہیں ہے مجھے ہمارے درمیان کیا تھا مجھے یاد ہے تو بس اتنا کہ آپ نے مجھے کہیں منہ دکھانے کے لائق بھی نہیں چھوڑا، سب کی نظروں میں دو کوڑی کا کر دیا ہے مجھے میں بھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔" اس کے رونے میں شدت آئی تھی حدید پیشانی کے بال مٹھی میں جکڑ کر سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتا کچھ کہے بنا اٹھ کر باہر نکل گیا القہ ہنوز رو رہی تھی۔

اس کی توقع کے عین مطابق اسے اپائنمنٹ لیٹر مل گیا تھا۔ آفس جانا تھا جبھی تیار ہونے بیڈ روم میں آیا تو القہ کو بیڈ پہ بے سدھ سوئے دیکھ کر وہ وہیں رک گیا تھا تکیے پہ دور تلک بکھرے ریشمی بال اور بھیگتی ہوئی خمیدہ پلکوں کی سیاہ جھالریں دہکتے رخساروں پہ سایہ فگن تھیں۔ پرسوز سا یہ روپ لئے وہ گویا پورے ماحول پہ چھائی ہوئی تھی وہ بے اختیاری میں چند قدم بڑھا کر اس پہ جھک گیا معاً اس کی نیند میں خلل اور ناگواری کا احساس اسے لب بھینچ کر سیدھے ہونے پہ اکسا گیا تھا وارڈ روب کھول کر سوٹ نکالنے کے بعد فریش ہونے واش روم میں گھس گیا جس وقت گیلے بال تولیے سے خشک کرتا ہوا باہر آیا القہ کو جاگتا پا کر لمحہ بھر کو رکا پھر قدم بڑھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا رکا سوجی ہوئی سرخ متورم آنکھیں اور تھکن زدہ انداز لئے وہ ہارے جواری کی طرح بیٹھی تھی۔

حدید کا دل کٹ کر رہ گیا یہ سب تو کبھی نہیں چاہا تھا اس نے وہ اس کے عکس سے نگاہ چرا کر بال سنوارنے لگا۔

"سنو تمہارے لئے ناشتہ میں نے بنا دیا تھا کر لینا اور ہاں گیٹ یاد سے بند کر لو میں آفس جا رہا ہوں اپنا خیال رکھنا ٹیک کیئر۔" بریف کیس اٹھا کر لمحہ بھر کو اس کے پاس رک کر اس کا گال سہلا کر نرمی سے بولا تو القہ ایک پل کو ششدر رہ گئی تھی اس کے اس قدر نارمل انداز پہ وہ کتنا مطمئن تھا یوں جیسے وہ صدیوں سے یونہی تو رہتی آئی ہو۔

"گیٹ کھلا چھوڑ کر جا رہے ہو اور اگر میں بھاگ گئی تو۔" وہ اس کے پیچھے تقریباً بھاگ کر باہر آئی تھی۔ حدید کے تیزی سے اٹھتے قدم ایک لمحے کو رکے اس نے گردن موڑ کر القہ کی آنکھوں میں جھانکا تھا پھر بھرپور اعتماد سے ہنس دیا۔

"بھگا تو لایا ہوں تمہیں اب کہاں بھاگو گی۔" اس کی سمت جھک کر وہ اس کی ناک دبا کر بولا تو القہ کا چہرہ متغیر ہو گیا وہ جا چکا تھا اور القہ کا جی چاہا تھا چیخ چیخ کر روئے کیسی بے بسی تھی وہ اسے ایسی چڑیا کی مانند کر چکا تھا جس کے پر کاٹ کر پنجرے کا دروازہ کھول دیا جائے وہ چاہنے کے باوجود واپس نہیں جا سکتی یہ بات وہ بھی تو جان گیا تھا۔

حدید ہر صبح آفس جانے سے قبل اپنے لئے ناشتہ بناتا تو اس کے لئے بھی تیار کر دیتا واپسی پہ آتے ہوئے کھانا پیک کروا کے لے آتا پہلے پہل اس نے ساتھ کھانا کھانے پہ اصرار کیا تھا مگر اس کے نخوت بھرے انکار پہ وہ خاموش ہو گیا تھا القہ اب تک اس کے لئے اس گھر کے لئے اجنبیت کا رویہ اپنائے تھی ناشتہ کرنے کے دوران جو برتن

گندے ہوتے انہیں حدید خود ہی دھوتا تھا صفائی البتہ وہ بھی نہیں کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ گھر کی حالت ابتر ہوتی جا رہی تھی حدید کے تمام کپڑے لانڈری سے دھلتے تھے وہ دھل کر آئے کپڑوں کو اٹھا کر بھی وارڈ روب میں رکھنے کی روادار نہیں تھی۔

خود اپنی حالت اس کی قابل رحم حد تک بگڑ چکی تھی الجھ کر بکھرے بال اور ستا ہوا متورم چہرا شکن آلود وہی یونیفارم اس کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے ہی حدید چند روز قبل بوتیک سے اس کے لئے تین چار جوڑے لایا تھا۔

"سوری یار مجھے خواتین کی شاپنگ کا اتنا سینس نہیں ہے جیسے بھی ہیں پلیز قبول کر لو، اگلی مرتبہ شاپنگ کے لئے تم میرے ساتھ چلنا۔" اس پہ اتنا بڑا ستم توڑنے کے بعد وہ اب ہر بات یونہی نارمل سے انداز میں کیا کرتا تھا القہ کچھ کہے بنا جھٹکے سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔

حدید بھی محسوس کیے بنا ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی سمت متوجہ ہو گیا گویا وہ بھی اس کے اس رویے کا عادی ہو چکا تھا مگر القہ نے اس کے بعد بھی اس کے لائے کپڑے پہننا تو دور کی بات کھول کر دیکھنا بھی گویا گناہ سمجھا تھا۔ وہ ہر ہر طرح سے اسے زچ کرنا چاہتی تھی مگر وہ زچ ہو کے ہی نہیں دے رہا تھا وہ گویا اس کی ہر حرکت کو اگنور کرتا اسے الٹا زچ کیے دے رہا تھا اور وہ زچ ہو بھی رہی تھی زیادہ غصہ آتا تو بے بسی سے رونے بیٹھ جاتی اس وقت بھی ایسے ہی ملول سی ہو کر سسک رہی تھی جب نگاہ ٹیلی فون سیٹ پر پڑی چند لمحوں تک وہ بنا کچھ بھی سوچے گم صم سی بیٹھی رہ گئی۔

یہ سہولت گھر پہ موجود تھی اپنی بے خبری پہ اس کا دل اپنا سر پیٹ لینے کا چاہا تھا خوشی سے بلیوں اچھلتے دل کو سنبھالتی وہ اٹھ کر ٹیلی فون سیٹ کے قریب آئی تھی نمبر ملا کر اس نے دھڑکتے دل سمیت گڑگڑا کر دعا کی تھی یا رب العالمین فون عائکہ ہی ریسیو کرے۔ یقیناً وہ قبولیت کی گھڑی تھی کہ دوسری جانب سے عائکہ کی آواز سن کر اس پہ رقت طاری ہو گئی۔

"عاتی...... عاتی...... عائکہ۔" وہ بے ربط سی ہوتی گھٹی ہوئی آواز میں رو پڑی۔

"آپا!" عائکہ کو دوسری سمت حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

"آپا پلیز ٹھہریں میں فون کمرے میں لے جاتی ہوں۔" اس کی سرگوشیانہ آواز پہ وہ اور شدتوں سے آنسو بہانے لگی۔ اتنے دنوں بعد کسی اپنے کی آواز سن کر دل کیسے تڑپا تھا۔

"آپا یہ تم ہی ہو نا، آہ میں کیسے یقین دلاؤں خود کو۔" عائکہ کی جذبات کی شدت سے کانپتی آواز اس کی حالت کو مزید غیر کرنے کا سبب بنی تھی۔

"تم سمجھ رہی تھیں مر گئی ہوں آہ کاش میں مر جاتی میں۔" وہ بلکی تو دوسری جانب عائکہ نے دہل کر اسے ٹوکا تھا۔

"ہائے اللہ نہ کرے آپا ایسی بدفال تو منہ سے نہ نکالو۔" پھر لہجہ بدل کر بولی تھی۔

"اچھا ہی ہوتا کہ مان بھائی یوں زبردستی آپ کو لے گئے ورنہ بھاء کا بھی آپ کی رخصتی نہ ہونے دیتے۔" عائکہ سے کم از کم اسے اس حد تک حماقت کی توقع نہیں تھی جبھی شدید قسم کی خفگی کے اظہار کے طور پہ بری طرح اس پہ برس پڑی تھی۔ عائکہ نے اس ملامت کو چپ چاپ سہہ لیا پھر ہنوز اسی لہجے میں بولی تھی۔

"آپ یہ بتائیں مان بھائی کے ساتھ خوش تو ہیں یہاں تو طوفان اٹھ گیا تھا آپ کی گمشدگی سے بھاء سے اس دن مجھے بہت ڈر لگا تھا ان کے تیور دیکھ کر لگ رہا تھا وہ لازماً مان بھائی کو شوٹ کر

دیں گے مان بھائی نے فون کر کے اسی دن بتا دیا تھا کہ وہ آپ کو کانے کر گئے ہیں مگر ہشام بھائی اور بابا مان بھائی سے بات کرنے آنا چاہ رہے تھے مگر تب بھا اڑ گئے انہوں نے کہا تھا وہ جھک کر وہاں نہیں جائیں گے نہ ہی اب وہ الفہ کو اس گھر میں گھسنے دیں گے ظاہر ہے اس کی رضامندی کے خلاف تو وہ بھی کچھ نہ کر سکتا تھا۔'' اس انکشاف نے الفہ کو شدید قسم کا دھچکا لگا۔ یا مزید کچھ سننے کی حسرت نہ رہی تھی اتنا بڑا ارم بنا کسی قصور کے بھی اس کے سر آ گئا تھا بنا کچھ مزید کہے سنے اس نے سلسلہ منقطع کر ڈالا۔

آنکھ کھلنے کے بعد حسب عادت اس کی پہلی نگاہ وال کلاک کی سمت ہی اٹھی تھی ساڑھے سات بجاتی گھڑی نے اس کے وجود میں بجلی بھر دی لحاف دور اچھال کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا باتھ لے کر تیار ہوتے اسے آدھا گھنٹہ مزید لگ گیا عجلت بھرے انداز میں بریف کیس اٹھائے وہ موبائل اور گاڑی کی چابی سنبھالے جیسے ہی باہر نکلا اپنی دھن میں اندر آتی الفہ سے ٹکرا گیا۔

''اوہ سوری۔'' اسے سر پکڑ کر پیچھے ہٹتے دیکھ کر وہ خفیف سا ہوا۔

''دروازہ بند کر لو جا رہا ہوں۔'' حسب عادت مخصوص جملہ دہراتا وہ تیز قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا۔

''ناشتہ نہیں کریں گے۔'' الفہ کی آواز پہ قدموں کو زنجیروں میں جکڑا محسوس کرتے ہوئے پلٹا۔

''واٹ کیا کہا؟'' اسے واقعی حیرت ہوئی تھی۔ تحیر و استعجاب سے پھیلی نگاہوں میں جھانک کر وہ اندر تک خجالت محسوس کر کے رہ گئی۔

''میں نے ناشتہ بنایا تھا۔'' سر جھکا کر وہ گویا منمنائی تھی اعتراف جرم کے طور پہ۔

''اوہ آئی سی۔'' وہ جیسے از سر نو اس کا بھرپور جائزہ لے کر اس عنایت کی وجہ تلاشنے لگا۔

''ایسا ہے مسز حدید کہ میں آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہوں مگر چونکہ تم نے میرے لئے ناشتہ بنایا ہے تو آفس جائے بھاڑ میں ہم اپنی سویٹ اینڈ چارمنگ وائف کو خفا تو نہیں کر سکتے نا۔'' اس کے چہرے کے گرد جھولتی لٹ کو اپنی انگلی کے گرد لپیٹ کر ہلکے سے کھینچتا ہوا وہ دل آویزی سے مسکراتا ہوا پلٹ کر کچن میں چلا گیا جب کہ الفہ اپنی اچھل پچھل ہوتی سانسوں کو سنبھالتی وہیں کھڑی رہی تھی ناشتے کے بعد وہ خاص طور پہ اس کا ممنون و مشکور ہوتا آفس چلا گیا تھا الفہ کے دل پہ جانے کیوں بے تحاشا بوجھ آ گرا اس نے ایسا کیوں کیا تھا وہ خود بھی نہیں سمجھ پائی شاید اس مصلحت کی وجہ اپنے گھر والوں کی بے اعتنائی سنگدلی اور نظر اندازی تھی جب کہ حدید کے [illegible] نے کس حد تک برا رویہ رکھا تھا مگر وہ ہر طرح سے اس کا خیال رکھ کر خود کو ہر لحاظ سے ان سے برتر ثابت کر چکا تھا وہ حالات کی آزمائش سے نالاں تھی کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کیا کرے حدید کے جانے کے [illegible] اس نے صرف اپنا دھیان بٹانے کی غرض سے پورے گھر کی صفائی کی تھی۔

بیڈ شیٹ اور پردے بے حد میلے ہو گئے تھے اس نے الماری سے حدید کے تمام دھونے والے کپڑے نکال کر جمع کیے اور ساتھ ہی واشنگ مشین لگا دی جب تک کچن کی صفائی برتن وغیرہ دھو کر کھانا بنایا، سارے کپڑے بھی دھل چکے تھے شام ڈھلنے تک تمام کام تو نپٹ چکے تھے البتہ وہ خود تھک کر چور ہو گئی تھی حدید کے لائے گئے کپڑوں میں سے ایک سوٹ نکال کر نہانے گھس گئی باتھ لے کر باہر آئی تو یاد آیا بریانی ابھی تک دم پہ ہے بال یونہی تولیے میں لپیٹے وہ بھاگم بھاگ کچن میں آئی تھی چولہا بند کرتے ہوئے اس نے کال بیل

کی آواز سنی تو وہیں سے سیدھی گیٹ پہ آ گئی مغرب کی اذان کی آواز فضا میں بکھر کر روح میں سرایت ہوتی محسوس ہوئی تو اسے خیال آیا کتنے دنوں سے اس نے نماز پڑھنا بالکل چھوڑ رکھی اپنی اس کوتاہی پہ نادم ہوتے ہوئے اس نے اسی وقت نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تھا جبھی حدید کے گاڑی اندر لاتے ہی کچھ عجلت بھرے انداز میں گیٹ بند کر کے اندرونی حصے کی جانب بھاگی تھی جب حدید نے سرعت سے لپک کر اس کا راستہ بلاک کر دیا تھا۔

''واؤ امیزنگ اس کا مطلب ہماری صلح ہو گئی ہے۔'' اس کا اشارہ یقیناً اس لباس کی طرف تھا جو اس کے تن پہ سج کر اپنی قیمت بڑھا چکا تھا وہ جانے کس احساس کے زیر تحت بے تحاشا خجل ہوتی نظریں چرا گئی۔

''راستہ سے ہٹیں میری نماز قضا ہو جائے گی۔'' بروقت بہت اچھا جواب سوجھا تھا۔ اسے اس کے رومینٹک موڈ سے کنی کترانے کا۔

''اوہ۔'' اس کے ہونٹ ستائش کے انداز میں سکڑے۔

''اوکے فائن پڑھو نماز بعد میں۔''

''بادشاہ سلامت ملکہ عالیہ سے اس تبدیلی کی وجہ دریافت کریں گے یقیناً ہماری سزا ہمیں میں تخفیف ہوتی ہو گئی۔'' اس کی بھیگی ہوئی آنکھوں میں ان گنت رنگ بکھرے تھے چاہت [illegible] وہ کنی کترا کے نکل گئی۔ نماز پڑھ کے وہ کتنی ہی دیر آنسو بہاتی اپنی بہتری کی خدا سے دعا کرتی رہی جائے نماز لپیٹتی ہوئی اٹھی تو حدید کو کمرے میں منتظر پا کے اس کا دل بہت بے ہنگم سے انداز میں دھڑکا ان چمکتی سیاہ آنکھوں کو معنی خیز اسے نظریں چرانے پہ مجبور کر گئی۔

''نماز تو مجھے بھی پڑھنا چاہیے تھی ساتھ میں اپنے کے نوفل بھی کہ بالآخر ہماری ڈیئر وائف کو اپنے شوہر اور گھر کا خیال آ ہی گیا۔'' شرارت آمیز لہجہ میں کی گئی گہری بات اس کے اندر سنسنی دوڑا گئی۔

''کھانا ابھی کھائیں گے تو نکال دوں۔'' وہ چادر اتار کر میچنگ کا دوپٹہ اوڑھتے ہوئے اس کا دھیان بٹانے کی غرض سے بولی تو جواباً حدید اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آتا ہوا بولا تھا۔

''جیسے آپ کی مرضی ہم تو آپ کی مرضی ہم تو آپ کے ادنیٰ غلام ہیں جناب۔'' بازوؤں کا حصار اس کے گرد کھینچ کر اس کے دلکش پیکر کو خود سے قریب کرتا ہوا وہ مکمل طور پر رومینس کے موڈ میں تھا۔ الفہ اس کی اس گرمجوش گرفت سے ماہی بے آب کی مانند مچل کر تڑپ کر نکلی تھی۔

''مجھے اس قسم کی بے تکلفی بالکل پسند نہیں سمجھے آپ بی کیئر فل نیکسٹ ٹائم۔'' درشتی سے اس کے ہاتھ جھٹکتی وہ اسے بہت کچھ باور کرا گئی تھی۔

''تم میری انسلٹ کر رہی ہو الفہ۔'' اس کا چہرہ یکلخت ہی بے تحاشا سرخ پڑا۔

''آپ جو مرضی سمجھیں بہرحال میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ اگر آپ نے پھر سے کچھ غلط کرنے کی کوشش کی تو بہت غلط نتائج بھگتیں گے۔'' دھمکی آمیز لہجے میں جتا کر وہ رکے بنا جھٹکا کھا کر کمرے سے نکل گئی۔ حدید نے ٹیبل کو زوردار ٹھوکر رسید کرنے کے بعد واش روم میں گھس کر دروازہ زور سے بند کر دیا اس کا دماغ سلگ رہا تھا۔

اس تبدیلی کو حدید نے اپنے رنگ میں لیا تھا اور اسی حساب سے ری ایکٹ کرنے پہ جو انسلٹنگ رویہ الفہ کی طرف سے برداشت کرنا پڑا اس سے ابھی تک اس کا خون ابل رہا تھا الفہ سے اس نے کچھ نہیں کہا تھا خود پہ جبر کرتا رہا۔

رات سے اب تک ایش ٹرے سگریٹ اور راکھ سے بھر چکی تھی ایک آدھ بار الفہ اندر آئی تو اسے دھواں چھوڑنے والا انجن بنے دیکھ کر خائف سی ہو کر پھر سے باہر چلی گئی تھی وہ جانتی تھی اس کا موڈ کیوں آف ہے مگر اس کا غصہ اب اسے ڈرانے لگا تھا چھٹی کا دن ہونے کے باعث وہ گھر پہ ہی تھا جبھی وہ بے دلی سے معمول کے کاموں میں مشغول ہی تھی کال بیل کی آواز پہ وہ کچھ دیر تک منتظر رہی کہ حدید باہر آ کر گیٹ پہ دیکھے کون ہے مگر وہ تو جیسے بہرا بن گیا تھا ناچار اسے خود اٹھنا پڑا ابھی گیٹ سے چند قدم کے فاصلے پہ تھی جب حدید پیچھے سے نکل کر لمبے قدم اٹھاتا گیٹ پہ جا گیا الفہ گہرا سانس بھر کے وہیں ایک سائیڈ پہ کھڑی ہو گئی۔

"آج چھٹی تھی نا میں نے قورمہ بنایا تھا تمہارا حصہ بھی نکال لیا سوچا بچہ بیچارا ماں باپ سے دور اکیلا پڑا ہے کہاں گھر کے کھانے نصیب ہوتے ہوں گے یہی سوچ کر تمہارے خالو کے ساتھ آئی ہوں کیسے ہو۔" خالہ تھیں اپنے مخصوص انداز میں بات کرتیں اس کی گڑبڑاہٹ پہ توجہ دیئے بغیر اندر چلی آئیں حدید نے پلٹ کر بے بسی کی نگاہ سمیت کچھ فاصلے پہ موجود الفہ کو دیکھا جو کچھ حیران پریشان سی کھڑی تھی۔

"ارے یہ لڑکی تو اپنی الفہ نہیں حدید بچے۔" خالہ کو اسے دیکھ کر جھٹکا لگا تھا پلٹ کر تصدیق چاہی۔

"بج...... جی خالہ۔" وہ سر کھجا کر رہ گیا۔

"کیا جی خالہ یہ تمہارے پاس کیسے بھئی جہاں تک مجھے علم ہے تو ابھی رخصتی نہیں ہوئی چکر کیا ہے یہ۔" انہوں نے باقاعدہ اسے گھورا جب کہ الفہ کو ازسرِ نو اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کے احساس نے رلا ڈالا۔ خالہ کی ہمدردی کی دیر تھی وہ ان سے لپٹ کر جو رونا شروع ہوئی تو چپ کروائے نہ ہوئی۔

"یہ رو کیوں رہی ہے حدید کچھ بولو بھئی میرا تو دل گھبرانے لگا ہے۔" خالہ واقعی الفہ کے یوں رونے پہ بوکھلا گئی تھیں۔ خالو بیچارے الگ حیران پریشان ایک سائیڈ پہ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے نظروں ہی نظروں میں سوال کیا تو جواباً حدید دانتوں کی نمائش کر کے سر کھجانے لگا۔

"ماں تم بتا رہے ہو یا لگاؤں چار، بچی رو رو کر ہلکان ہو رہی ہے مانو پرواہ ہی نہیں اسے۔"

"خالہ جان سالن تو بہت ٹیسٹی ہے خوشبو آ رہی ہے آپ اسے گرم کریں میں فٹافٹ بازار سے روٹیاں لاتا ہوں زبردست قسم کا لنچ تیار۔" چٹکی بجا کر کہتے وہ خالہ کا سوال یکسر نظر انداز کر چکا تھا۔

"حدید کے بچے اس طرح الو نہیں بنا سکتے ہمیں نان سینس بیٹھو ادھر۔" خالہ نے الفہ کو ایک بازو کے حصار میں سمیٹ کر دوسرے ہاتھ سے اس کا کان پکڑا تو حدید بلبلا کر رہ گیا۔

"نہیں ہیں خالہ قسم سے ابھی نہیں ہیں میری بات کا یقین نہیں تو اپنی بہو سے پوچھ لیں ویسے آپ تو مجھ سے بھی جلد بازی کا مظاہرہ کر رہی ہیں ابھی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا۔" وہ چکنے گھڑے کی طرح پھسل گیا تھا۔ خالہ ہونق ہو کر دیکھتی رہ گئیں وہ الفہ کو سالن گرم کرنے کی تاکید کرتا خود باہر بھاگ گیا تو خالہ الفہ کی سمت متوجہ ہوئی تھیں۔

"یہ سب کیا ہے۔"

"اوہ یہ تو حدید نے واقعی اچھا نہیں کیا بیوقوف لڑکا معاملے کو بجائے سدھارنے کے مزید بگاڑ لیا، اختشام سے پنگا لے کر اس نے اچھا نہیں کیا وہ بہت کینہ پرور انسان ہے۔" الفہ کے ساری بات بتانے پر خالہ سر جھٹکتے ہوئے بولی۔ پھر الفہ کے چہرے پہ ناگواری محسوس کر کے اسے وضاحت دے کر بولی تھیں۔

"سوری بیٹا میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں مگر تمہارے بھائی کے متعلق کچھ اڑتی ہوئی باتیں جو میں نے سنی ہیں وہ کوئی اچھی نہیں ہیں کہ تمہیں بتائی جا سکیں بہرحال میں حدید کو سمجھاؤں گی خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے۔ یہ خاموشی کسی طوفان کی خبر دیتی ہے۔" گویا وہ ازحد تشویش میں گھری ہوئی بولیں تھیں تب الفہ جیسے اس موضوع پہ اکتاہٹ محسوس کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں کچن میں دیکھتی ہوں خالو کیا کر رہے ہیں۔"

"ارے بیٹھو تم یہ خالو بھانجا نہیں دوست بھی بہت بے تکلف ہیں دونوں ایک دوسرے سے تم بیٹھو یہاں مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔"

"لیجئے خواتین آپ کو بھی اس طعام خاص میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے پلیز شرکت فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع فراہم کریں۔" اس سے پہلے کہ خالہ کچھ کہتیں حدید ٹرے میں کھانے کے برتن سجائے بولتا ہوا اندر آ گیا ٹرے میز پہ رکھی اور خالہ کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اٹھا لیا الفہ وہیں بیٹھی اسے چہکتے ہوئے دیکھتی رہی۔

"آیئے پلیز۔" اب وہ اس کی سمت متوجہ تھا الفہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی نگاہ چرا گئی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" اس نے جواباً بے دلی سے کہا تو خالہ خود اٹھ کر اسے ساتھ لے گئیں۔

"بھوک کیوں نہیں کھاؤ نا۔" ان کے اصرار پہ اسے ناچار ان کا ساتھ دینا پڑا مگر دل اتنا برا ہوا تھا کہ بالکل کھانے کا من نہیں تھا جبھی ذرا سا سالن پلیٹ میں نکال کر بے رخی سے چھوٹے چھوٹے نوالے لینے لگی۔

"الفہ کیا بات ہے بیٹا طبیعت تو اچھی ہے نا" ان کے محبت بھری تشویش پہ الفہ کا دل بھر آیا تھا۔

"جی۔" پلکیں جھپکا کر آنسو اندر اتارتی وہ رقت آمیز آواز میں بولی تو خالہ کی نگاہوں میں اس کے لئے ترحم تاثر ابھر آیا۔

"حدید تم زیادتی کر رہے ہو ہماری بہو سے دیکھو تو وہ کیسے مرجھا سی گئی ہے کیسی گلاب کی طرح کھلی ہوئی تھی آخر تم کیوں اتنے اتاؤلے ہو ہر معاملے میں۔" انہیں ایک بار پھر حدید پہ جی بھر کے غصہ آیا تو اس کے سر ہو گئیں۔

"اب کیا ہو گیا مائی لارڈ کہ توپوں کا رخ مجھ بیچارے کی طرف موڑ لیا۔" وہ بیچارگی سے منہ بنا کر بولا تو خالہ نے الفہ کی سمت اشارہ کیا تھا۔

"دیکھ رہے ہو اسے۔"

"جی۔" وہ شرارتاً بولا اور لو دیتی نظریں اس پہ جما دیں۔

"دیکھا تو کئی بار ہے آپ کہتی ہیں تو پھر دیکھ لیتا ہوں ویسے محترمہ ایسی شاندار چیز ہیں کہ ہزار بار دیکھنے پہ بھی جی نہ بھرے۔" لہجہ ہر فکر سے عاری تھا الفہ کو بے تحاشا غصہ آنے لگا آخر وہ اس قدر غیر سنجیدہ کیوں تھا ہر معاملے میں۔

"میں نے باتیں بنانے کو نہیں کہا اس کی حالت دیکھ رہے ہو کیسی ویک ہو رہی ہے بس ضد منوانے کا پتہ تھا کیسے خیال رکھنا ہے اس سے غرض نہیں رنگت دیکھی ہے اس کی زرد ہو رہی ہے کچھ کھا پی بھی نہیں رہی مجھے تو دوسرا معاملہ لگتا ہے چیک اپ کراؤ اس کا۔" خالہ کی اگلی بات حدید کو تجل کر گئی جب کہ الفہ کو خاصی دیر سے سمجھ آ سکی تھی پھر اس سے وہاں ٹھہرا نہیں گیا دل کو جیسے پنکھ لگ گئے تھے۔ گو کہ یہ سونا پن اور بے رنگ زندگی اپنی ہی ترجیحات تھیں اس کے باوجود خالہ کے یوں کہنے سے اس کا دل کسک دینے لگا یعنی اگر اس نے منع کر دیا تو حدید نے بھی مزید پیش رفت نہیں کی پھر اس ساری جاں کاہی کا مقصد کیا تھا محبت تو

کہیں نہیں تھی نہ اسے ضد انا کی تسکین یا کچھ بھی نام دیا جا سکتا تھا اس نے واش روم میں جا کر آنسوں پہ پانی کے چھینٹے مارے کہ آنکھوں کی حدت بڑھتی جا رہی تھی۔

خالہ جانے سے قبل اس کی آنکھیں کھولنے کی اپنی سی سعی کر گئیں تھیں۔

''نکاح ہو چکا تھا بیٹے جو کچھ حدید نے کیا وہ غلط سہی لیکن اب یہ بھی تو دیکھو کہ تمہارے گھر والوں نے تم سے منہ موڑ لیا ہے۔ حدید کے ہر رویئے سے ظاہر ہے کہ وہ تمہیں چاہتا ہے اب جو کچھ ہوا اس پہ کڑھنے کی بجائے اپنا گھر دیکھو اسے اور سب سے بڑھ کر حدید کو تمہاری ضرورت ہے اس کے تو خوب کان کھینچے ہیں میں نے تمہیں بھی اصلاح کی ضرورت ہے ایک طرح سے تم دونوں ہی اب ایک دوسرے کا آسرا ہو تمہارے ماں باپ نے جو ہوا اس پہ مٹی ڈال دی اور حدید کے والدین ابھی اس کے کارنامے سے لاعلم ہیں اگر ایسی بات کا انہیں پتہ ہوتا تو کل آپا مجھے کچھ کیوں نہ بتاتیں، فون پہ بات ہوئی تھی میری اس کے علاوہ بھی۔'' انہوں نے بہت سے معاملوں پہ اس کی برین واشنگ کرنے کے بعد تسلی کے انداز میں کہا تھا۔

''ہم کوئی غیر تھوڑی ہیں چکر لگاتی رہوں گی میں حدید کی تم فکر نہ کرو تیر کی طرح سیدھا ہو جائے گا۔'' وہ ان کے جانے کے بعد بھی گم صم رہی تھی حدید چینل سرچنگ کرتے ہوئے گاہے بگاہے اس پہ بھی نگاہ ڈال لیتا وہ اپنی سوچوں سے نکلی تو حدید کو کمرے سے غائب پا کر بے چین ہو کر باہر نکل آئی کچن سے کھڑ پھڑ کی آوازیں سن کر اندر آئی تو اسے اپنے لئے چائے بناتے دیکھ کر اپنی خدمات پیش کر دی۔

''میں بنا دیتی ہوں۔''

''تھینکس، تمہیں یہاں لانے کا مقصد ذاتی کام کاج نہیں تھا، پچھلے کئی سالوں سے تنہا رہ کر اتنا تو میں باآسانی کر لیتا ہوں۔'' اسے دیکھ کر ہلکے سے چونکنے کے بعد وہ رکھائی سے کہتا چائے چھان کر کپ میں نکالنے لگا۔

''اگر یہ مقصد نہیں تھا تو پھر کیوں لائے تھے مجھے یہاں۔''

''انا کی تسکین کی خاطر۔'' اسے بے نیازی سے کچن سے نکلتے دیکھ کر وہ ضبط کھو کر چلائی۔

''نہیں محبت کی تھی تم سے مزید دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے لایا تھا۔'' گردن موڑ کر بہت مطمئن انداز میں کہتا وہ اسے بھڑ بھڑ جلا کے رہ گیا۔

''جھوٹ بولتے ہیں جو محبت کرتے ہیں وہ اس طرح کا سلوک نہیں کرتے۔'' وہ اس کے قریب آتے ہی اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے ہسٹریائی انداز میں چلائی تب حدید نے بہت چونک کے اسے دیکھا تھا۔

''الفہ!'' وہ ٹھٹھکا اور اگلے ہی لمحے چائے کپ سلیب پر رکھ کر دھواں دھار روتی الفہ کو بازوؤں میں بھینچ لیا۔

''آئی ایم سوری ریئلی ایکسٹریملی سو سوری۔'' وہ کچھ بھی کہے بنا اس کے فراخ سینے میں منہ چھپائے بس روئے گئی۔

''میرا تو خالہ کو دعائیں دینے کا جی چاہ رہا ہے واؤ کاش وہ پہلے آ جاتیں تو زندگی کے وہ دن بھی رنگین ہو جاتے جو روکھے اور بے کیف گزر رہے۔''

اگلی صبح وہ بے حد شانت تھا انگ انگ سے چھلکتی سرشاری اس کے موڈ کی خوشگواری کی غماز تھی اور الفہ وہ تو جیسے رنگوں میں نہائی تھی اتنا دلکش روپ تھا اس کا کہ حدید کی نگاہ ہٹنے سے انکاری

رہی تھی۔

''آج ہم ڈنر باہر کریں گے تم تیار رہنا۔'' وہ اس کے پاس آ کر شبنمی مہکی ہوئی لٹ سہلا کر بولا تو الفہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا اس کی حالت اس قدر محجوب ہو رہی تھی کہ نگاہ اٹھا کے اسے دیکھنا مشکل اس کی نگاہوں کی تپش اسے شرم سے کٹ کر خود میں سمٹنے پہ مجبور کر رہی تھی۔

رات اس کی پیش رفت پہ اس نے بنا کسی مزاحمت کے خود سپردگی بخش دی تھی حدید نے اتنی محبت اسے دی تھی کہ وہ خود پہ نازاں ہو گئی تھی اس کی بے اختیاریوں میں بھی جیسے دھیان کے رنگ نمایاں تھے اس کے لمس کی شدتوں میں محبتوں کا جو خمار گندھا تھا اس نے الفہ کی پور پور مہکا ڈالی تھی اسے ان تمام دعوؤں کا اعتبار سا آنے لگا تھا جو حدید نے کبھی محبت کے یقین سونپنے کو اس سے کیئے تھے جب تک حدید آفس نہیں چلا گیا وہ سوائے اس کی گرم نگاہوں سے پگھلنے کے اور کچھ بھی نہ کر پائی حدید نے خود اس کے لئے ناشتہ تیار کیا تھا پھر شام میں تیار رہنے کی یقین دہانی کرواتا آفس چلا گیا الفہ نے آئینے میں دکھائی دیتے اپنے نئے نکور جگمگاتے عکس پہ نگاہ ڈالی اور کچھ سوچ کر شرما سی گئی۔

دن بھر معمول کے کام نپٹانے کے ساتھ اسے حدید بھی انتظار رہا تھا آفس سے دو بار فون کر کے وہ اسے رات کے ڈنر کی بابت یاد دہانی کروا چکا تھا الفہ مسکراتی ہوئی رات کے لئے کپڑے پریس کرنے لگی اسے یاد آیا تھا ایک مرتبہ حدید نے اس کی بلیک کلر میں بہت تعریف کی تھی وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ اس پہ صرف بلیک ہی نہیں ہر کلر سوٹ کرتا تھا اس کی نگاہوں کی اس ستائش کو یاد کر کے ہی اس نے اپنے لئے مہندی کلر کا سوٹ سلیکٹ کیا یہ وہ چوتھا اور آخری سوٹ تھا جو حدید اس کے لئے لایا تھا یہ ان تینوں سوٹوں میں سب سے نفیس اسٹائلش اور قدرے بھاری تھا، شرٹ پہ بکھرا اسٹون موتی ستاروں کا جال شرٹ کی خوبصورتی میں کئی گناہ اضافے کا سبب بن رہا تھا دوپٹے کے پلو پر بھی ویسا ہی جال تھا اس نے ہاتھ لے کر وہی لباس پہن لیا ہلکے میک اپ اور وہی لائٹ سی جیولری جو اسی روز سے اس کے گلے کانوں اور ہاتھ میں تھی پہنے وہ اپنا عکس دیکھ کر خود ہی مبہوت رہ گئی، ایسا جگمگاتا حسن ذرا سی توجہ ملنے پہ ہی نگاہ کو ٹھٹھکانے لگا تھا۔

وہ چوڑیاں پہن رہی تھی جب گیٹ سے باہر گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر تیزی سے باہر کی سمت بھاگی گیٹ کھلتے ہی وہ گاڑی اندر لے آیا تھا۔

''میں نے تیار ہونے کا کہا تھا محترمہ اپنی شہادت کا سامان کرنے کا نہیں۔'' جب تک وہ گیٹ بند کر کے پلٹی حدید گاڑی سے باہر آ کر اس کے قریب رک کر اس کے دلکش روپ کی سمت اشارہ کرتا ہوا بولا تو الفہ کی لمبی پلکیں لرز کر گالوں پہ جیسے کبھی نہ اٹھنے کے لئے گر گئیں۔

''یار بندہ بشر ہوں نظر تو میری بھی لگ سکتی ہے کیوں چاروں شانے چت گرانے کا ارادہ ہے۔'' اس کے برابر چلتا ہوا وہ اس کے گرد بازو کا حلقہ بنا کر اپنی پناہوں میں لے چکا تھا اس کی پرشوق لودیتی نگاہیں بہت گہرائی سمیت اس کے دلکش سراپے سے الجھ گئی تھیں الفہ تو اس کی پرحدت خوشبودار قربت میں جیسے موم بن کر پگھل گئی تھی اس پہ اس کا موڈ بھی قدرے رومینٹک ہوا تو اس کے تو پیچ چھکے چھوٹنے لگے۔

''آ...... آپ فریش ہو لیں میں چائے لاتی ہوں۔'' راہ فرار ڈھونڈ لی وہ جیسے ہی اٹھی حدید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔

''اجی گولی ماریئے آپ چائے کو یہاں بیٹھو

تم ابھی تو بس ہمیں صرف چاہ کی ضرورت ہے آپ سے۔'' اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کے وہ شرارت بھرے لہجے میں گنگنایا تو الفہ کا چہرہ حجاب کی سرخی سے رنگنے لگا۔

''پلیز جا کے فریش ہو جائیں ڈنر پہ بھی تو جانا ہے۔'' وہ کسی طرح سے اس کی توجہ خود سے ہٹانا چاہ رہی تھی وہ اس کی نگاہوں سے چھلکتے رنگوں سے گھبرا کر بولی تھی۔

''ویسے کیا خیال ہے الفہ اگر ہم بھی کسی ہنی یا مون کو لے جا کر اپنے پیرنٹس کے سامنے پیش کر دیں تو تمام ناراضگی لمحوں میں ختم ہو سکتی ہے فلموں میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔'' وہ اس کی لمبی چوٹی اپنی کلائی پہ لپٹتا ہوا پرشوق لہجے میں گہری شرارت سمو کر بولا تو الفہ کانوں کی لوؤں تک سرخ پڑتی شرمندگی وحیا سے جلتے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپ گئی۔ کلائی میں پہنی چوڑیوں کی جلترنگ ہی حدید کو ہوش میں لانے کا سبب بنی تھیں جو اس کے اس خوبصورت روپ کو مبہوت ہو کر دیکھ رہا تھا۔

''ارے میں بھول گیا یہ تمہاری رونمائی ہے چونکہ ہمارا ہر کام ہی بے ڈھنگے پن سے ہوا ہے تو حالانکہ یہ کل رات مجھے تمہیں دینا چاہیے تھا مگر خیر......'' کوٹ کی جیب ٹٹول کر چار انچ چوڑا چھ انچ لمبا مخملیں کیس برآمد کر کے اسے کھولنے کے بعد وہ انتہائی اسٹائلش ڈائزئن کے شعاعیں بکھیرتے کنگن نکال کر اس کی کلائی میں پہناتا ہوا مسکرایا۔

''کیسے ہیں؟'' اسے پرشوق نگاہوں سے کلائی میں سجے کنگنوں کا جائزہ لیتے پا کر وہ سرگوشی کے انداز میں استفسار کر رہا تھا۔

''بہت ڈیفرنٹ بہت خوبصورت۔'' اس نے بے ساختہ تعریف کی۔

''کون کنگن پہنانے والا۔'' اسے پھر شرارت سوجھی تھی الفہ جھینپ رہ گئی۔

''پہلے جواب دو پھر جانے دوں گا۔'' اسے اٹھتے دیکھ کر حدید نے نرمی سے کلائی تھامی

''کنگن۔'' الفہ کو بھی جواباً اسے ستانے میں مزا آیا تھا حدید کا منہ لٹک گیا۔

''اچھا۔'' اس نے بے دلی سے کہہ کر کلائی چھوڑ دی ویسے پہنانے والا ان کنگنوں سے کہیں بڑھ کے گڈلکنگ ہے۔'' کمرے سے نکل جانے کے بعد ایک بار پھر سر اندر گھسا کر شوخی سے کہتی بھاگ گئی حدید بے ساختہ ہنس پڑا تھا۔

زندگی ایک دم ہی بہت خوبصورت ہو گئی تھی حدید نے اسے اتنی محبتیں دی تھیں کہ اسے اپنا دامن تنگ پڑتا محسوس ہونے لگا تھا وہ بھول گئی تھی اس کے ساتھ کیا ہوا تھا یاد تھا تو بس اس کی وہ دیوانگیاں وہ سرشاری، سارا دن اس کا انتظار کرتی اور شام کے بعد اگلے دن اس کے آفس جانے تک وقت کتنی تیزی سے بیت گیا اسے پتہ ہی نہ چلتا اس کی طبیعت صبح سے کچھ اچھی نہ تھی پھر رات بھی حدید نے اسے بہت دیر تک جگا کر کوئی نئی آنے والی موی زبردستی اپنے ساتھ دکھائی تھی کہ صبح اس سے اٹھا ہی نہیں گیا جب آنکھ کھلی تو حدید آفس کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

''آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں نماز بھی قضا ہو گئی اور آپ کو ناشتہ نہیں کرنا تھا۔'' وہ ٹائی کی ناٹ لگاتے ہوئے اسے جاگتے پا کر مسکرایا تو الفہ تیز تیز بولتی بستر سے نکل آئی۔

''اوہ لیٹی رہو یار ایک دن نہ بھی ناشتہ کروں تو کوئی فرق نہیں پڑتا تم سو جاؤ۔''

''خوامخواہ فرق نہیں پڑتا آپ ویٹ کریں میں پانچ منٹ میں بریک فاسٹ تیار کرتی ہوں۔'' وہ اس کی سنے بغیر کچن میں جا گھسی تھی ناشتہ بنا کر بیڈ روم میں ہی لے آئی، حدید بریف کیس میں

لاگیں رکھ رہا تھا۔

''جلدی سے کر لیں ورنہ سب کچھ ٹھنڈا ہو جائے گا۔'' ٹرے اس کے سامنے ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اس نے تاکید کی تھی۔

''ہوں تم نہیں کرو گی۔'' بریف کیس بند کرتے ہوئے وہ چونکا تھا ایک چائے کا کپ دیکھ کر۔

''نہیں میں ابھی سوؤں گی طبیعت بھی بہت بوجھل سی ہے۔'' اس نے عذر پیش کیا۔

''ارے یہ بوجھل پن کہیں دوسرے والا تو نہیں ہے سچ بتاؤ کہیں تم مجھے پاپا بننے کی خبر تو نہیں دینے والی۔'' وہ بری طرح چونکتا ہوا بغور اس کا جائزہ لینے لگا تو الفہ کا چہرا حیا کی سرخی سے یکلخت بے تحاشا سرخ پڑ گیا۔

''شرم تو نہیں آئی آپ کو۔'' اس کی ٹائی کھینچ کر ہلکا سا جھٹکا دیتی وہ خجالت بھرے انداز میں نظریں چرا کر بولی تھی۔

''کیجئے جناب اس میں شرم کی کیا بات ہے بلکہ یہ تو عین خوشی کی بات ہو گی۔'' وہ ہنس پڑا تھا اس کے یوں بلش ہو جانے پہ۔ الفہ جواب دیئے بنا بستر میں گھس گئی۔

''سنو میں مذاق نہیں کر رہا ہوں شام میں تیار رہنا تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلوں گا۔'' ناشتے سے فارغ ہو کر بریف کیس اٹھا کر اس پہ جھکتا ہوا وہ نرمی سے اس کا گال سہلا کر بولا تو ایک بار پھر الفہ کو اپنا چہرہ بھاپ چھوڑتا ہوا محسوس ہوا اس سے جواب دینا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھا تک نہیں گیا تھا۔

''ویسے اگر ایسا ہو جائے تو کتنا اچھا ہو پگلی مجھے بہت خوشی ہو گی۔'' وہ گیٹ بند کرنے آئی تھی جب حدید نے اسے دیکھ کر دبے دبے جوش سے کہا تو الفہ کا سرخ وسفید اجلا چہرا حجاب کی سرخیوں سے دہک گیا گیٹ بند کر کے وہ بستر پہ آ کر لیٹی تو کتنی دیر اس کی باتوں کو یاد کر کے مسکراتی رہی تھی۔

حدید کو گئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کچھ دیر بستر پہ کروٹیں بدلنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھی تھی حدید نے جس بات کی طرف اس کی توجہ دلائی تھی اب وہ سو نہیں سکتی تھی اسے ابھی سے حدید کا انتظار لگ گیا تھا۔

''کب وہ آئے گا کب پتہ چلے گا اگر ایسا ہو جائے تو کتنی اچھی بات ہو۔'' اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔

حدید کی محبتوں کی جیتی جاگتی نشانی اس کی گود میں وہ عجیب سے احساسات میں گھر گئی اٹھ کر سب سے پہلے ہلکا پھلکا سا ناشتہ کیا پھر کچن کی صفائی کر کے باقی گھر کی صفائی میں مگن ہو گئی، اس کام سے فراغت کے بعد وہ ایک بار پھر کچن میں آ گئی تھی حدید کبھی کبھی دوپہر کا کھانا بھی گھر آ کے کھاتا تھا۔

وہ فریج سے چکن نکال کر چاول صاف کرنے لگی حدید کو چکن بریانی بہت پسند تھی آج اس کا ارادہ بریانی کے ساتھ مٹن کڑاہی بنانے کا تھا سلاد اور رائتہ تو ضروری تھا دوپہر کا بہترین لنچ تیار ہوتا اگر وہ آتا دوسری صورت میں یہی کھانا رات کو کام آ جاتا چاول بھگو کر وہ آٹا نکال کر چھان رہی تھی جب اس نے پہلے گیٹ کے باہر گاڑی رکنے کی آواز سنی پھر چند لمحوں کے توقف سے کال بیل کی اس کے چہرے پہ مسکراہٹ سورج کی اجلی کرن بن کر بکھری، دل بے ترتیبی سے دھڑک اٹھا گویا حدید کو آج آفس میں بھی چین نہیں آیا تھا اس کی طرح وہ بھی بہت بے تاب تھا اصل بات جاننے کو وہ یونہی مسکراتی ہوئی گیٹ تک آئی اور پوچھے بغیر گیٹ کھول دیا مگر سامنے موجود صورت نے اس کے لبوں سے مسکراہٹ

نوچ کر پھینک دی تھی
''بھا۔'' اس کے لب کانپے۔
''تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے الفہ بابا کی طبیعت بہت خراب ہے تمہیں یاد کر رہے ہیں۔'' انہوں نے چھوٹتے ہی جس طرح کہا وہ ایک بھی لفظ کہے بغیر دھڑکتے دل سمیت فوری جانے پہ تیار ہوئی تھی۔

حدید شام سے پہلے گھر لوٹا تو گیٹ پر موجود تالا اس کے حواسوں پہ بجلی بن کر گرا تھا چند ثانیوں تلک وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری خالی نظروں سمیت یونہی بند گیٹ کو دیکھتا رہا تھا پھر کچھ خیال آنے پہ ساتھ کے گھر کی اطلاع گھنٹی بجا دی۔

''آنٹی! الفہ گھر پہ نہیں آپ کو تو نہیں پتہ آئی مین وہ آپ کو کچھ بتا گئی ہو یا چابی وغیرہ۔'' وہ بے ربط سا ہو کر رہ گیا تھا۔ آنٹی اس کی گڑبڑاہٹ پہ ذرا سا مسکرائی تھی پھر اثبات میں سر ہلا کر اندر چلی گئی۔

''وہ یہ چابی دے گئی تھی کہہ رہی تھی تم آؤ تو دے دوں۔'' انہوں نے گیٹ کی چابی اسے تھماتے ہوئے تفصیل سے آگاہ کیا۔

''اور کچھ نہیں کہا۔'' وہ متحیر سا بولا۔

''کہہ رہی تھی اپنے بھائی کے ساتھ جا رہی ہے۔'' ان کی اگلی بات حدید کے چہرے پہ عجیب سا تاثر بکھیر گئی، بنا کچھ کہے وہ پلٹ کر لاک کھولتا گاڑی اندر لے گیا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی الفہ نے ایسا کیوں کیا، دماغ میں جیسے انگارے چیخ رہے تھے۔

''اسے میرا انتظار کرنا چاہیے تھا۔'' وہ ٹہل ٹہل کر سلگتا رہا۔

''اگر جانا بھی تھا تو مجھے بتا سکتی تھی فون کر سکتی تھی مجھے وہ۔'' جتنا سوچتا اس قدر ذہن الجھتا جا رہا تھا۔

شام سے رات ڈھل گئی پھر ساری رات بھی بیت گئی تھی اسے نہ آنا تھا نہ آئی اگلے دن، ساری رات جاگنے سے اس قدر نڈھال اور شکستہ تھا کہ آفس نہ جا سکا پھر وہی ایک دن نہیں و مسلسل ایک ہفتہ تک گھر پہ رہ کر اس کا انتظار کرتا رہا تھا وہ چاہتا تو الفہ کو فون کر لیتا مگر وہ فون نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس سے بدگمان ہو رہا تھا جو کچھ الفہ نے کیا تھا اسے بدگمان ہونا بھی چاہیے تھا مگر وہ پھر بھی اس سے بدگمان ہونا نہیں چاہتا تھا مگر اس کی یہ کوشش اس وقت بالکل ناکام ہو گئی جب الفہ کے جانے کے آٹھ دن بعد اسے ڈاک کے ذریعے الفہ کی طرف سے خلع کا نوٹس ملا وہ اس سے علیحدگی چاہتی تھی اب اسے حیرت نہیں ہوئی جس طرح وہ اسے چھوڑ گئی تھی اس کے بعد یہ بات باعث حیرانگی نہیں تھی۔

جن دنوں وہ بے حد ڈسٹرب تھا سعید کے ساتھ بابا کی اچانک آمد اس کی ڈسٹربنس کو کچھ اور بڑھا گئی انہیں اب پتہ چلا تھا کہ اس نے الفہ کو اس کے گھر والوں کی رضامندی کے بغیر کڈنیپ کر کے خاندان بھر کے منہ پہ کالک مل دی تھی۔

''یہ تم نے اچھا نہیں کیا؟'' بابا نے ملامت کی تھی مگر وہ چپ رہا۔

''اب وہ لوگ خلع کا مطالبہ کر کے مزید بدنامی سر لے رہے ہیں بہت جلد بازی سے کام لیا تم نے حدید اور ہمیں آگاہ تک کرنا گوارا نہ کیا وہ تو اگر تمہاری خالہ کا فون نہ آ جاتا تو تم نے تو ہمیں اس قابل بھی سمجھا ہی نہیں تھا۔'' بابا اس پہ برستے رہے تھے اس نے یہ تمام لعن طعن چپ چاپ سہی تھی اور اٹھ کر چلا گیا تھا۔

''کچھ سوچا ہے اب کیا کرنا ہے ہمارے خاندان میں آج تک طلاق نہیں ہوئی تم یہ کسر بھی نکالنا چاہتے ہو۔''

رات کو جب وہ لیٹ نائٹ گھر آیا بابا اس کے منتظر تھے۔

''کیا مطلب ہے آپ کا۔'' وہ کچھ بگڑ کر بولا۔

''جا کے بہو کو منا لاؤ اگر وہ تمہارے ساتھ راضی ہے تو اس کے ماں باپ کچھ نہیں کر سکتے۔'' انہوں نے گویا راہ دکھائی تھی اس نے تنفر زدہ انداز میں نفی کر ڈالی۔

''میں وہاں نہیں جاؤں گا مجھے ذلیل ہونے کا کوئی شوق نہیں۔''

''تو پھر طلاق دو گے۔'' انہیں پہلے سے زیادہ غصہ آیا سلگ کر بولے۔

''میں اسے کبھی طلاق نہیں دوں گا یہ اس کی اور اس کے پیرنٹس کی بھول ہے چاہے ہو لوگ کچھ بھی کر لیں۔'' وہ تلخی سے کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

''اونہہ اور کیا کریں گے عدالتوں تک میں تو تمہیں گھسیٹ لیا۔'' بابا غصے سے بڑبڑائے تھے۔

وہ بالکل گم صم سی گھر کے پچھواڑے نیچے اترتی سیڑھیوں پہ بیٹھی تھی شکن آلود زدہ لباس اس کی رنگت کو کچھ اور بھی زرد کر چکا تھا اسے یہاں آ کر پتہ چلا تھا بھا اسے دھوکے سے اپنے ساتھ لائے تھے بابا کی طبیعت بالکل اچھی تھی وہ حیران بھی نہ ہو پائی تھی جب انہوں نے اسے کمرے پہ دھکیل دیا تھا۔

''جو گل تم کھلا چکیں اسے ہی کافی سمجھو میں تو اسی وقت تمہارا گلا کاٹ دیتا اگر میرے اپنے ہی مجھے اس طرح بے بس نہ کر دیتے ایک بات یاد رکھو الفہ وہ بدمعاش اگر تمہاری رضامندی کے بغیر بھی تمہیں لے گیا تھا تب بھی اس میں تمہارا بہت قصور تھا تم واپس آ سکتی تھی۔ ہمارے بڑوں کو بدنامی کا خوف تھا مگر مجھے نہیں تھا بدنامی تو اس طرح ہوتی ہے گویا وہ ہماری عزت سے کھیل گیا ہماری غیرت کو للکار گیا ہم چپ رہ کر گویا اس کی بدمعاشی سے ڈر گئے مگر اب تم دیکھنا میں کیا کرتا ہوں۔'' وہ بکتے جھکتے چلے گئے تھے عائکہ امی بابا سب چپ تھے اس کے آنسو سسکیاں کچھ بھی تو کسی کو دکھائی نہ دیتا تھا ماسوائے عائکہ کے وہ اس کی اضطرابی کیفیت سے آگاہ تھی۔

''تمہیں نہیں آنا چاہیے تھا آپا بھا تو پاگل ہو رہے ہیں انتقام کی آگ بجھانے کی خواہش میں۔'' عائکہ نے اس کے آنسوؤں سے بھیگتے چہرے کو اپنے دوپٹے سے خشک کرتے ہوئے کہا تھا۔

اس کے اپنے ہی اس کا گھر تباہ کرنے پہ تل گئے تھے وہ بے حد شاکی تھی حدید نے بھی کچھ ٹھیک نہ کیا تھا مگر اب نقصان کس کا ہوتا اسی کا اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی اب جب کہ اس کے دل میں حدید کی محبت جاگ اٹھی تھی وہ اس سے جدائی کے احساس سمیت ہی جسم سے روح کھنچتی محسوس کرنے لگتی وہ مستقبل سے خوفزدہ تھی جانے کیا ہونے والا تھا۔

''مسٹر حدید الرحمٰن ہمیں آپ کے گھر کی تلاشی لینا ہے جی۔'' وہ بھونچکا سا ہو کر اپنے سامنے کھڑے فل یونیفارم میں اسمارٹ سے پولیس آفیسر کو دیکھنے لگا اسے اپنی سماعتوں پہ شبے کا گمان ہوا تھا ابھی آفس سے آئے اسے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ گیٹ دھڑ دھڑائے جانے پہ وہ جو ابھی کوٹ اتار کر ہاتھ لینے کے خیال سے شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا اس افتاد پہ یونہی گیٹ تک آ گیا اب جو کچھ اس نے سنا تھا اسے سن کر بھی وہ جیسے نہیں سمجھا تھا۔

''آپ پہ ہیروئن اسمگل کرنے کا الزام

ہے۔" پولیس آفیسر اپنا سوال دہرائے بنا مزید بولا تو حدید کو اپنی قوت گویائی چھنتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"یہ...... یہ کیا بدتمیزی ہے آفیسر میں ایک شریف شہری ہوں اس طرح ڈسٹرب کیئے جانے پہ ہتک عزت کا کیس بن سکتا ہے جانتے ہیں آپ۔" اسے غصہ ہی تو آ گیا تھا پولیس آفیسر کے اشارے پہ پورے گھر میں دندناتے ہوئے سپاہیوں کو دیکھ کر۔

"یہ کیس تو آپ تب کریں گے مسٹر جب آپ خود کو اس الزام سے بری کریں گے۔" آفیسر قدرے طنز سے مسکرایا تو حدید کو جیسے آگ لگ گئی۔

"کسی نے بکواس کی ہے میرے خلاف اس قسم کی۔"

"یہ بتانا اتنا ضروری نہیں جو کام ضروری ہے وہ ہو رہا ہے۔" آفیسر نے ہنوز اسی روڈلی لہجے سے کہا حدید کا چہرا ضبط کی سرخی سے رنگنے لگا۔ پولیس کے جوانوں کے پورا گھر تلپٹ کر دینے پر ہیروئین برآمد ہونے پہ حدید شاکڈ سا کھڑا یہ سب تماشا دیکھتا چلا گیا تھا آفیسر کی طنزیہ مضحکہ اڑاتی نظروں سے اس کی یقین سے عاری ساکن آنکھیں ٹکرائی تھیں اس کا ذہن ماؤف ہوتا جا رہا تھا اس کے خلاف یہ بہت گھناؤنی سازش کی گئی تھی وہ سوچے بنا بھی جانتا تھا ایسا کون کر سکتا ہے مگر وہ اپنا مقصد حل کرنے کو اتنا بھی گر سکتا ہے یہ وہ نہیں جانتا تھا۔

"اب یقین آ گیا اس کا تعلق ملک دشمن عناصر گروہ سے تھا تم اس سے خلع نہیں چاہتی تھیں اب بولو تمہاری کیا رائے ہے۔" اخبار اس کے سامنے پٹختے ہوئے بھا نے بہت تضحیک آمیز لہجے میں کہا تھا۔ الفہ جو پچھلے کئی دنوں سے ذہنی طور پر اپ سیٹ تھی کہ بھا کی طرف سے اس پہ خلع کے کیس میں حدید کے خلاف بیان دینے کا دباؤ بڑھ رہا تھا اور وہ یہاں ڈٹ کر انکار کرتی رہی تھی وہ ہرگز ہرگز صرف بھا کی انا کی تسکین کی غرض سے حدید سے اپنا یہ قلبی تعلق نہیں توڑ سکتی تھی کیسے کیسے انکشافات ہوئے تھے اس پہ جنہوں نے اس کی کمر توڑ کے رکھ دی تھی اگر وہ کل رات غیر ارادی طور پہ بھا کی باتیں نہ سن لیتی تو شاید ان کے دباؤ میں آ کر وہ غلطی بھی کر گزرتی مگر اب تو وہ بہت مضبوط تھی اس کی ماں اس کے ساتھ تھی بابا اگر اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے تو خلاف بھی نہیں تھے ایک بھا ہی تھے تا وہ ان سے لڑ سکتی تھی وہ صرف ان کے بزنس کو ترقی دینے کی غرض سے اس پرپوزل کو قبول نہیں کر سکتی تھی۔ اپنے مفاد کے لئے اس حد تک گر سکتے ہیں وہ نہیں جانتی تھی انہوں نے اس وجہ سے یہ ڈرامہ شروع کیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے الفہ کی حدید سے رخصتی ہو اس قسم کے الزمات حدید پہ ٹھونس کر انہوں نے طے شدہ پروگرام کے تحت پہلے دونوں خاندانوں میں غلط فہمی سے پھوٹ ڈلوائی تھی جس میں وہ کامیاب بھی رہے تھے اس طرح وہ الفہ کو طلاق دلوا کر اپنے اس بزنس پارٹنر سے الفہ کو بیاہ دیتے جس کے اسی فیصد شیئر اس بزنس میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کر رہے تھے یہ ایک ڈیل تھی جو انہوں نے اپنے پارٹنر سے طے کی تھی ان کے پارٹنر نے الفہ کہاں دیکھا تھا وہ نہیں جانتے تھے بس وہ یہ جانتے تھے کہ الفہ وہ سونے کی چڑیا تھی جو ان کے وارے نیارے کروا سکتی تھی پھر انہوں نے اس لالچ میں ہر غلط کام بھی کر لیا جو انہیں زیب نہیں دیتا تھا بابا، امی ہی نہیں اس گھر میں بھابھی کے علاوہ ہر کوئی ان کے ارادوں سے لاعلم رہا تھا الفہ بھی لاعلم ہی رہتی اگر وہ اس رات غیر ارادی طور پہ یہ سب نہ سن لیتی بھا جھلا جھلا کر بھابھی کو ساری

بات بتاتے ہوئے برس رہے تھے صرف اس بات پہ کہ وہ کیسی عورت تھی جسے اپنے شوہر کی پریشانی کا احساس تک نہ تھا۔ الفہ سے مزید نہیں سنا گیا تھا اس میں مزید سننے کی تاب نہیں رہی تھی، لڑکھڑاتے قدموں سے لوٹ آئی بھا کی حسین شکل کے پیچھے اتنا مکروہ روپ ہوگا اسے سوچ کر کراہت محسوس ہوئی تھی اور اب، اب وہ ایک بار پھر سکتے کے عالم میں بیٹھی تھی بھا کے بعد دوسرا گہرا صدمہ اسے حدید کی وجہ سے ملا تھا۔

اسے جیل میں بہت زیادہ مدت نہیں بیتی تھی مگر اس کی حالت غیر ہو چکی تھی شدید قسم کی انسلٹ اور سب سے بڑھ کر گہرا صدمہ اس کے اعصاب کو مفلوج کر چکا تھا وہ ہارنا نہیں چاہتا تھا مگر ہرا دیا گیا تھا بابا سعید کے ساتھ اس سے ملنے آئے تو اس کی حالت دیکھ کر رو پڑے۔ وہ تب بھی خالی خالی نظروں سمیت انہیں دیکھتا رہ گیا تھا۔

"تمہاری ماں بستر سے جا لگی ہے یہ خبر سن کر جھوٹا ہی سہی مگر ہم بری طرح برباد ہو چکے ہیں لیکن تم فکر نہ کرو میں شہر کا مہنگا ترین وکیل ہائر کیا ہے تم بہت جلد باہر آ جاؤ گے۔" ان کی تسلی دلاسے پہ حدید لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ لمحہ بھر کو ابھر کر معدوم ہو گئی۔

"غلط کاموں کے ہمیشہ غلط نتائج سامنے آتے ہیں کاش یہ بات تم سمجھ لیتے۔" وہ عجیب متضاد کیفیات کا شکار تھے کبھی اسے تسلی سے نوازتے تو اگلے ہی لمحے لتاڑ کے بھی رکھ رہے تھے حدید نے برا نہیں منایا وہ جانتا تھا یہ ذلت و رسوائی صرف اس کی وجہ سے اس کے بوڑھے باپ کا مقدر ٹھہری ہے وہ واقعی مجرم تھا ان کا۔

"احتشام نے تمہارے خلاف گواہی دی ہے عدالت میں اب کل آخری گواہی تمہاری بیوی کی ہوگی اسی پہ اس کیس کے فیصلے کا نتیجہ سامنے آئے گا۔ ماں بیٹا احتشام تو نہیں تم الفہ بٹی کو تو اپنے حق میں ہموار کر سکتے ہو نا اگر بھائی کی باتوں میں آ کر یا اس کے مجبور کرنے پہ اس نے تمہارے خلاف گواہی دے ڈالی تو ہمارا کیس بہت کمزور پڑ جائے گا۔" بابا بے حد خوفزدہ تھے آس بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے تو حدید نے سر جھکا لیا تھا۔

"تو اب یہ بھی ہونا تھا او کے فائن دیکھیں گے جیت کس کی ہوتی ہے اپنی ویز فیصلہ اس کے بعد ہو جائے گا۔ کہ تم میرے نزدیک کتنی اہم ٹھہری ہو۔" اس کی سوچیں بھی تناؤ کا شکار تھیں۔

اور الفہ کی گواہی کے بعد اس کا کیس کمزور ہوا تھا حدید کو اس سے بالکل غرض نہیں رہی یہ آخری آس تھی جو بہت بری طرح سے ٹوٹی تھی وہ اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر بالکل شکستہ ہو گیا اس کے سامنے بری عدالت میں الفہ نے اس سے نگاہ ملائے بغیر اس پہ فرد جرم عائد کی تھی اس نے کہا تھا وہ اسے طلاق نہیں دینا چاہتا مگر وہ اس سے کہتی مجھے طلاق دے دو تب وہ اسے طلاق دے کر محبت کا بھرم قائم رکھ لیتا مگر اس نے تو اس سے کچھ بھی طلب نہیں کیا تھا میں اس کے اعتماد کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ وہ جتنا سوگ مناتا کم تھا مگر اس نے سوگ نہیں منایا تھا الفہ کے اس انتہائی اقدام نے اس کے اندر ایک عجیب سا مجنونانہ احساس بیدار کیا تھا پھر اس کے بعد کیا ہوا اس کا لائر کس طرح اسے سزا سے بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ بابا نے کس طرح پیسہ پانی کی طرح بہا کر اسے تختہ دار سے بچایا وہ کچھ نہیں جانتا تھا جس دن وہ عدالت میں ضمانت پہ رہا ہوا اس روز بھی اسے کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی جس روز وہ اسی عدالت سے باعزت بری ہوا اسی روز بھی

اس نے کچھ خاص خوشی محسوس نہیں کی وہ بددل ہو گیا تھا۔ القہ سے زندگی سے اور یہاں تک کہ خود سے بھی زندگی نے جو گھناؤنا مذاق اس کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد شاید کسی خوشی کا کوئی راستہ بھی نہیں۔

القہ جب سے آئی تھی مسلسل رو رہی تھی عائکہ اس کے سامنے بیٹھی سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"کیوں رو رہی ہو اس لئے کہ تم پریگنٹ کیوں ہو گئی ہو۔ مان بھائی کے بچے کی ماں بننا نہیں چاہتیں تم۔" عائکہ کے انتہائی تمسخر سے کہنے پہ القہ نے دھندلائی ہوئی آنکھوں سمیت اسے دیکھا۔

"کتنا کہا تھا میں نے ایسا مت کرو مگر اس وقت تمہاری آنکھوں پہ بدگمانی کی پٹی بندھی تھی اتنا عرصہ مان بھائی کے ساتھ رہ کر بھی تم انہیں نہیں سمجھ پائی، کیسی تھی یہ محبت القہ مجھے بتاؤ اگر بھا تمہیں دھوکہ دے سکتے تھے تو ضروری تھا کہ مان بھائی بھی ایسے ہی کرتے۔" وہ محض ان پہ الزام تھا۔

"جسے وقت اور حالات نے جھوٹا ثابت کر دیا تم نے محض ایک جذباتی قدم اٹھایا اب بتاؤ کیا مقام ہو گا ان کی نگاہوں میں تمہارا رئیلی مجھے افسوس ہو رہا ہے تمہاری سوچ پہ۔" وہ پر تاسف لہجے میں بولی تو القہ کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی شدت جذبات میں وہ کتنا غلط قدم اٹھا چکی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی بے انتہا جذباتی جذبات میں غلط فیصلہ کر کے بعد میں پچھتانے والی اس نے حدید کے اسے یوں زبردستی اپنے ساتھ لے جانے پہ بھی یونہی شدت پسندی میں اسے کتنا عرصہ اگنور کیئے رکھا تھا پھر اسے معاف کیا تھا اس کی محبتوں پہ کیسے یقین سا آنے لگا تھا حدید کیا تھا

وہ اسے کیا سمجھتی رہی کیا اس کی محبت اتنی بودی تھی کہ اس کے متعلق محض اتنی سی بدگمانی سے اتنی جلدی ختم ہو گئی۔

کیا وہ واقعی محبت تھی۔" وہ سوچ سوچ کر شرمندگی کے نیر بہاتی جب انہی دنوں اس پہ وہ انکشاف ہوا تھا وہ پریگنٹ تھی اسے یاد آیا جس روز وہ اس گھر سے آئی تھی حدید نے اس کی طبیعت کی خرابی کی وجہ یہی بتائی تھی مگر تب اس نے اتنا دھیان نہیں دیا تھا مگر حدید بے حد ایکسائیٹڈ تھا اگر اس روز وہ وہاں رہ جاتی تو حدید لازماً اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتا اس کے بعد جو کچھ ہوا تھا اس نے اسے چکرا کے رکھ دیا تھا طبیعت کی خرابی کی طرف کسی کا دھیان جانا تھا۔

بابا کو کس طرح بھا کے مذموم ارادوں کی خبر ہوئی تھی وہ نہیں جانتی تھی البتہ انہی کی کوشش تھی کہ حدید کی سزا میں پہلے تخفیف اور پھر اس کے بعد اسے بری کر دیا گیا تھا یہ سب باتیں عائکہ نے اسے بتائی تھیں اور اب وہ اپنے اندر ایک نئی طاقت نئی توانائی محسوس کر رہی تھی حدید کی نشانی اس کے پاس تھی گویا وہ اسے منا سکتی تھی اور وہ اسے منا لے گی اسے یقین تھا اس نے امی کی منت کی تھی کہ وہ اسے اس کے گھر چھوڑ آئیں امی اسکی طرح پاگل نہیں تھیں کہ منہ اٹھا کے چل دیتیں وہ ایک بار پھر مایوس ہو گئی، قسمت اس کے ساتھ عجیب کھیل کھیل رہی تھی وہ بے حد ملول تھی جب دادو نے اچانک ایسا فیصلہ کیا جس نے اس گھر کے تمام مکینوں کو ششدر کر دیا گیا۔

"مجھے بیٹی اتنی بھاری نہیں پڑی کہ دو وقت کی روٹی نہ دے سکوں اگر بات صرف دو وقت کی روٹی اور تن کے کپڑے کی ہوتی تو بادشاہ یا اللہ کے بڑے بڑے جلیل القدر نبی اپنی بیٹیوں کو بھی نہ بیاہتے کہ عزت بھلا کسی دوسرے کے ہاتھ میں تھمائی جاتی ہے بچے یہ ہی قانون فطرت ہے نکاح

بل دو انجان اور اجنبی انسانوں کو ایک ے کے لئے جائز اور حلال بنا دیتے ہیں ا پی بہن کا گھر ہمارے ہی بیٹے کی عاقبت نا اندیشی! اناج کی وجہ سے ٹوٹ رہا ہے بات کھل لی تمہیں تو چاہیے کہ اس گھٹیا پن پہ چار جوتے ا کر اسے گھر سے نکالو اور بیٹی کا گھر بچانے کی ی کرو تمہیں بات کرو تمہیں بات کرتے اگر شرم الی ہے تو میں کر لیتی ہوں مجھے فون ملا کے دو حدید کی ماں کا خود معاملہ سلجھا لوں گی۔" انہوں نے رسانیت سے کہا تب بابا بھی جیسے تائل سے اور چپ سادھ گئے تھے۔

القہ ممانی کے ساتھ گھر واپس آئی تھی ممانی کتنی دیر تک اسے لپٹا کر روتی ہی تھیں اسے تو ان بھی جیسے رونے کا بہانا چاہیے تھا پھر ان دنوں اس کی طبیعت بھی کچھ ایسی تھی کہ خواہ مخواہ ہی جی اداس سا رہتا تھا ممانی کے ذریعے سب معاملات سنبھلنے سے اس کے دل کو ذرا ڈھارس ملی تھی ورنہ ہر وقت خدشات کی یلغار سے دل سوکھے پتے کی طرح کانپتا رہتا۔

ممانی ایک رات ہی ٹھہریں تھیں اگلی صبح وہ اسے لئے جلدی نکل گئیں تھیں انجان راستے اس کے اندر لاتعداد سوالوں کو جنم دیتے رہے مگر اس نے زبان نہیں کھولی مگر اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی جب ممانی نے ایک نیم پختہ سے گھر کے دروازے پہ دستک دی تھی۔

"جو کچھ تھا عدالت کچہری میں خرچ ہو گیا تمہارے ماموں پہ تو قرضوں کا انبار جمع ہو گیا ہے مگر خیر میرا بیٹا مجھے صحیح سالم حالت میں واپس مل گیا مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔" اس کی استعجابی والہ نگاہوں کے جواب میں انہوں نے بہت آہستگی سے جواب دیا تھا دروازہ حدید نے ہی کھولا تھا ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ جینز شرٹ میں ملبوس وہ اسے پہلے سے کمزور اور زرد سا محسوس ہوا تو دل پہ جیسے منوں کے حساب سے بوجھ آ گرا حدید کے چہرے پہ جو پتھریلا تاثر اسے دیکھ کر ابھرا اس نے القہ کو لمحوں میں سرد کر دیا۔

"ماں یہ......"

"مان کچھ بھی کہنے سے پہلے یہ یاد رکھنا کہ اسے میں لائی ہوں تمہاری ماں۔" لب بھینچ کر وہ ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالتا ہوا جھٹکے سے پلٹ کر اندر چلا گیا جب کہ القہ جو پتہ نہیں کیا کچھ سوچ کر آئی تھی سن سی وہیں کھڑی رہ گئی۔

"آؤ بیٹا ابھی وہ تھوڑا خفا ہے جو کچھ ہوا ناراضگی اس کا حق بھی ہے مگر مجھے یقین ہے میری پیاری بیٹی بہت جلد اس کی اس ناراضگی کو دور کر دے گی۔" انہوں نے گویا اس کی فق ہوتی رنگت دیکھ کر دلاسہ دیا تھا۔ وہ کچھ نہیں بولی اس کے اندر جو خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا وہ پوری طرح سامنے آ گیا تھا اسے اپنا پورا وجود سن ہوتا محسوس کیا تھا۔

حدید ان کے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی کہیں نکل گیا تھا مگر اس کے چہرے کے جو تاثرات تھے ان سے چھلکتی اجنبیت بر ہمی اور نفرت نے اس کی جسارت کو ساکت کر ڈالا تھا یہ گھر اس کے لئے اجنبی تھا مگر حدید کا رویہ اس گھر کو اسے اجنبی تر بنا گیا تھا ممانی نے گو کہ اسے اپنے تئیں بہت ڈھارس دی تھی مگر اس کے اندر کا خوف کم نہیں ہوا۔

عائکہ کی طبیعت خراب تھی ممانی کو واپس جانا تھا وہ حدید کی واپسی سے پہلے جانا نہیں چاہتیں تھیں مگر وہ پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا ممانی اس کا انتظار کر کے بالآخر چلی گئی تھیں القہ کی طبیعت اچھی نہیں تھی وہ چاہتی تھی ممانی رک جائیں مگر وہ انہیں روک نہیں پائی اس کی اور اس کے گھر والوں

کی وجہ سے جو دکھ اور ذہنی اذیت ان لوگوں کو مل چکی تھی اس کے بعد وہ مزید کوئی پریشانی انہیں دینا نہیں چاہتی تھی وہ بیٹے کو کچھ سمجھائے بغیر چلی گئیں تھیں اس کا دل ہر بیتے لمحے کے ساتھ خزاں رسیدہ پتے کی طرح کانپ رہا تھا اسے حدید کے غصے سے ڈر لگ رہا تھا تو دوسری طرح اسے یہ بھی آس تھی کہ وہ اسے منا لے گی اس نے طبیعت کی خرابی کے باوجود کھانا بنایا تھا ... میں صرف آلو تھے اس نے آلو کی بھجیا کے ساتھ دھنیے کی چٹنی بنا کر آٹا گوندھ کے رکھ لیا اسے حدید کا انتظار تھا اس کے آنے سے ہی اس کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا۔

شام ڈھلنے کے بعد رات چھا گئی عشا کی اذان ہو رہی تھی جب وہ گھر آیا۔

''اماں...... اماں۔'' وہ گھر آتے ہی چلایا تھا۔

''اماں نہیں ہیں وہ چلی گئیں ہیں۔'' اسے لگا کہ وہ بری طرح اگنور کر چکا تھا اس کے باوجود اس نے جواب دینا ضروری خیال کیا۔

''اماں چلی گئیں ہیں تو پھر تم یہاں کیوں ہو تم بھی چلی جاؤ۔'' وہ پلٹ کر سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا چیخا۔

''مم...... میں کہاں جاؤں گی حدید۔'' وہ ہکلائی۔

''کہیں بھی جہاں مرضی بھاڑ میں جاؤ مگر یہاں سے دفعان ہو جاؤ۔'' وہ حلق کے بل چیخا تھا۔ اس کے بے لچک لہجے میں بالکل کوئی گنجائش نہیں تھی اس کے ہر انداز سے درشتگی چھلک رہی تھی الفہ کا چہرہ زرد ہو گیا۔

''پلیز مان۔''

''شٹ اپ نام مت لو میرا مجھے تم سے نفرت ہے سمجھیں تم۔'' وہ اسے دھکا دے کر پھنکارا تو الفہ بری طرح سے لڑکھڑا گئی۔

''مجھے معاف کر دیں مان مجھ سے غلطی ہو گئی۔'' وہ اس کے رخ پھیر کر اندر چلے جانے پر تڑپ کر اس کے پیچھے بھاگی تھی اور اس کی چوڑی پشت سے سر ٹکا کے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کرتی زور زور سے رونے لگی، حدید ایک لمحے کے لئے بالکل حق دق رہ گیا یہ وہ لڑکی تھی جو اس کی جسارتوں پہ حواس کھونے لگتی تھی کبھی پیش رفعت کرنا تو دور کی بات وہ تو اس کے رومینٹک موڈ سے سراسیمگی کی انتہاؤں پہ جا پہنچی تھی اور اب خود سے تمام فاصلہ مٹا گئی تھی وہ تمام نفرت عداوت لمحہ بھر کو جیسے اس کے ذہن سے بالکل چھٹ گئی وہ پوری ہستی سمیت ہل کر رہ گیا تھا مگر یہ محض ایک پل کی بات تھی۔

اگلے ہی لمحے اس کے اندر نفرت و حقارت کا ایسا منہ زور ریلہ اٹھا تھا جس نے اس کے پورے وجود میں طوفان برپا کر دیا۔ وہ ایک جھٹکے سے مڑا تھا اور اسے انتہائی درشتگی سمیت خود سے دور جھٹک دیا الفہ گرتے گرتے بچی تھی اس کے اس شدید ردعمل پہ وہ دہل کر اسے دیکھنے لگی تھی جو مجنونانہ انداز میں اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بیرونی دروازے تک لے آیا تھا غم و غصے میں وہ گویا پاگل ہو رہا تھا۔ دروازہ کھول کر اس نے انتہائی بے دردی سے اسے باہر دھکیل کر دروازہ دھماکے سے بند کرنا چاہا مگر الفہ نے بروقت خود کو گرنے سے بچانے کے لئے اس دروازے کے پٹ کو مضبوطی سے تھاما تھا اس کا ہاتھ دونوں دروازوں میں آ کر بری طرح کچلا گیا مگر یہ تکلیف اس تکلیف سے زیادہ نہیں تھی جو اس نے حدید کے رویے سے محسوس کی تھی حدید کو جھٹکا لگا تھا دروازہ کھول کر وہ مدھم روشنی میں اس کا مجروح ہاتھ دیکھنے لگا۔ درد کی شدت اور چوٹ نے اس کی انگلیاں نیلی کر ڈالی تھیں وہ خوفزدہ نظروں سمیت اسے دیکھتی رہی۔

''پاگل ہو۔'' وہ غرا کر کہتا اسے پھر سے

اندر سہم گیا الفہ کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں میں ہر منظر دھندلا رہا تھا وہ اس قدر متوحش تھی کہ لبوں سے ایک لفظ نہ نکال پائی اگر وہ اسے رات کے اس وقت گھر سے نکال دیتا کہاں جاتی وہ اسے یہ سوچ کر ہی غشی آ رہی تھی۔

اس نے ہمیشہ حدید کی محبتیں دیکھی تھیں اس کا غصہ اور نفرت نہیں اور اب اس کا واسطہ انہی سے پڑا تھا وہ بہت روئی تھی اس نے حدید سے گڑگڑا کر معافی مانگی تھی ہما کی سازش سے اسے آگاہ کر کے اپنی بے گناہی ثابت کرنا چاہی تھی مگر اس پہ کسی چیز کا اثر نہ ہوا تھا اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے تب بھی اس نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا اور جب وہ ہر طرح سے ناکام ہو کر تھک گئی تھی تب اس نے اس کی سرد مہر ٹھہری ہوئی آواز سنی تھی وہ اسے کہہ رہا تھا اسے اس کی صورت تک سے نفرت ہے اسے اچھی طرح اپنی نفرت کا احساس دلانے کے بعد اس نے اس کی ذات پہ احسان کرتے ہوئے اسے اس گھر میں رہنے کی اجازت دے ڈالی تھی وہ بھی صرف اس لئے کہ یہاں اسے اس کی ماں چھوڑنے آئی تھی اگر نہ ہوتا تو وہ اسی وقت اسے گھر سے نکال سکتا تھا الفہ کے پاس اس کی کسی بات کا جواب نہیں تھا وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی اس سے سب نے ہاتھ کھینچا تھا اگر وہ بھی بے صبر ہو گیا تھا تو کیا فرق پڑتا زندگی کی اس آزمائش نے اسے جانے کیا دینا تھا شکر گزار قناعت صبر کی دولت یا پھر نفرت و بغض اور ناشکری یہ فیصلہ آنے والے وقت نے کرنا تھا۔

''میں دیکھنے آئی تھی تم ٹھیک تو ہو نا طبیعت اچھی ہے تمہاری۔'' خالہ آتے ہی حدید سے چند ایک باتیں کرنے کے بعد اس کی سمت متوجہ ہوئیں فکر مندی سے بولیں تو الفہ کے لبوں پہ بھولی بھٹکی مسکراہٹ جھلک دکھلا کر غائب ہو گئی۔

''آپا نے مجھے تمہارا خاص خیال رکھنے کو کہا ہے یہ حدید کا بچہ تمہیں زیادہ تنگ تو نہیں کرتا۔'' ان کے رازدرانہ انداز پہ الفہ کی آنکھیں بہت تیزی سے بھیگی تھیں جنہیں ان سے چھپانے کی غرض سے وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

''میں آپ کے لئے چائے لاتی ہوں۔'' دوپٹہ اچھی طرح سے پھیلا کر اس نے جیسے ہی قدم بڑھایا خالہ نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

''رہنے دو مجھے تو تمہاری طبیعت بالکل اچھی معلوم نہیں ہوتی حدید تمہیں چیک اپ کے لئے تو لے جاتا ہے اتنی کمزور کیوں ہو رہی ہو۔'' اس کے پاس ان کی کسی بھی بات کا جواب نہیں تھا وہ اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتی تھی جبھی سر جھکا کر آہستگی سے بولی۔

''جی جاتی ہوں، جاتی ہو پھر بھی اتنا سا چہرا نکلا ہوا ہے اور یہ حلیہ دیکھا ہے اپنا، ڈھنگ کے کپڑے نہیں ہیں تمہارے پاس حدید بھئی مانا کہ تمہاری پوزیشن ڈاؤن ہوئی ہے مگر اتنی بھی کیا کہ الفہ بیچاری اس نوبت کو پہنچ جائے۔'' انہوں نے اس سے باز پرس کا سلسلہ منقطع کر کے حدید کو آڑے ہاتھوں لیا جو بہت مگن سے انداز میں خالو سے باتیں کرتا ہوا انہیں بالکل اگنور کر چکا تھا۔

''سوری خالہ اس کے علاوہ آپ بات کریں گی تو ضرور جواب دوں گا۔'' وہ بدلحاظ سے چیخ کر کہتا الفہ کا چہرا دھواں دھواں کر گیا اسے قطعی امید نہیں تھی وہ یوں ان کے سامنے بھی اس طرح کی بات کر سکتا ہے وہ امڈتی ہوئی سسکیاں روکتی تیزی سے اٹھ کر چلی گئی۔

''حدید یہ سب کیا ہے؟'' خالہ کو بھی برا لگا تھا۔ اس کا یہ انداز جبھی ٹوک گئیں تب وہ زہرخند سے ہنس پڑا تھا۔

"آپ کے سامنے ہے خالہ میں اسے اس گھر میں برداشت کر رہا ہوں یہ میری اعلیٰ ظرفی ہے ورنہ بس۔"

"اس سے آگے کچھ نہیں وہ گری پڑی نہیں ہے کہ تم اس کے لئے اس قسم کے الفاظ استعمال کرو۔" خالہ کو شدید قسم کا تاؤ آیا تھا مگر حدید کو جیسے کسی کی بھی پرواہ نہیں رہی تھی خالہ ناراض ہو کر اٹھ گئیں اس نے انہیں روکنے کی بھی کوشش نہیں کی وہ اپنے ہر عمل میں خود کو حق بجانب سمجھ رہا تھا۔

"میں القہ کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں وہ اتنی گری پڑی نہیں کہ تمہارے گھر سے دو وقت کی روٹی کی خاطر اتنی ذلت برداشت کرے جب ہوش کے ناخن مل جائیں اسے آ کر لے جانا۔" انہوں نے دروازے کے پاس رک کر تلخی سے کہا تب وہ بے ساختہ ہنسا تھا۔

"اچھا ویسے میں یہی سمجھا تھا کہ وہ اتنی ہی گری پڑی ہے پلیز لے جائیں اسے واقعی اس کی شکل دیکھ دیکھ کر میں بے زار ہو چکا ہوں۔" اس نے تنفر بھرے لہجے میں کہا تو خالہ کچھ کہے بغیر جھٹکے سے مڑ کر چلی گئیں تھیں۔

"خالہ ایک بات کہوں آپ سے۔" خالہ دھوپ میں اون سلائیاں لئے مصروف تھیں جب القہ اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی خالہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ خالہ جس قدر خوش اخلاق اور باتونی تھیں، خالو جان اس حد تک گم صم خاموش طبع اور شریف انسان تھے القہ کو ان کے گھر پہ کسی قسم کا پرابلم نہ تھا سوائے بے مائیگی کے احساس کے جو حدید نے شاید عمر بھر کے لئے اس کی ذات کے ساتھ نتھی کر دیا تھا۔

"ضرور کرو میری جان ایک نہیں سو باتیں کرو میں تو تمہاری آواز سننے کو ترس گئی ہوں بچی۔" خالہ نے سلائیاں رکھ کے اس پہ پوری توجہ مرکوز کرتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا تب وہ ٹھنڈا سانس بھر کے ہمتیں مجتمع کرنے لگی تھی۔

"خالہ میں ماسٹرز کرنا چاہتی ہوں پلیز خالہ ہیلپ می میں عالی کو فون کر کے اپنے ضروری ڈاکومنٹس منگوا لوں گی بس آپ مجھے ایڈمیشن دلا دیں میں اوپن یونیورسٹی کے تھرو گھر بیٹھے تعلیم حاصل کر لوں گی مجھے کوئی مقام حاصل کرنا ہے خالہ آج میں تنہا ہوں مگر کل......" وہ بات ادھوری چھوڑ کر لب کچلتی ہوئی بھیگی آواز پہ قابو پانے لگی۔

"خالہ اپنے بعد اپنی اولاد کی محرومی مجھے بہت ڈس ہارٹ کرے گی۔" خالہ نے تڑپ کر اسے خود سے چمٹا کر پیشانی چوم لی۔

"ایسی مایوسی باتیں کیوں کرتی ہو بیٹا حدید کا غصہ......"

"پلیز خالہ مجھے خواب مت دکھائیں۔" اس نے عاجزانہ انداز میں کہہ کر انہیں ٹوکا پھر انتہائی یاسیت میں گھرتے ہوئے بولی تھی۔

"اتنا بہت کچھ ہونے کے بعد بھی اگر آپ کو کوئی امید ہے تو یہ محض آپ کی خوش فہمی ہو سکتی ہے مگر مجھے نہیں پلیز آپ میری التجا پہ غور کیجئے گا۔" اپنی بات کہہ کر وہ رکی نہیں تھی اٹھ کر اندر چلی گئی خالہ کی تاسف بھری نگاہوں میں آنے والے دنوں کے خدشات ڈولنے لگے۔

"اماں...... اماں آپ۔" انہیں یوں اچانک بالکل غیر متوقع طور پہ روبرو پا کے وہ حیرت کی زیادتی سے فقط یہی کہہ سکا۔ ابھی ایک ہفتہ قبل ہی تو وہ ان سے مل کر آیا تھا عائشہ کی شادی کی تاریخ طے کی تھی اتنی جلدی ان کی یہاں آمد پہ اس کا ماتھا ٹھنک گیا تھا۔

"کیوں مجھے دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی۔" انہوں نے مسکرا کر کہتے ہوئے اس کے بال

بکھیرے تب وہ جیسے جبراً مسکرایا تھا۔

"تو ایسی تو کوئی بات نہیں اماں۔" وہ خجالت بھرے انداز میں نظریں چراتا انہیں اندر لے آیا۔

"القہ نظر نہیں آ رہی۔" اماں نے متلاشی نگاہوں کی ناکامی پہ اس سے استفسار کیا تب وہ لب بھینچ کر جیسے خود پہ ضبط کرنے لگا تھا۔

"ماں کچھ پوچھا ہے بیٹے۔" اماں نے اب کے قدرے سختی سے کہا تب وہ جیسے خود پہ قابو پا کر بولا تھا۔

"خالہ کے ہاں ہے دراصل اسے چیک اپ کے لئے جانا تھا خالہ اسی دن آئی تھیں تو......" متوقع سوالوں سے بچنے کی غرض سے اس نے تفصیلی جواب دیا مگر اماں کی نگاہوں سے چھلکتا شک اسے لب بھینچنے پہ مجبور کر گیا۔

"کب سے ہے وہ وہاں۔" اماں نے اسی مشکوک لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"کک...... کل ہی۔" وہ جانے کیوں نگاہ چرا گیا اماں بے دم سی ہو کر بیڈ پہ بیٹھ گئیں وہ جیسے کسی گہرے صدمے کے زیر اثر تھیں ماں کو دیکھ کر نادم سا ہوا تھا۔

"آپ کی طبیعت اچھی نہیں رہتی اماں کیا ضرورت تھی۔"

"میں صرف بچی کی فکر میں ہی آئی تھی ماں کو بہت دکھ نہیں دینے لگے ماں کو جو ذلت ہو چکی اس سے سبق لے لو کیوں خوار کر کے مارنا چاہتے ہو۔" وہ روئیں تو حدید بوکھلا کر رہ گیا۔

"اماں...... اماں۔"

"بات مت کر مجھ سے اس وقت تک میں تیری کوئی بات نہیں سنوں گی جب تک تو القہ میری بچی کو نہیں لے آتا۔" انہوں نے منہ موڑ کر تلخی سے کہا تب حدید کئی ثانیوں تلک جیسے کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"ویری فنی تو گویا میں ہی برا ہوں اب بھی سب کچھ وہی ہو گی۔" شدید قسم کے رنج سے بھینچتا ہوا لہجہ اماں کے کلیجے میں خنجر اتار گیا۔ پلٹ کر دیکھا تو کمرہ خالی تھا وہ خالہ کے ہاں آیا تو سب سے پہلا سامنا خالہ سے ہی ہوا تھا جو کچن سے چائے کی ٹرے سجائے نکلی تھیں اسے دیکھ کر چہکیں۔

"زہے نصیب تو تم راستہ بھول ہی پڑے سچ سچ بتاؤ خالہ کی چاہ میں آئے ہو یا بیوی کی۔"

"اس قسم کی فضول باتوں کے جواب نہیں ہیں میرے پاس اور اگر آپ اسے رکھ نہیں سکتی تھیں تو اتنے دھڑلے سے لے کر کیوں گئی تھیں۔" وہ جو راستے بھر جلتا کڑھتا رہا تھا جیسے کسی بم کی طرح بلاسٹ ہوا۔ خالہ کا چہرا ایک پل کو بالکل پھیکا پڑ گیا۔

"کیا بک رہے ہو حدید۔"

"کچھ نہیں محترمہ کہاں ہیں بس یہ بتا دیں۔"

"تم سے مطلب وہ جہاں کہیں بھی ہو تم اپنا کام کرو۔" خالہ نے بری طرح سے ڈانٹا تب اس کے لبوں پہ زہر خند پھیل گیا تھا۔

"اب تو گلے پڑا ڈھول بجانا ہے چاہے زبردستی میں۔" تلخی و ترشی سے جواب دیتا وہ دندناتا ہوا اندر گھسا تھا القہ جو اس کی آواز سن کر خالہ کی قمیض کی کٹنگ کر رہی تھی یونہی ادھوری چھوڑ کر صورتحال جاننے کے لئے باہر ہی آ رہی تھی اس سے بری طرح ٹکرا گئی حدید نے کچھ کہے بنا محض سرد سی نگاہوں سمیت اسے دیکھا تھا۔

"چادر اوڑھ کر باہر آؤ ویٹ کر رہا ہوں تمہارا۔" تنے تنے نقوش سمیت لہجے میں مقدور بھر تلخی سموئے کہہ کر وہ جھٹکے سے مڑا تھا حیران پریشان سی القہ کو اس کا یہ انداز انتہائی توہین آمیز لگا۔

''خالہ میں کہیں نہیں جا رہی ہوں بتا دیجئے انہیں۔'' اس نے وہیں سے پکار کر کہا تھا۔

''اونہہ یعنی اتنی ہی قدر و قیمت ہے میری جب میں جی چاہا نکال دیا اور جب جی چاہا۔''

''کیا...... کیا بکواس کی تم نے پھر سے کہو۔''

وہ تو جیسے آپے سے باہر ہوا تھا اس کا صاف جواب سن کر القہ اس کی آنکھوں سے نکلتی چنگاریوں سے خائف نہیں ہوئی جبھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر ضدی لہجے میں جتا کر بولی تھی۔

''وہی جو آپ نے سنا۔'' چٹاخ اس کے ہاتھ کا بھرپور تھپڑ القہ کے حواس مختل کر گیا تھا۔

خالہ کی ارے ارے کی پرواہ کیئے بنا وہ اس کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے اپنے روبرو کھینچ لایا تھا۔

''دماغ درست ہوا یا ابھی پرزے ڈھیلے ہیں۔'' چہرے پہ موجود تاثرات میں اس درجہ درشتگی تھی کہ وہ چھلک پڑتی خوفزدہ نظروں سمیت اسے دیکھتی ہاتھ چھڑا کر رو پڑی۔

''حدید!'' خالہ ہانپتی کانپتی اس تک آتے ہی القہ کو اپنے ساتھ لگا کر صدمے سے چور ہو کر بولیں تو جواباً وہ انہی خطرناک قسم کے تیوروں سمیت ان کی جانب پلٹا تھا۔

''بہت شوق ہے اسے مجھ سے الگ رہنے کا جانتا ہوں پوچھیں اسے کر دوں ابھی اور اسی وقت اسے ہمیشہ کے لئے آزاد کرتی رہے یہ شوق پورا۔'' اجنبیت چھلکتا بدلحاظ لہجہ خالہ کے ساتھ ساتھ القہ کو بھی سرد کر گیا۔

''مم...... میں چل رہی ہوں خالہ۔'' وہ اتنی خوفزدہ ہوئی تھی اس ایک دھمکی سے کہ اگلے ہی لمحے خالہ کی پناہوں سے نکل کر حدید کے پہلو میں جا کھڑی ہوئی اس کی آنکھوں میں آنسو تک ٹھٹھر گئے تھے حدید کچھ کہے بنا سرخ چہرا لئے پلٹ گیا۔ بائیک کی خطرناک حد تک تیز ہوتی رفتار اس کے شدید قسم ذہنی انتشار کی غماز تھی اور القہ تو جیسے ہر احساس سے عاری ہو چکی تھی حدید کو اتنے غصے میں تو اس نے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس سے اتنی خوفزدہ ہو چکی تھی کہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بھی دہل جاتی گھر پہنچ کر ممانی کو دیکھ کر اسے حیرت نہیں ہوئی یقیناً انہی کی وجہ سے اس کی گھر واپسی ممکن ہوئی تھی ورنہ حدید کو جتنی اس کی ضرورت رہ گئی تھی اس سے وہ بہت اچھی طرح آگاہ تھی ممانی نے اسے گلے لگا کر پیار کیا تھا تب بھی اس کے اندر کوئی جذبہ بیدار نہیں ہوا جتنی تیزی سے اس کی صلاحیتیں مفقود ہوتی جا رہی تھیں اسے لگا ایک دن وہ ہر احساس سے عاری ہو جائے گی۔

''ماں اب کہاں جا رہے ہو بیٹے سردی اتنی ہے اور رات بھی ہونے جا رہی ہے۔'' انہوں نے اسے پھر سے باہر جاتے دیکھا تو ٹوکے بنا نہیں رہیں۔

''آپ کی بہو صاحبہ تو آ گئی ہیں اماں کر لیں ان سے باتیں میری فکر چھوڑ دیں۔'' نروٹھے پن سے کہتا وہ پلٹے بغیر باہر نکل گیا۔ ممانی ٹھنڈا سانس بھرتیں تاسف زدہ انداز میں القہ کے جھکے سر کو دیکھتیں کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی تھیں۔

ممانی تین چار دن گزار کر لاہور واپس گئی تھیں تب حدید نے جیسے سکون کا گہرا سانس لیا ان کی وجہ سے اسے بہت محتاط رہنا پڑا تھا القہ کو اپنے کمرے میں موجود دیکھنا گویا اس کی قوت برداشت کی حد تھی اس نے خود ہی اسے اپنے کمرے میں سونے کا کہا تھا دراصل وہ انہیں مکمل طور پہ اطمینان دلانا چاہتا تھا۔ یوں القہ کے جرائم کی لسٹ میں ایک اور جرم کا اضافہ ہو چکا تھا جب سے اماں گئی تھیں وہ اس سے ایک بار پھر بے نیاز ہو چکا تھا۔ وہ کیا کھاتی ہے کیا کرتی ہے اسے قطعی

پرواہ نہیں تھی اس شام بھی وہ گھر لوٹا تو گھر کا دروازہ کھلا تھا اسے ذرا سی حیرت ہوئی تھی اندر آیا تو باتوں کی آواز پہ بالکل ٹھٹھک کر اپنی جگہ تھم گیا ابھی صورتحال سمجھنے کی کوشش میں مصروف تھا جب کوئی خاتون اندر سے نکل کر باہر آ گئی وہ قدرے الجھ کر انہیں دیکھنے لگا۔

''بیٹا تمہاری بیوی ایسی حالت میں ہے تو تمہیں اس کا خیال بھی رکھنا چاہیے سارا دن تم تو کام پہ ہوتے ہو وہ اکیلی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔''

''جی۔'' وہ تحیر سے آنکھیں پھیلا کر اس تقریر کی وجہ سمجھنے کی کوشش کرنے میں ناکام ہو کر ذرا تلخ ہوا تھا۔

''کپڑے پھیلانے چھت پہ گئی تھی بیچاری پھسل گئی وہ تو شکر کرو خدا نے بچا لیا کوئی نقصان نہیں ہوا مگر خاصی تکلیف میں ہے اگر میں اس کی چیخوں کی آواز سن کر نہ آ جاتی تو اللہ جانے کیا ہو جاتا۔'' خاتون نے تفصیل سے آگاہ کیا تب اس کے پتھریلے چہرے پہ تشویش بکھری تھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوا وہ اندر آیا تو ایک دوسری خاتون کو القہ کے پاس جھکے دیکھ کر وہ دروازے پہ ہی رک گیا۔

''خیال رکھا کریں بھائی صاحب بھابھی کا اگر آپ اکیلے رہتے ہیں تو انہیں میکے بھجوا دیں بیچاری ایک تو پہلی بار ماں بن رہی ہے اس پہ بھی خاصی کم عمر اتنی سمجھ بوجھ بھی نہیں ہے۔'' وہ میں پینتیس سالہ خاصی صحت مند عورت تھی۔ اسے کرارے سے انداز میں باتیں سناتی القہ سے پھر آنے اور فکر نہ کرنے کی یقین دہانی کے ساتھ پلٹ کر باہر چلی گئی۔ حدید نے اتنی باتیں سنائے جانے پہ دانت بھینچ کر غصہ کیا تھا اور سلگتی نگاہ سمیت بستر پہ بے دم سے انداز میں پڑی القہ کو دیکھا جانے اس کی رنگت ابھی اتنی زرد ہوئی تھی یا پہلے سے تھی اسے تو مدت ہوئی تھی کبھی غور سے اسے دیکھنا ہی چھوڑ رکھا تھا۔

''ہو گئی تسلی محلے داروں سے لعن طعن کروا کے ہمدردی حاصل کرنے کو اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں کا استعمال اب بند کر دو کیونکہ اس میں تمہارا اپنا نقصان زیادہ ہوگا مر مرا جاتیں تو میری تو جان ہی چھوٹنا تھیں۔'' القہ کی آنکھیں پھر سے برسنے کو تیار ہوئی تھیں جب وہ قدم بڑھا کر اس کے قریب آ گیا۔

''سنو میں اگر تمہارے اس منحوس وجود کو برداشت کر رہا ہوں تو اس کی وجہ صرف میرا بچہ ہے تم اسے ہی مار دینا چاہتی ہو مائنڈ اٹ اگر آج تمہاری اس غلطی کی وجہ سے اسے کچھ ہو جاتا تو میں تمہارا حشر بگاڑ دیتا انڈر اسٹینڈ سو بی کیئر فل نسکیٹ ٹائم۔'' اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر زوردار جھٹکا دیتے ہوئے وہ اس قدر نفرت سے بولا تھا کہ القہ اس کرب کو سہتے ہوئے سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

وہ بے حد مصروف ہو گیا تھا رات کو دیر سے گھر آنا اور صبح جلدی نکل جانا اس کا معمول بن چکا تھا القہ اس حادثے کے بعد بہت محتاط ہو گئی تھی اپنا بچہ اسے بھی بہت عزیز تھا مگر جس طرح حدید نے اس پہ بچے کی اہمیت واضح کی تھی اس کے بعد تو وہ کچھ اور بھی اہم ہو گیا تھا ساتھ کی آپا صغراں گھر کا ہی کام کرتی تھیں اور خالہ رقیہ اس کا بہت خیال رکھتی تھیں اس وقت بھی وہ سادا سلائس چائے کے ساتھ کھا رہی تھی جب آپا صغراں چلی آئیں ادھر ادھر کی چند باتوں کے بعد انہوں نے بہت رازدارانہ سے انداز میں اس سے جو سوال کیا اس نے القہ کے چہرے پہ زردیاں بکھیر دیں۔

''تم برا نہ منانا القہ لیکن تمہارا شوہر تو خود اتنے قیمتی سوٹ پہنتا ہے بہت ٹھاٹ باٹھ ہے

اس کا جب کہ تمہاری حالت کپڑے تو وہ پرانے اور اس حالت میں خوراک بھی اتنی معمولی کیا وہ تمہیں پسند نہیں کرتا۔''

القہ کو حلق میں نوالہ پھنستا ہوا محسوس ہوا جب کہ آنکھیں یوں جل اٹھی تھیں جیسے کسی نے مٹھی بھر کے مرچیں ڈال رہی ہوں اس کے چہرے سے چھلکتی بے بسی کو آپا نے بہت گہری نگاہ سے دیکھا تھا پھر خود ہی موضوع بدل دیا القہ اس کے بعد ان سے کترانے لگی تھی۔ اپنا بھرم رکھنے کو وہ جتنا کوشش کرتی وہ اسی قدر کھل رہا تھا اور یہ سب حدید کی وجہ سے تھا اس کا جی چاہا تھا زور زور سے روئے اندر کا سارا غبار آنسوؤں کے راستے باہر نکال دے حدید خلاف معمول کچھ جلدی آ گیا تھا وہ ابھی کھانا تیار کر ہی رہی تھی کہ اس کے موڈ کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا جبھی اس نے عجلت بھرے انداز میں دوسرے چولہے پہ روٹیاں پکا کر سالن گرم ہونے کو رکھ دیا۔ سلاد وہ پہلے ہی بنا لیا کرتی تھی ٹرے سجا کر اندر آئی اسی وقت حدید کے موبائل کی بیپ ہونے لگی تھی۔

''ہیلو۔'' حدید موبائل پہ مصروف تھا۔

''کون القہ کتنی بار کہوں میں کسی القہ کو نہیں جانتا آئندہ یہاں فون مت کرنا سنا تم نے۔'' وہ گویا پھنکارا تھا القہ جو ٹرے اس کے سامنے رکھ کر باہر نکل رہی تھی تڑپ کے مڑی۔

''کس کا فون تھا؟'' وہ کسی طرح بھی یہ پوچھنے پہ باز نہ رکھ سکی۔

خالہ سے کہہ کر اس نے عظام کو فون کرنے کا کہا تھا اسے یقین تھا یہ عظام ہی تھا حدید نے اس کی بات کا جواب دینا یقیناً ضروری نہیں سمجھا تھا جبھی کھانے کی سمت متوجہ ہو گیا۔ القہ آنسو ضبط کرتی تیزی سے مڑی تھی جب اس کی پکار پہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی اس کا چہرا مکمل طور پہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔

''یہ چکن میں تمہارے لئے لایا تھا اٹھاؤ اسے مجھے دوسرا سالن لا کے دو۔'' اس کی اگلی بات القہ کو بے ہوش کرنے کو کافی تھی۔ یہ مہربانی قطعی اسے ہضم نہ ہو پائی تھی۔

''سنا نہیں ہے تم نے اس طرح آنکھیں پھاڑ کر مجھے کیا گھور رہی ہو۔'' اس کے تحیر سے چھلکی نگاہ میں اپنی سرد نگاہیں گاڑھتا ہوا وہ پھاڑ کھانے کو دوڑا تب القہ گڑبڑا سی گئی تھی۔

''وہ...... وہ دوسرا کوئی سالن نہیں ہے مم...... مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ......'' مجرمانہ انداز میں سر جھکا کر وہ اٹک اٹک کر بولی۔ تو حدید کچھ کہے بنا جھٹکے سے اٹھ کر چلا گیا القہ روہانسی سی ہو گئی اب جانے وہ مزید ناراض ہو گیا تھا کہ گھر سے ہی چلا گیا اس کی جان گویا سولی پہ لٹک گئی تھی تقریباً دو گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو ہاتھوں میں دو بڑے بڑے شاپر تھے جو آتے ہی اس کے پاس رکھ کر خود سامنے چیئر پہ جا بیٹھا تھا۔

''ان میں دودھ کے پیکٹ وٹامنز کی کچھ ادویات اور پھل وغیرہ ہیں کھا لیا کرو اپنا خیال رکھو کم از کم اس وقت تک جب تک تم پریگنٹ ہو بچے کی پیدائش کے بعد تم چاہے جہنم میں جانا مجھے اس سے غرض نہیں میں بس اتنا چاہتا ہوں میرا بچہ ہر لحاظ سے صحت مند ہو۔

ذلت کی چادر میں لپٹی ہوئی توجہ اور ہمدردی اس کی پیشانی پہ لگا کے رکھ گئی اس کی آنکھوں میں اتنی تیزی سے نمی اتری تھی کہ سامنے بیٹھا یہ بے حس شخص بھی اس کی آنکھوں میں دھندلا سا گیا وہ تیزی سے اٹھ کر باہر بھاگی تھی کہ اس کے سامنے رہ کر وہ مزید ہلکی نہیں ہونا چاہتی تھی۔

پھر دن بہت تیزی سے گزرے تھے عائشہ کی شادی کے دن نزدیک آئے تو ممانی بار بار فون کر کے حدید کو القہ کے ساتھ آنے کی تاکید کرنے لگیں مگر وہ انکاری ہو گیا تھا۔

''نہیں اماں اسے ڈاکٹر نے سفر کرنے سے منع کیا ہے میں آ جاؤں گا اور القہ۔'' وہ ہونق ہوئی تھیں۔

''وہ خالہ کے ہاں رہ لے گی۔'' اس کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔

''تو کیا وہ شادی پہ نہیں آ رہی القہ وہاں کیسے رہے گی۔'' ممانی کو غصہ آیا تھا۔

''تم لمبے سفر سے ڈرتے وہ تو اسے جہاز میں لے آؤ'' ان کے پاس آسان حل تھا جس نے حدید کو سلگا کر رکھ دیا جہاز میں لے آؤں اتنے فالتو پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔'' وہ بھڑک گیا تھا مگر مقابل بھی اسی کی ماں تھیں صاف کہہ ڈالا۔

''اگر القہ کو نہیں لاؤ گے تو تمہیں آنے کی بھی ضرورت نہیں۔'' اور وہ بعد میں کئی دنوں تک جھنجھلاتا بڑبڑاتا رہا تھا۔

''یہ لو اپنی اپنی خلاؤں آباؤں کے ساتھ جا کر شادی کے لئے شاپنگ کر لینا میرے انتظار میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔''

سیٹ وہ کنفرم کروا چکا تھا وہاں اماں کی لعنت ملامت سے بچنے کی غرض سے احتیاطی تدبیر کے طور پہ کئی نوٹ القہ کے سامنے پٹخ کر نخوت سے کہتا وہاں سے چلا گیا القہ نے حقارت سے پھینکے گئے اس نوٹوں کو نگاہ بھر کے دیکھا اس کا انداز اتنا انسلٹنگ تھا کہ اسے اپنا فشار خون بڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا اس قسم کی خیرات تو مجھے بھی نہیں چاہیے مسٹر حدید الرحمٰن نوٹ اس کی دراز میں رکھتے ہوئے اس نے بہت تلخی سے سوچا تھا۔

اسے سسرال ہی ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا شادی کے بعد وہ پہلی بار وہاں آئی تھی اس قسم کا پروٹوکول ہی اس کا حق تھا مگر دل کچھ اس طرح سے بجھا تھا کہ کسی چیز سے خوش ہی نہ ہو پایا تھا آپ لیٹ جائیں بھابھی تھک گئی ہوں گی عائشہ کو اس کی کچھ زیادہ ہی فکر تھی وہ نفی میں جواب دینے ہی جا رہی تھی جب حدید کی طنزیہ نگاہوں کو محسوس کر کے چپ کی چپ رہ گئی

نائلہ اپنے دو سالہ بیٹے کے ساتھ موجود تھی۔

''بھابھی ذرا اپنے کپڑے دکھائیں کیسے بنائے ہیں آپ نے؟'' عائشہ کی اگلی بات اسے پریشان کرنے کو کافی تھی'' اس نے تو کوئی خریداری ہی نہیں کی تھی جو پہلے سے اس کے پاس ایک دو بھاری لباس تھے وہ پہننے کو جی آمادہ نہ تھا یہ تو اس نے نشے میں سوچا ہی نہ تھا کہ وہاں جا کے یہ کیا جواز پیش کرے گی۔

''کیا بات ہے بھابھی آپ کچھ پریشان ہیں۔'' عائشہ نے اس کے رنگ بدلتے چہرے سے بالکل صحیح اندازہ لگایا تھا۔

''وہ ایسا ہے عائشہ کہ مجھے ابھی یاد آیا وہ بیگ تو میں گھر ہی چھوڑ آئی۔'' ہونٹ کچلتے ہوئے اس نے غلط بیانی سے کام لیا اور عائشہ کا چہرا حیرت زدہ ہو گیا اب اتنی جلدی کیسے انتظام ہو گا۔''

''ڈونٹ وری ریڈی میڈ لے لیں بوتیکس سے جا کر خرید لیں گے مان بھائی کی جیب بھی ہلکی ہو جائے گی۔'' اس وقت اندر آتے حدید کو دیکھ کر نائلہ نے ٹکڑا لگایا تب وہ کچھ نافہم سے انداز میں باری باری دونوں بہنوں کو دیکھنے لگا جن کے شرارت سے چمکتے چہروں پہ دبی دبی مسکراہٹ تھی نائلہ نے اس کی استفہامیہ نگاہوں کے جواب میں پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

القہ اپنی جگہ جز بز سی ہو رہی تھی وہ جتنا بد لحاظ ہو چکا تھا کچھ اعتبار نہیں تھا کچھ بھی کہہ ڈالتا مگر خیرت گزری تھی محض سلگتی نگاہوں سے بھسم کرنے پہ ہی اکتفا لیا گیا تو بھائی آپ پھر بھابھی

کو ساتھ لے جا کر اس کی پسند کے ڈریسز لے دیں تا عائشہ نے جتنے مان سے کہا تھا وہ لب بھینچے محض سر ہلا گیا لا دوں مگر انہیں ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔" اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا الفہ نے اس کے جانے کے بعد بے اختیار گہرا سانس کھینچ کرتے ہوئے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

پھر جانے وہ بھول گیا تھا یا دانستہ ایسا کیا الفہ کو خاصی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا شادی تو باقاعدہ ہوئی نہیں تھی جو اس کے پاس کپڑوں کا ڈھیر ہوتا جو تھے وہ بھی اس کے پاس کہاں رہے تھے۔ مہندی رات وہ عجیب مشکل میں تھی جب سعید اسے ڈھونڈتا ہوا آیا تھا۔

"بھابھی یہ آپ کے کپڑے ہیں۔" اور اس کی بہت بڑی مشکل حل ہو گئی مہندی کی تقریب میں وہ نا چاہتے ہوئے بھی پیش پیش رہی کہ یہ رشتے کا تقاضا تھا جہاں وہ معمولی سی بھی ہچکچاہٹ محسوس کرتی ممانی خود اسے پکار لیتی۔ ریڈ کلر کی ساڑھی میں وہ ایک عرصے بعد تیار ہوئی تھی تو آئینے میں خود ہی اپنا عکس دیکھ کر دنگ رہ گئی اب پتہ نہیں یہ اتنے عرصے بعد خود کو اچھے حلیے میں دیکھا تھا یا پھر اس حالت میں ہی وہ اتنی نکھری نکھری اور خوبصورت دلکش تھی کچھ بھی تھا اسے اپنا آپ بہت دلکش لگا تھا تیار ہو کر جس وقت وہ باہر آئی پہلا سامنا ہی حدید سے ہو گیا اپنے دھیان میں کسی کام سے تیزی سے اندر آتا حدید اسے دیکھ کر لمحہ بھر کو متحیر رہ گیا تھا مگر اگلے ہی لمحے خود کو سنبھال کر قدم بڑھا گیا الفہ کے دل کی دھڑکنوں کو تو اس ایک نگاہ کی ستائش نے نئے سروں میں ڈھالا تھا۔ پھر رسم کے دوران بھی وہ اپنے چہرے کے آگے گرد اس کی نگاہوں کا حصار تنا ہوا محسوس کر کے دل کی دھڑکنوں کو بڑھتا ہوا محسوس کرتی رہی بارات کے دن ممانی نے اصرار کر کے اسے بیوٹیشن سے تیار کروایا ڈیپ پرپل ذری کام سے بے انتہا بوجھل ڈریس وہ پہننا نہیں چاہتی تھی مگر ممانی نے ایک نہیں سنی وہ بھی ان کے اصرار کی وجہ مانتی تھی اتنے رشتے داروں میں انہیں اپنا بھرم قائم رکھنا تھا اور بھرم تو الفہ کو بھی رکھنا تھا تبھی چپ چاپ وہ لباس زیب تن کر لیا کہ کل جو دل خوش فہمی کا شکار ہوا تھا ایک بار پھر بہت بری طرح سے ٹوٹا حدید اس سے پہلے سونے کے لئے کمرے میں جا چکا تھا لڑکیوں کا رات گئے تک جاگ کر ڈھولک بجانے اور مہندی وغیرہ لگانے کا پروگرام تھا اسے بھی زبردستی ساتھ بٹھا لیا حدید کی کسی کزن نے اس کے دونوں ہاتھوں پہ مہندی بھی لگائی تھی جب وہ نیند سے جھومنے لگی تب انہوں نے رحم کھا کر سونے کی اجازت دی وہ ان کے شوخ فقروں سے بچتی جس دم کمرے میں آئی حدید واش روم میں بند تھا الفہ کی ساری توجہ اس کے موبائل پہ ہونے والی بیپ نے کھینچ لی تھی جب تک وہ موبائل تک پہنچی بیل اچانک بند ہو گئی اس نے نمبر دیکھا عظام کا تھا اس کا دل ایک دم سے تیز تیز دھڑکنے لگا پتہ نہیں ایسی کیا بات تھی کہ عظام حدید کے تلخ و ترش رویئے کو سہہ کر بھی بار بار فون کر رہا تھا اس نے لرزتے ہاتھوں سے خود وہی نمبر پش کر دیا دوسری سمت بیل جا رہی تھی اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑکنے لگا کہ لگا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔

"یا الٰہی میری بات کروا دے۔" اس کے دل کی گہرائیوں سے صدا نکلی تھی جو فوری قبول بھی ہو گئی کیونکہ ادھر عظام کی آواز آ رہی تھی۔

"ہیلو مان بھائی شکر ہے آپ نے ہمارا اتنا سا ہی خیال کیا کیسے ہیں آپ۔"

"عظام...... عظام میرے بھائی یہ میں ہوں۔"

"الفہ تم؟"

"کیسے ہو؟" اس نے تیزی سے بھیگتے گالوں کی پرواہ کیئے بغیر بھرائے ہوئے گلے سمیت سوال کیا تھا دوسری جب جیسے عظام غیر یقینی سے ساکت ہو گیا۔

"عظام بھائی بولو نا پلیز بولو نا۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"الفہ رونا نہیں بات کر رہا ہوں پلیز تم چپ ہو جاؤ تم ٹھیک تو ہو۔" اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ کہتی کسی نے پیچھے سے موبائل جھپٹ لیا وہ تڑپ کر پلٹی تو حدید چہرے پہ غیض و غضب لئے موبائل آف کرنے کے بعد دور اچھال چکا تھا۔

"تم...... مجھے بات کرنے دیں پلیز مجھے......"

اس بات ادھوری رہ گئی حدید کا ہاتھ پوری قوت سے گھوم کر اس کے چہرے پہ پڑا تھا وہ اس اچانک افتاد کے لئے قطعی تیار نہ تھی الٹ کر بیڈ پہ جا گری۔

"میرے دیئے ہوئے رویوں کی تمہیں ضرورت نہیں میری لائی ہوئی چیزیں استعمال کرنا تم اپنی توہین سمجھتی ہو مگر یہ موبائل استعمال کرتے وقت وہ نخرا کہاں چلا گیا کیا یہ میرا نہیں ہے۔" وہ قہر بن کے اس پہ جھکا سرد غراہٹ زدہ لہجے میں بولا تو الفہ کی آنکھیں اس توہین پہ شدتوں سے برس پڑی۔

وہ ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کر بری طرح شدتوں سے رو دی تھی تو گویا وہ اتنا غافل نہیں تھا جتنا وہ اسے سمجھی تھی اس کی ان تمام حرکتوں کو وہ اپنی انسلٹ سے تعبیر کرتا رہا تھا۔

"چپ ہو جاؤ ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ کر ہمیشہ کے لئے تمہاری آواز بند کر دوں گا۔" اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"گھونٹ دیں گلا کر دیں آواز بند میں بھی یوں پل پل سسکنا نہیں چاہتی۔" وہ ضبط کو کھو کر چیخی تو حدید کا ہاتھ ایک بار پھر اٹھا تھا اب کی بار الفہ کا ہونٹ پھٹ کر لمحوں میں ٹھوڑی کو رنگین کرتا خون گردن تک جا پہنچا۔

"تم یہی چاہتی ہو میں بھی جانتا ہوں مگر میں تمہیں اتنی آسان موت نہیں مرنے دوں گا یاد رکھنا۔" وہ آنکھیں نکال کر غرایا۔

الفہ خون دیکھ کر وحشت زدہ سی ہو گئی تھی دوپٹہ لبوں پہ رکھ کر یونہی روتی ہوئی واش روم میں جا کر ٹھنڈے پانی سے منہ پہ چھپاکے مارنے لگی خاصی دیر بعد جب دوبارہ کمرے میں آئی وہ تمام لائٹس بجھائے یا تو سو چکا تھا یا سونے کی تیاری میں تھا الفہ کے دل سے ہوک سی اٹھی تھی وہ چپ چاپ جا کے صوفے پر لیٹ گئی۔

اگلے دن ولیمہ اٹینڈ کر کے وہ بہت خاموشی سے واپس کراچی چلا گیا ممانی حیرت کی زیادتی سے چپ کی چپ رہ گئیں الفہ یہیں تھی اور وہ بتائے بغیر بھاگ نکلا تھا اس قسم کی حرکت کا کیا مقصد تھا انہوں نے فون پہ ہی اسے لتاڑ کے رکھ دیا۔

"کس قسم کی حرکت وہ دانستہ انجان بن گیا مان کیوں بوڑھی ماں کو وقت سے پہلے مارنا چاہتے ہو تمہیں اتنا بھی خیال نہیں رہا کہ میں لوگوں کو کیا وضاحتیں پیش کروں گی۔" وہ فون پہ ہی رو پڑیں تھیں تب وہ بھی جھنجھلا گیا۔

"اب کیا ہو گیا ہے اماں ایک تو آپ جانے کیوں مجھ سے خفا رہتیں ہیں راضی نہ ہونے کی قسم تو نہیں کھالی۔"

"الفہ کو کیوں چھوڑ گے ہو۔" انہوں نے مطلب کی بات کی تھی۔

"اوہ۔" اس نے گہرا سانس کھینچا۔

"یاد نہیں رہا ماں۔" اس کا جواب انہیں بھڑکا کے رکھ گیا تھا۔

''کیا حدید تمہیں شرم نہیں آتی۔ وہ کوئی چیز تھی جس کو بھلا دیا تم نے بیوی ہے تمہاری۔'' انہوں نے اچھا خاصا اسے رگید ڈالا تھا۔

''اطلاع کا شکریہ میں تو پتہ نہیں کیا سمجھ کے رکھ رہا تھا اسے اپنے پاس۔'' دوسری جانب وہ حلق تک بے زار ہو کر آخری حد تک جھنجھلا گیا۔

''یہ...... یہ۔'' ممانی کی آواز صدمے سے بکھر سی گئی۔

''اماں پلیز بات کو کبھی تو خود بھی سمجھ لیا کریں آپ کی بہو سے زیادہ کوئی اور احمق نہیں ہو گا محترمہ کو یہ تک نہیں پتا کہ اس حالت میں کیا خوراک لینا ہے اور کس قسم کے کاموں سے پرہیز کرنا ہے اس لئے وہاں چھوڑ آیا ہوں کہ آپ ذرا اس کی کیئر کر لیں یوں بھی اب ڈلیوری میں اتنا وقت کہاں ہے میں یہاں کیسے سنبھال پاؤں گا۔'' ماں کا دھیان بٹانے کی غرض سے وہ لہجہ بدل کر بولتا چلا گیا تو سچ مچ ان کا دھیان بٹ بھی گیا تھا۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔

''اللہ خیر کا وقت لائے بچے میں بہت خیال کروں گی اپنی بٹی کا تو فکر نہ کر تجھ سے بڑھ کر عزیز ہے وہ مجھے۔'' انہوں نے مسکرا کہا تب وہ سلسلہ کاٹ کر جلے ہوئے انداز میں موبائل دور اچھال کر وہیں لیٹ گیا بتانے ہی کیا ضرورت ہے بہت اچھی طرح سے جان گیا ہوں ان کی آخری بات نے پتہ نہیں کب تک اس کا خون جلانا تھا۔

''القہ بیٹے اتنا مت سوچا کرو۔'' وہ بیڈ پہ گھٹنوں کے گرد بازو پھیلائے کی گہری سوچ میں گم تھی جب ممانی دودھ کے گلاس سمیت اندر آئیں محبت بھرے لہجے میں ٹوک کر بولیں تو القہ ان کا بڑھایا گلاس پکڑتے ہوئے خفیف سی ہو گئی ان کی محبتیں اسے اپنا مقروض کر رہی تھیں وہ تو اس بڑھاپے کے باوجود اسے اپنی کوئی مدد کرنے نہ دیتی تھیں۔

''بس تم کھاؤ پیو آرام کرو، میرا مان بچے کے لئے بہت فکر مند ہے کہہ رہا تھا اب میں تمہارا خیال رکھوں تمہیں تو اپنا خیال تک رکھنا نہیں آتا۔'' وہ محبت سے بولیں تھیں تو گویا وہ اس روز کی حدید کی باتوں سے واقعی بہلی ہوئی تھیں القہ کے لبوں پہ عجیب سی مسکراہٹ بکھر گئی اس کے دل میں اب قیامت تک کوئی خوش فہمی جنم نہیں لے سکتی تھی وہ اسے جس حد تک سمجھ گئی تھی اس کے بعد اتنا اندازہ تو اسے ہو ہی گیا تھا کہ حدید کی زندگی میں اس کی واقعی کوئی گنجائش باقی نہیں تھی۔

''بس تم فارغ ہو جاؤ پھر ہم دونوں مل کر سعید کے لئے دلہن پسند کریں گے دونوں بیٹیوں کی شادی کر کے میں تو بالکل تنہا ہو گئی ہوں تم بھی بچے کی پیدائش تک یہاں ہو پھر بھلا حدید تمہیں یہاں رہنے دے گا اس مسئلے کا یہ بہتر حل ہے۔'' اب وہ اسے سیب چھیل کر کھانے پہ اصرار کر رہی تھیں القہ نے بھیگتی آنکھوں کو غیر محسوس انداز میں پونچھ لیا فون کی گھنٹی بج رہی تھی ممانی فون کی سمت متوجہ ہو گئیں۔

''ہیلو۔''

''ہاں وعلیکم السلام کیسے ہو ہاں میں بھی اچھی ہوں اور تمہارے ابا بھی القہ بالکل ٹھیک ہے میرے سامنے بیٹھی ہے۔'' ان کی باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا فون حدید نے کیا ہے۔ اس کی بات پہ وہ جو انہیں دیکھ رہی تھی نظریں جھکا گئی۔

''ہاں ہاں لے جا رہی ہوں تم سے زیادہ فکر بیشک مجھے نہ ہو مگر بہر حال ہے ضرور۔'' وہ ہنسی تھیں۔

''ہاں ٹھیک ہے کر لو بات مجھے ویسے بھی نماز پڑھنا ہے۔'' ممانی نے بات کرتے ہوئے ریسور اسے تھمایا تب وہ قدرے حیران سی ہو گی

بھلا وہ اس سے کیوں بات کرنا چاہتا تھا جہاں ماں کو اتنے چکر دیئے یقیناً یہاں بھی محض ان کے بہلاوے کی خاطر یہ بات کہہ دی ہو گی اس نے یقین سے سوچتے ہوئے ریسور کریڈل پہ ڈال دینا چاہا تھا مگر ائیر پیس سے ابھری اس کی آواز پہ قدرے چونکتی ہوئی وہ حیرانگی کے عالم میں ریسیور کان سے لگا گئی۔

''گونگے کا گڑ کھا لیا ہے یا پھر بہری ہو گئی ہو۔'' جواب میں تاخیر یقیناً اسے جھلاہٹ میں مبتلا کر چکی تھی۔

''کیا کہہ رہے تھے آپ میں نے سنا نہیں۔'' اس نے خود پہ جبر کیا تھا۔

''احوال دریافت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔'' وہ جلا بیٹھا تھا۔

''اچھی ہوں۔''

''جواب دینے کو جی تو نہیں چاہا مگر وہ خود پہ جبر ہی تو کر رہی تھی پھر زیادہ یا کم یہ کیا غور کرنا۔''

''تھینکس گاڈ کہ تم اچھی بھی ہو گئیں یقیناً یہ سب اس لئے ہے کہ تمہیں میری صورت سے نجات ملی ہوئی ہے۔''

القہ نے اس کے طنزیہ کاٹ دار انداز پہ سختی سے دانتوں سے ہونٹ کچلا اتنی شدت سے کہ اسے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔

''ڈاکٹر نے تمہاری ڈلیوری کی کون سی ڈیٹ بتائی ہے۔'' اس کی سمت سے مکمل خاموشی محسوس کر کے وہ موضوع بدل گیا۔

''اپنا خیال رکھنا ٹیک کیئر گڈ بائے۔'' کچھ لمحوں کے توقف کے بعد کہتا وہ سلسلہ کاٹ گیا تب القہ نے چپ چاپ سر گھٹنوں پہ رکھ لیا تھا آنسو بہت خاموشی سے اس کا چہرا بھگونے لگے تھے۔

ہمیں سولی سولی لٹکا دو
ہمیں جنگل جنگل بھٹکا دو
جو جی سے چاہے یار کرو
ہم پڑ جو گئے تیری راہ پیا
ہمیں مار گئی تیری چاہ پیا

پانچ تاریخ کی رات کے ہی کسی پہر اس کی طبیعت ایک دم سے بگڑی تھی اور ڈاکٹرز کی بتائی گئی تاریخ دھری رہ گئی آپریشن سے اس کے ہاں صحت مند بے انتہا خوبصورت بچے نے جنم لیا تھا وہ ہنوز بے ہوش تھی ہوسپٹل لے جانے میں تاخیر ہو جانے کے باعث اسکا کیس خاصا بگڑ گیا تھا۔

پورے چوبیس گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا تو پورا گھر اس کے آس پاس اکٹھا ہوا تھا۔

''دیکھیں بھابھی کتنا کیوٹ ہے یہ سمجھ نہیں آتی کس پہ گیا ہے۔''

''آپ پہ یا پھر بان بھائی پہ۔'' عائشہ نے سرخ کمبل میں لپٹا سرخ و سفید پیارا سا گڈا اس کے سامنے کیا تو القہ جو پورے وجود میں درد کی ٹیسیں سی محسوس کر رہی تھی ایک پل کو تمام تکلیف بھلا کر ممتا کے جذبے سے مسحور ہوتی دونوں بازو پھیلا کے اسے سینے سے لپٹانے کو بے قرار ہو گئی تھی۔

''ارے ارے دھیان سے بیٹا ڈرپ لگی ہے سوئی چبھ جائے گی۔'' ممانی نے بروقت آگے بڑھ کے اس کا بازو پکڑ کر نرمی سے دوبارہ بستر پہ رکھا اور تشویش زدہ انداز میں متاثرہ حصے سے بہہ نکلنے والی خون کی بوند کو ٹشو سے صاف کرنے لگیں جب کہ اس عرصے میں عائشہ بچے کو اس کے پہلو میں لٹا چکی تھی القہ حدید کی پرتپش نگاہوں سے بے نیاز چمکتی آنکھوں سے بے خبر سوئے بچے کو مسکرا کر دیکھتی رہی یہ اس کی نگاہوں کی گرمی کا ہی احساس تھا کہ القہ کی پلکیں اٹھی تھیں سامنے دیوار سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے وہ اس کی سمت

ہی متوجہ تھا ان نگاہوں میں الفہ کو جانے ایسا کیا نظر آیا تھا کہ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کا دل سمٹ کر سینے کے کسی کونے میں دبک گیا حدید نگاہ پھیر چکا تھا جب کہ الفہ اپنا ڈوبتا ہوا دل کتنی ہی دیر تک نہ سنبھال پائی۔ وہ سب ایک ایک کر کے باہر نکلے تب حدید پُر اعتماد مضبوط چال چلتا ہوا عین اس کے بیڈ کے سرہانے پڑی کرسی پہ بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر بچے کو پیار کرتا ہوا مسکرا کر بولا تھا۔

''تھینکس الفہ سنا ہے تم نے خود موت کو چھو کر مجھے یہ خوشی دی ہے۔'' اس کی گہری بولتی ہوئی نگاہوں میں عجیب سا تاثر تھا جسے الفہ چاہنے کے باوجود کوئی نام نہ دے پائی۔

''بنڈل آف تھینکس۔'' الفہ نقاہت کے باوجود مسکرا دی۔

''تھینکس فار واٹ حدید کیا یہ میرا بیٹا نہیں ہے میں نے کچھ بھی الگ سے نہیں کیا ہر ماں اولاد کے لئے اس آزمائش اس تکلیف سے گزرتی ہے تب ہی خدا جنت اس کے قدموں تلے بچھاتا ہے۔'' وہ اس کی اتنی سی توجہ اتنی سی عنایت پہ ہی خوش ہوئی تھی اگر وہ اس کے ساتھ نارمل بی ہیو کر رہا تھا الفہ کی بات کا حدید نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ جھک کر بچے کو پیار کر رہا تھا۔

رو رو کر اس کی آنکھیں سوج چکی تھیں وہ سوجے ہوئے پپوٹوں کے ساتھ بامشکل آنکھیں کھول کر گود میں رکھے بچے کے کپڑوں کھلونوں کو دیکھتی اور پھر سے زور زور سے رونا شروع کر دیتی. مسلسل رونے سے اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی وہ سب اس کے اطراف میں بیٹھے تھے ان کے چہروں پہ بھی وہی درد تھا جو الفہ کے چہرے اس کی آنکھوں سے چھلک رہا تھا وہ سب اسے چپ کروا کروا کے تھک گئے تھے مگر اس کے آنسو نہیں تھمے اسے صبر نہیں آیا تھا جو قیامت اس پہ ٹوٹی تھی اس کے بعد اسے صبر آنا بھی نہیں چاہیے تھا اگر اس کا بچہ مر جاتا یہ حکم ربی ہوتا وہی اسے صبر سے بھی نواز دیتا مگر یہ کسی انسان کا کھلا ظلم تھا اس سے اس کا جیتا جاگتا بچہ چھین لیا گیا تھا اس کی تڑپتی بلکتی ماتا کو کیونکہ قرار آ سکتا تھا آج آٹھ دن ہو گئے تھے آٹھ دن پہلے بالکل اسی ہفتے کے دن جب اس کا بچہ صرف دس دن کا تھا اسے بہت تیز بخار ہو گیا تھا الفہ بے حد پریشان ہو گئی تھی حدید اس دن کا کراچی گیا اس دن واپس لوٹا تھا وہ اس کے بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا واپس نہیں آیا تھا دوپہر سے شام، شام سے رات ڈھل گئی بابا اور سعید موبائل پہ ٹرائی کرتے رہے مگر ناکامی کا سامنا رہا تھا اس کا سیل مسلسل آف تھا خوف اور طرح طرح کے وہم الفہ کا دل سوکھے پتے کی طرح لرزاتے رہے تھے۔

گھر والوں کا برا حال تھا جب سعید فق چہرا لئے حدید کے کمرے سے نکلا۔

''اماں یہ دیکھیں یہ مجھے بھائی کے بیڈ کے سرہانے کے نیچے رکھا ملا ہے۔'' اس کے ہاتھوں میں دبا وہ کاغذ کا پرزہ بھی لرز رہا تھا جسے سب سے پہلے بابا نے جھپٹا تھا جیسے جیسے پڑھتے گئے ان کے چہرے کا رنگ بھی بدلتا گیا پھر وہ پرچہ ایک کے بعد دوسرے کے ہاتھ میں منتقل ہوتا گیا اور ہر کی کی زبان کو گنگ کرتا چلا گیا الفہ دہشت کے حصار میں بیٹھی متوحش نظروں سے انہیں دیکھتی رہی ممانی بلند آواز سے روتے ہوئے سینہ کوبی کر رہی تھیں اس سے مزید صبر نہ ہوا خود آگے بڑھ کر وہ پرچہ اٹھا لیا جو ابھی ابھی عائشہ نے صوفے پہ رکھا تھا۔ اس کی خوف سے پھیلی نگاہوں میں سطروں پہ بکھرے الفاظ سمائے تو دماغ جیسے بھک سے اڑا تھا۔

''مسز الفہ جب تک تمہیں میرا یہ خط ملے گا میں اپنے بچے سمیت تم سب سے بہت دور جا چکا ہوں گا اس ایک پل جو مجھے اب نصیب ہوا ہے میں نے لمحہ لمحہ انتظار کیا تھا، تم کیا سمجھتی تھیں میں نے تمہیں معاف کر دیا میری زندگی برباد کرنے والی تم ہی تھیں نا میرے پاس سب کچھ تھا اپنی ذات کا فخر ماں باپ کی محبت اور بہن بھائیوں کا پیار مگر تم نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا میرا گھر میری جاب میری عزت تک کچھ بھی تو نہیں بچا تھا میرے پاس صرف تمہارے اس ایک بیان سے مجھے نہیں پتہ تھا تم اتنی نفرت کرتی ہو گی مجھ سے میں تو بنا ہی محبتوں سے تھا تم نے مجھے نفرت کرنا سکھا دیا تو اب ڈھونڈتی رہو گی تو میری گرد کو نہیں پا سکتیں اگر تم پریگنٹ نہ ہوتیں تو میں سچ مچ تمہیں شوٹ کر دیتا اتنا ہی زہر بھر دیا تھا تم نے میرے اندر اب رو ڈسر پکڑ کے اپنی غلطی پہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا اور نہ تمہیں اپنے بچے کی جھلک دکھاؤں گا۔'' آنسوؤں کی تیز بارش نے اس کی نگاہوں کو مزید سطروں پہ ٹکنے نہیں دیا حواس تو مختل ہوئے ہی تھے وہ بے ہوش ہو گئی تھی اس کے بعد سے اب تک وہ واقعی نہیں سنبھلی تھی پل پل تڑپتی تھی راتوں کو چونک کے اٹھ جاتی اپنے بچے کے رونے کی آواز اسے بے چین کرتی رہتی اس کے دن رات کانٹوں پہ بسر ہو رہے تھے سعید اور بابا تک کے نہیں بیٹھے تو اس کی تلاش میں ہر جگہ مارے مارے پھرے مگر اس کی بات سچ ثابت ہوئی تھی وہ لوگ واقعی اس کی گرد تک کو نہیں پا سکے تھے جانے اسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نے نگل لیا تھا۔

پھر کتنے ہی بہت سارے دن بیت گئے تھے ممانی اس کے غم سے ہی بستر سے جا لگی تھیں اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں انہیں پہروں رلاتی تھیں اس پہ شرمندگی و ندامت الگ کہ ان کے بیٹے کی وجہ سے اس پہ یہ سارا عذاب نازل ہوا تھا وقت کچھ اور آگے سرکا تھا تب اسے ممانی کی خاطر خود کو سنبھالنا پڑا سسکتے دل سے زندگی جینا کس درجہ دشوار امر تھا یہ کوئی اس کے دل سے پوچھتا اور جس دن سعید نے اسے بی اے کے کورس کی کتابیں اور پراسپکٹس لا کر دیئے وہ ایک بار پھر ضبط کھو بیٹھی تھی۔

''بھابھی سنبھلیں خود کو آپ کو اپنے حصے کی جنگ خود لڑنا ہے یہ اچھی مصروفیت ہے بہت سے دکھوں سے چھٹکارا مل جائے گا آپ ایم اے کر لیں پھر کچھ اور سوچیں گے نماز پڑھا کریں اللہ آپ کے بے قرار دل کو سکون بخش دے گا۔'' وہ عمر میں اس سے بڑا تھا مگر اب اس کا احترام ایسے ہی کرتا تھا جیسے وہ اس سے بڑی ہو یقیناً یہ رشتے کا پاس تھا ہر کوئی حدید نہیں تھا وہ اس کا بھائی ہو کر رشتے نبھانا جانتا تھا الفہ نے اس کی تمام باتوں سے جس پہ عمل کیا وہ نماز کی پابندی تھی خدا کی یاد ہیں دلوں کا سکون نہیں اس نے اللہ سے لو لگائی تو اس حقیقت کو بہت اچھی طرح سے سمجھ لیا۔ امتحانات نزدیک تھے اس کا ارادہ اگلے سال ایگزیمز دینے کا تھا مگر سعید نے ٹوک دیا۔

''اسی سال تیاری کریں ابھی دو ماہ درمیان میں ہیں۔''

''مگر سعید میرا ذہن ابھی بالکل پک نہیں کر رہا بہت مشکل ہو گی۔'' وہ اپنی معذوری ظاہر کرتی ہوئی بہت اداس سی بولی تھی۔

''کوئی بات نہیں بس اتنا پڑھ لیں کہ پاسنگ مارکس مل جائیں ایم اے اچھے مارکس سے کلیئر کر لیجئے گا پھر جہاں آپ کو پرابلم ہو میں ہیلپ کر دوں گا۔'' وہ اسے قائل کر کے ہی اٹھا تھا اس نے پڑھنا شروع کیا تو ممانی بھی اسے سہولت دینے لگیں خود گھر کا کام نپٹا کر اسے

اسٹڈی کے لئے ٹائم دیتی پڑھائی میں اس کا ذہن شروع سے اچھا تھا مگر اب کی بات اور تھی اس کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری اور محنت کرتی رہی اللہ کی مدد کے آسرے اس نے تمام پیپر دے ڈالے تھے اور جب رزلٹ آیا وہ خود حیران رہ گئی تھی اسے تو بامشکل پاس ہونے کی امید تھی مگر اپنا اے گریڈ دیکھ کر وہ بے اختیار سجدے میں گر گئی تھی بلاشبہ یہ اس کے رب کی ہی مہربانی تھی حالانکہ اس نے سرسری سی ہی دعا مانگی تھی اس کی تو تمام دعائیں اپنے بچے اپنے اسامہ کے لئے وقف تھیں۔ پھر بھی رب نے اسے اتنی اچھی کامیابی سے نوازا تھا تو یقیناً وہ مہربان مولا ایک دن اس کے بچے سے بھی ضرور اسے ملا دے گا اس کا یقین مزید پختہ ہوا تھا۔

جس روز ایم اے کی ڈگری اس کے ہاتھ میں آئی احساس زیاں اس کے اندر بارش کی طرح برسا تھا کتنا وقت گزر گیا تھا اسے یونہی انتظار میں گھلتے۔

''اب آپ کو اپنے اللہ سے اچھی سی جاب مانگنا ہے۔'' مٹھائی کی پلیٹ سے رس گلہ اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے سعید نے مسکرا کر کہا تو جانے کیوں اس کی آنکھیں بھیگ سی گئی تھیں۔ سعید نے جس طرح اس کا ساتھ دیا تھا قدم قدم پہ اس کے لئے ڈھال بنا تھا وہ اگر چاہتی بھی تو اس کا یہ قرض نہیں چکا سکتی تھی۔

''تھینکس سعید! تم بہت اچھے ہو میں......''

بات ادھوری چھوڑ کر وہ بے ساختہ رو پڑی تھی۔

''افوہ تھینکس تو غیروں کو بولا جاتا ہے بھابھی آپ تو میری بہن ہیں چھوٹی سی اور معصوم سی بہن۔'' وہ اس کا دھیان بٹا رہا تھا کہ ابھی تک ایسا ہی تھا اگر وہ رونا شروع ہو جاتی تو پھر بڑی مشکلوں سے چپ ہوتی تھی۔

''سعید تم شادی کر لو آخر کیوں التالیٹ کر رہے ہو۔'' خاص دیر تک خود پہ قابو پانے کے بعد وہ اس تکلیف دہ احساس سے نکلتی ہوئی بولی تو سعید مسکراتا ہوا چائے کا کپ اٹھا کر سیپ لینے لگا۔

''اب تم ایسے نہیں ٹال سکتے کل عائشہ کا فون آیا تھا وہ ایک دو دنوں تک آ رہی ہے نائلہ آپی بھی یہی کہہ رہی تھیں کہ اب تمہاری شادی ہونا چاہیے۔''

''ہوں تو ٹھیک ہے بھئی میں کب انکار کر رہا ہوں اپنے اتنے سارے حمایتی بلانے کی ضرورت نہیں کیا۔'' وہ خوشگوار حیرت میں گھر کر اسے دیکھنے لگی۔

''آر یو سیریس سعید۔'' اس کی حیرت ابھی بھی باقی تھی کہ پچھلے تین سالوں سے وہ اسے اس موضوع کو ٹالتے ہی دیکھ رہی تھی۔

''آف کورس اب واقعی مجھے لیٹ نہیں کرنا چاہیے ورنہ وہ مجھے اب یقیناً شوٹ کر دے گی۔''

''کون؟'' وہ حیرت کی زیادتی سے آنکھیں پھیلا کر بولی تو سعید کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

''ہے ایک جنگلی بلی چھ سالوں سے پیچھے پڑی ہے میرے میں ہی ہاتھ نہیں آ رہا تھا اب سوچ رہا ہوں اس کا انتظار ختم کروں کہہ رہی تھی میرے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرے گی۔'' دھیمے دھیمے مسکراتا وہ تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔

''اچھی بات ہے اب تم ایسا کرو کل مجھے اور ممانی کو تانیہ کے گھر پہنچا دینا باقی اللہ بہتر کرے گا۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولی تو سعید سر ہلاتے ہوئے موبائل کی سمت متوجہ ہو گیا جہاں اس کے لئے کوئی میسج آ رہا تھا۔

پھر نا صرف چھ ماہ کے اندر اندر سعید کی شادی خوش اسلوبی سے انجام پا گئی بلکہ القہ کو جاب بھی مل گئی تھی اخبار سے ضرورت ہے کے اشتہارات دیکھ کر اس نے کئی جگہ اپلائی کیا تھا مگر جہاں سے اسے انٹرویو کال آئی وہ فرم کراچی میں تھی وہ کچھ متذبذب سی ہو گئی اس شہر سے اس کی بہت سی خوشگوار اور اذیت انگیز یادیں وابستہ تھیں پھر جاب کی خاطر وہ تنہا رہنا بھی نہیں چاہتی تھی گو کہ وہاں اس کا میکہ بھی تھا مگر جب ان لوگوں نے اتنے کرائسس کے دوران پلٹ کر اسے نہیں پوچھا تھا تو وہ خود بھی جھک کے وہاں جانا نہیں چاہتی تھی مگر جب اپنی یہی الجھن اس نے سعید کے سامنے رکھی تو اس نے ہمیشہ کی طرح چٹکی بجاتے مسئلے کا حل نکال لیا۔

''ہم سب وہیں چلتے ہیں میں وہیں کوئی جاب دیکھ لوں گا اللہ مالک ہے سعید تم رہنے دو میں القہ کے ساتھ کراچی چلتی ہوں۔'' ممانی نے کہا تب سعید چپ ہو گیا تانیہ اچھی لڑکی تھی سعید سے محبت کا ثبوت اس نے اس طرح سے پیش کیا تھا کہ نہ صرف جاب چھوڑ کر گھر سنبھالا بلکہ القہ سمیت ماموں ممانی سے بھی بہت عزت و احترام سے پیش آئی تھی شاید یہی وجہ تھی کہ ممانی نے ان سب کی طرف سے بے فکر ہو کر یہ فیصلہ کیا تھا۔

''ہم آپ سے ملنے آتے رہیں گے۔'' بھابھی اسے پیکنگ کرتے اداس پا کر تانیہ نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا تھا اور اس کے لبوں پہ افسردہ سی مسکان بکھر گئی وہ تانیہ کو بتا نہیں سکی تھی کہ اس کی اداسی کی اصل وجہ کیا ہے۔ کڑی دھوپ کی طرح ٹھہری آزمائش ختم نہیں ہو رہی تھی کبھی کبھی وہ خدا سے شاکی ہو جاتی جو کچھ بھی اس نے مانگا مل گیا ماسوائے اس آزمائش کے جو ختم نہیں ہو رہی تھی زندگی معمول پہ آ گئی تھی وہ خدا سے شاکی ہوئی تو اگلے ہی لمحے ڈر جاتی وہ اسے ہر طرح سے نواز رہا تھا حالانکہ اتنے بڑے شہر میں رہائش کا مسئلہ تھا پھر آفس کا ماحول اسے پریشانی ہو سکتی تھی مگر ایسا کچھ نہ ہوا رہائش کا مسئلہ بھی حل ہو گیا آفس کا ماحول بھی اچھا تھا یا پھر ممانی کی بات ہی صحیح تھی کہ اگر انسان خود اچھا ہو تو سب اچھا ہو جاتا ہے اس کا خدا اس کے لئے سب اچھا کر رہا تھا پھر بھی اگر وہ شاکی ہوتی تو اچھا نہیں لگتا تھا اپنے دل کے اس زخم کو اس نے سات پرتوں میں چھپا کر چہرے پہ اس غم کی پرچھائیں نہیں آنے دی مگر یہ محض اس کا خیال تھا اس دکھ نے اس کے حسن کو جو سوز بخشا تھا وہی تو احمد گیلانی کو اس کا طلبگار بنا کر اس کے گھر تک لے آیا تھا اس کا ریزروسا انداز پروقار دھیما لہجہ اور چادر نما بڑے دوپٹے اور اسکارف میں لپٹا ہوا مکمل مشرقی حسن اسے ایسی ہی تو لڑکی کی تلاش تھی جو القہ کی صورت نظر آئی تھی اس روز وہ آفس سے لوٹی تو ممانی نے جھجک کر اس سے یہ بات کی تھی وہ چند ثانیوں تک کچھ بول ہی نہ پائی اس کے ڈاکومنٹس میں ہر جگہ اس کا نام مسز القہ حدید الرحمٰن درج تھا پھر پتہ نہیں احمد گیلانی واقعی انجان تھا یا۔

''آپ نے کیا کہا۔'' وہ سناٹوں کی زد سے باہر آئی تو ان سے یہ سوال کر دیا تھا۔

''کچھ نہیں میں پہلے تم سے بات کرنا چاہتی تھی۔'' انہوں نے نظریں چرائیں۔

''ممانی میں آپ کی کنواری بیٹی نہیں تھی بہو ہوں آپ کی آپ کے بیٹے کی بیوی اور اس کے بچے کی ماں آپ کو فوراً انکار کر دینا چاہیے تھا۔'' اس نے یہ بات جتنی تسلی اور نرمی سے ممانی سے کی تھی اسی قدر تلخی اور درشتگی سمیت احمد گیلانی سے کی وہ کتنی دیر تک تحیر کی نگاہ میں استعجاب و غیر یقینی لئے اسے دیکھتے رہنے کے بعد متغیر چہرا لئے اٹھ کر چلا گیا وہ اس کا کولیگ تھا وہ اس کی عزت کرتی تھی مگر آج اسے اس پہ بے انتہا غصہ آیا تھا۔

اگلے دن احمد گیلانی نے اس سے معذرت

کر لی تھی اور پھر اس کے بعد وہ اسے کہیں نظر نہیں آیا وہ شاید اتنا بددل ہوا تھا کہ جاب چھوڑ کر چلا گیا القہ نے سکون کا سانس لیا تھا ورنہ اس کی موجودگی میں وہ پہلے کی طرح اپنا فرض پورا نہ کر پاتی وہ یہ جاب بھی چھوڑنا نہیں چاہتی تھی کہ ایک تو تمام اسٹاف بہت کوآپریٹو تھا دوسرے سیلری بہت پرکشش تھی چھ ماہ کے اندر اس نے اچھی خاصی حالت میں ایک سیکنڈ ہینڈ آلٹو خرید لی تھی اب اسے آفس آنے جانے کے لئے بسوں کے دھکے نہیں کھانا پڑتے تھے یہ اس کے سکون کے لئے کافی تھا ورنہ اکثر ٹرانسپورٹ وقت پہ نہ ملنے کی وجہ سے اسے بہت خواری ہوتی تھی۔

سعید کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی تو القہ آفس سے چند دن کی چھٹی لے کر لاہور آئی بچے کے لئے اس نے اتنی شاپنگ کی تھی کہ سعید اور ثانیہ حیران رہ گئے۔

''یہ سب اتنا کچھ بھابھی۔'' سعید شرمندہ سا ہو گیا تھا۔

''یہ تو کچھ بھی نہیں ہے میرا بس چلتا تو میں پوری شاپ خرید لیتی۔'' اس کے پہلے بچے پہ جھک کر وہ دیوانہ وار پیار کرتی ہوئی کسی طرح بھی اپنی آنکھوں کی نمی چھپا نہ پائی تھی اور تیسرے دن جب وہ واپس آ رہی تھی سعید نے ایسی بات کہی جس نے اس کی قوت گویائی چھین لی۔

''کیا کہہ رہے ہو سعید تم نے یہ سوچا بھی کیسے۔'' خاصی دیر بعد بولنے کے قابل ہوئی تو پھنسی ہوئی آواز میں یہی کہہ سکی۔

''بھابھی پلیز آپ انکار نہیں کریں گی میں نے بہت پہلے سے ہی یہ سوچ لیا تھا کہ یہ بچہ ہم آپ کو دیں گے ثانیہ کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' اس نے مسکرا کر سر تائید میں ہلاتی ثانیہ کی سمت اس کی توجہ مبذول کروائی تو القہ کی آنکھوں میں ممنونیت و تشکر کے مظہر آنسو پلکوں کی دہلیز سے پھسل کر گالوں کو بھگو گئے۔

''تمہارے جذبات کی بہت قدر ہے میرے بھائی مگر پھر بھی میں ثانیہ پہ یہ ظلم نہیں کر سکتی میں اس کرب سے گزری ہوں مجھے پتہ ہے یہ کیسی اذیت ہے کبھی بھی میں ایسا نہیں کروں گی خدا تمہیں تمہاری خوشیاں نصیب کرے۔ ایسی بات دوبارہ مت کہنا بس میرے لئے دعا کرنا مجھے اور کچھ نہیں چاہیے یوں بھی سعید یہ اب بھی میرا ہی بیٹا ہے تم بے فکر رہو مگر اسے ماں کی گود سے نہ دور کرو پلیز۔'' وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی التجاؤں پہ اتری تو سعید اسے چپ کروانے لگا تھا جب کہ ماموں، ممانی سر نیوڑائے بالکل خاموش تھے۔

ممانی کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی کام کاج تو القہ یوں بھی انہیں نہیں کرنے دیتی تھی آفس سے آ کر وہ رات کے ساتھ ہی دوپہر کے لئے بھی سالن بنا لیتی صبح نماز کے بعد کلام پاک کی صورتیں اسے اب حفظ ہو گئی تھیں ناشتہ بناتے ہوئے قرات بھی کر لیتی ممانی کو ناشتہ دے کر ساتھ ہی خود بھی بیٹھ جاتی ان کے ساتھ باتوں کے دوران ناشتہ کرتی پھر تیار ہو کر آفس چلی جاتی صفائی وغیرہ کے لئے اس نے ملازمہ رکھ لی تھی مگر جب ممانی کی طبیعت مستقل خراب رہنے لگی تو اس نے کل وقتی ملازمہ کا انتظام کر لیا تھا وہ حالات کی ستائی غریب عورت تھی جو سارا دن لوگوں کا کام کرنے کے بعد رات کو گھر جاتی تھی اس پہ مکان کا کرایہ اس کی بیشتر کمائی نگل جاتا۔ ممانی اس کے حالات سے واقف تھیں انہی کے کہنے پہ القہ نے اسے اپنے گھر رہنے کی اجازت دے ڈالی تھی اس سے بڑھ کر کسی کے درد کو کون محسوس کر سکتا تھا کہ وہ خود بھی تو کچھ کم دکھی نہیں تھی۔ ساجدہ بہت

نیک اور کام کاج میں چست عورت تھی الفہ بھی اب قدرے مطمئن ہو گئی تھی پریشانی نے ایک بار پھر اسے گھیرا جب چھ ماہ گزرنے کے بعد ممانی کو انجائنا کا اٹیک ہوا ان کی حالت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ ہوسپٹل میں ایڈمٹ کرانا پڑا لاہور سے ماموں اور سعید بھی آ گئے اور بالکل غیر متوقع طور پہ ممانی کی عیادت کے لئے بابا اور امی بھی چلے آئے تھے۔ اتنے عرصے بعد انہیں روبرو پا کے الفہ خود پہ قابو نہ رکھ سکی اور جب امی نے اسے سینے سے لگایا تو اس کی سسکیاں ہچکیوں میں ڈھل گئی تھیں۔

عائکہ کی شادی کر دی احتشام نے حدید کو مشکل میں ڈالنے کے لئے جن لوگوں سے میل جول بڑھایا تھا ان کی دوستی انہیں مہنگی پڑی تھی وہ زبردستی ہی ان کے اشاروں پہ ناچنے لگے تھے اور امریکہ ایئرپورٹ پہ ہیروئن سمیت گرفتار ہو گئے تھے پچھلے تین سالوں سے ان پہ کیس چل رہا تھا اور اب انہیں عمر قید کی سزا ہو چکی تھی۔

سچ ہے بڑے کی دشمنی بھی بری اور دوستی بھی یوں بھی اگر کوئی کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے تو اسی بات سے بے خبر ہی رہتا ہے کہ اسی گڑھے میں وہ بے خبری میں خود ہی گر سکتا ہے بھا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا یہ سب باتیں اسے امی نے روتے ہوئے بتائی تھیں گو کہ بھا کی وجہ سے اس کی زندگی برباد ہو چکی تھی مگر پھر بھی اسے ان کے انجام کے متعلق جان کر بہت دکھ ہوا اسے یاد تھا جب بھا نے اسے حدید کے خلاف گواہی دینے پہ اکسایا تھا تب اس نے صاف انکار کر دیا تھا حدید سے اسے محبت تھی پھر وہ اس کے ہونے والے بچے کا باپ تھا وہ کسی بھی صورت اس کی موت کے پروانے پہ دستخط نہیں کر سکتی تھی مگر بھا کی سنگین دھمکی نے اس کے جسم سے روح کھینچ لی تھی کتنے سفاک محسوس ہوئے تھے وہ اسے اس گھڑی انسانیت کی سطح سے گرے ہوئے۔

"یاد رکھو الفہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو جو بچہ تمہاری آس ہے میں اسے دنیا میں آنے سے پہلے ہی ختم کر دوں گا۔" وہ کتنی خوفزدہ ہو گئی تھی دہشت نے اس کے اعصاب کو جکڑ لیا تھا۔

حدید کے خلاف گواہی دینے کے بعد بھی اس نے اس گھر سے کتنے دن کچھ نہیں کھایا تھا مگر اس کے بعد اس کی یہ آزمائش ختم نہیں ہوئی تھی حدید کچھ اس طور اس سے بدظن ہوا تھا کہ پھر کبھی نہ مانا اور وہ ہر ستم اپنی جان پہ سہہ کر بھا کی اس قبیح حرکت کو چھپا گئی تھی وہ ایسی ہی تھی محبتوں میں اتنی ہی خالص خون کے رشتوں کی خاطر جان تک لٹا دینے والی بھا کی طرف سے اس کے دل میں میل تو آیا تھا بدگمانی بھی تھی مگر ان کے لئے اس حد تک عبرتناک انجام کا اس نے سوچا تک نہ تھا۔

"وہی دھن دولت جس کے حصول میں اندھے ہو کر وہ اتنا گرے تھے وہ سب دھرے رہ گئے تھے اور وہ خود کہاں تھے ہم سب تم سے اتنے شرمندہ تھے بیٹا کہ دوبارہ تم سے ملنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی اب بھی اگر ہشام مجھے نہ بتاتا کہ تم یہاں ہو اپنی ممانی کے ساتھ تو مجھے پتہ ہی نہ چلتا۔" امی آنسو بہا رہی تھیں۔

"اور عظام عظام کہاں ہے امی۔" اس نے آہستگی سے کہتے ہوئے بھیگا چہرا صاف کر لیا وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے باہر چلا گیا امی نے افسردگی سے بتایا تب وہ آہستگی سے اٹھ گئی ان کے تمام زخموں پہ پھاہے رکھ کر بھی اس نے انہیں اپنے دل کے داغ نہیں دکھائے تھے۔ پتہ نہیں وہ ایسا چاہتی ہی نہیں تھی یا ایک جھجک اور اجنبیت در آئی تھی ان کے درمیان۔

اسے گمان تک نہ تھا ممانی اس سے بہت دور چلی جائیں گی نائلہ اور عائشہ کی چیخیں سعید کی

سسکیاں اور تانیہ کی آہیں کچھ بھی تو اسے یہ یقین دلانے میں کامیاب نہ ہو پاتا کہ ممانی اب ان میں نہیں رہیں وہ اس کا غم دل سے لگائے بیٹے کی آس لئے اس دنیا سے اٹھ گئیں تھیں اور وہ کئی دنوں تک سکتے میں رہی تھی ممانی نہیں مری تھیں گویا القہ خود مر گئی تھی وہ اس کی ماں بھی تھیں اور راز داں سہیلی بھی وہ اس کی غمگسار بھی تھیں اور ہمدرد بھی پچھلے دو سالوں سے وہ اس کے ساتھ تھیں اور اس کے بے حد نزدیک آچکی تھیں وہ کتنی بدنصیب تھی کہ ان کی جی بھر کے خدمت بھی نہ کر پائی آج کئی دنوں بعد وہ اسی حقیقت کو تسلیم کر کے روئی تھی اور اتنی شدتوں سے روئی تھی کہ اس نے پھر سے سب کو رلا ڈالا تھا ممانی کے چالیسویں تک وہ وہیں تھی ان کے ساتھ اس کے بعد جب القہ نے واپس آنا چاہا تو سعید نے روک دیا۔

”نہیں بھابھی اب رہنے دیں اکیلی کیسے رہیں گی ساجدہ ہے میرے ساتھ۔“ اس نے کچھ فاصلے پہ ملول سی بیٹھی ساجدہ کی طرف اشارہ کیا جو ممانی سے قلبی لگاؤ کی وجہ سے ان کی موت سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔

”پھر میرا رب ہے نا میرے ساتھ بھول گئے۔“ اس نے افسردہ سی مسکراہٹ سمیت کہا تو سعید خاموش ہو گیا تھا ممانی کی موت کے بعد ماموں بہت خاموش اور چپ چپ رہنے لگے تھے ان کا زیادہ وقت اب عبادت میں گزرتا تھا القہ ساجدہ کے ساتھ واپس اپنی زندگی میں لوٹ آئی ویران اور بے رنگ زندگی میں جس میں جانے کب بہار آنا تھی۔

کی بورڈ پہ تیزی سے چلتی اس کی انگلیاں لمحہ بھر کو رکی تھیں نگاہ بھر کے ٹائم دیکھا ساڑھے پانچ ہو رہے تھے مغرب کی اذان ہوئے بھی خاصی تاخیر ہو چکی تھی سردیوں میں رات کتنی تیزی سے دھرتی پہ پھیلتی ہے یہ وہ خوب اچھی طرح سے جانتی تھی اتنے دنوں کی غیر حاضری کے بعد کام کا بوجھ بڑھ گیا تھا گو کہ اسٹاف بہت تعاون کرنے والا تھا مگر وہ پھر بھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی مگر تیزی سے گزرتا ٹائم بھی اب اسے گہری تشویش میں مبتلا کر گیا تھا ٹائپ شدہ پیپر اٹھا کر اس نے فائل میں رکھا اور چیزیں سمیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی باقی کا کام اس نے کل پہ ٹال دیا تھا بیگ اور فائل اٹھائے وہ ہمدانی صاحب کے کیبن میں چلی آئی۔

”مے آئی کم ان سر۔“ ان کے سامنے کوئی سوٹڈ بوٹڈ شخص موجود تھا جس سے وہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے ساتھ ساتھ چائے سے بھی لطف اندوز ہو جا رہا تھا جب القہ کی مدھم آواز پہ ہمدانی صاحب نے قدرے چونک کر اسے دیکھا۔

”اوہ آیئے مسز القہ پلیز۔“

”سوری سر انکچوئلی میں بہت لیٹ ہو گئی ہوں تو باقی کام میں کل......“ اس کی بات ادھوری رہ گئی اپنے دھیان میں بات کرتی ہوئی وہ فائل ٹیبل پہ رکھنے کے ارادے سے آگے آئی تھی جب اس کی غیر ارادی طور پہ اٹھی نگاہ سکتے کے عالم میں رہ گئی پہلے سے کئی گناہ بڑھ کر حسین خوبصورت ہونے کے بعد وہ اس کے سامنے موجود تھا نگاہ کا اطمینان صاف بتا رہا تھا کہ وہ اس کے پہلے سے وہاں موجودگی سے آگاہ ہے۔

”یہ مسٹر حدید الرحمٰن ہیں بزنس ٹائیکون ہمارے ساتھ تو پتہ نہیں شغل میں ہی انہوں نے پارٹنر شپ کی ہے بہت نائس بہت ڈیسنٹ پرسنالٹی ہے ان کی ابھی چند ماہ قبل ہی مستقل طور پہ پاکستان آئے ہیں ورنہ وہاں اسٹیس سے ہی یہ امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس بہت خوبی سے چلا رہے تھے۔“ اس کی نگاہ کے اس طرح ٹھہر جانے پہ ہمدانی صاحب نے جانے کیا اندازہ لگایا تھا بہر حال وہ اس سے اس کا تعارف کروا رہے تھے اب وہ حدید کو اس کے متعلق بتا رہے تھے۔

”نائس ٹو میٹ یو۔“ چوڑی شفاف ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائے وہ گویا اب اس کی بے بسی حیرانگی اور گم صم کیفیت سے حظ اٹھا رہا تھا اس کے اٹھ کھڑے ہونے پہ اس کی ہائیٹ بے حد نمایاں ہو ہو گئی تھی بلیو پینٹ کوٹ میں اس کی سرخ و سفید رنگت دہک رہی تھی فریش شیو کی نیلاہٹیں اس کے چہرے کو مزید پرکشش مزید دلکشی کا تاثر بخش رہی تھیں۔ القہ نے لب کچلتے ہوئے اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کو دیکھا اور بے اختیار اپنا ہاتھ پشت پہ کر لیا۔

”سوری مسٹر حدید الرحمٰن مسز القہ ایسی ہی ریزرو نیچر کی ہیں مگر بہت ڈیسنٹ اور سوفٹ نیچر ہے ان کی۔“ ہمدانی صاحب خوامخواہ وضاحت پیش کرنے لگے تھے شاید انہیں حدید سے متوقع ناراضگی کا خوف تھا مگر وہ بدستور مسکرا رہا تھا۔

”ایکسکیوزمی!“ القہ پلٹی تھی وہ تیزی سے باہر نکل گئی آنکھوں میں اتنی دھند چھائی تھی کہ اسے دو بار ٹھوکر لگی۔

”دھیان سے۔“ تیسری بار بھی جب وہ پھسلی تو اس کے مضبوط توانا پر حدت بازو کے حصار میں جھول کر رہ گئی تھی۔

”اگر زیادہ مشکل ہے تو میں تمہیں ڈراپ کر دوں۔“ اسے تڑپ کر اپنی گرفت سے نکلتے دیکھ کر وہ لفٹ کا بٹن دباتے ہوئے مسکراہٹ ضبط کرتا بولا القہ نے اب بھی جواب نہیں دیا۔

”اور اب سمجھا تم اس لئے اتنی اسمارٹ ہو روز اتنی سیڑھیاں اترتی چڑھتی ہو مگر اللہ کی بندی یہ لفٹ استعمال کرنے سے وقت کی بچت بھی ہوتی ہے اور جسم و جاں کی بھی۔“ وہ یونہی بولتا ہوا اسے ہاتھ پکڑ کر لفٹ میں گھسیٹ لے گیا القہ کی خاموشی ٹوٹی تھی اور بہت برے طریقے سے ٹوٹی تھی اس سے کچھ کہے بنا وہ ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کر بلند آواز میں روئی حدید کو سٹپٹا کے رکھ گئی۔

”القہ القہ پلیز یہ لفٹ ہے آئی نو مگر ہمیں اسی لفٹ میں تو نہیں رہنا پلیز میری بات تو سنو۔“ وہ اسے چپ کروانے کو جیسے ہی آگے بڑھا القہ نے اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا تھا۔

”دور رہیں مجھ سے خبردار جو مجھ سے بات کی۔“ وہ زخمی ناگن کی طرح پھنکاری تھی تبھی لفٹ رک گئی وہ منہ پہ ہاتھ رکھے بھاگتی ہوئی آفس کی عمارت سے نکل کر پارکنگ میں موجود اپنی گاڑی میں جا بیٹھی جب تک حدید وہاں پہنچا گاڑی دھول اڑاتی دور جا چکی تھی۔

جلے پاؤں کی بلی کی مانند وہ پورے کمرے میں چکراتی پھر رہی تھی حدید کے اچانک سامنے نے اسے اتنا ذہنی دھچکا پہنچایا تھا کہ وہ غم و غصے میں اس سے اپنے بیٹے کے متعلق بھی کچھ نہ پوچھ سکی اس ایک پل کے لئے اس نے رو رو کر اپنے رب سے کتنی دعائیں مانگی تھیں اور جب وہ لمحہ آیا تھا اس نے اپنی اسی جذباتی نااہلی کی وجہ سے گنوا دیا اب وہ اسے پورے شہر میں کہاں تلاشتی پھرتی سر ہمدانی سے کیسے پوچھتی اس کا بچہ جس کے لئے وہ لمحہ لمحہ تڑپی سسکی تھی اسی شہر میں کہیں تھا اسے پانے کے لئے اسے حدید سے ملنا تھا اسامہ اس کی جان جس کی عمر کا اس نے پل پل حساب لگایا تھا۔ جس کا جنم دن وہ ہر سال مناتی رہی تھی اس کی غیر موجودگی میں کیک کاٹ کر اس کی عمر کے حساب سے کپڑے جوتے اور ضرورت کی دوسری چیزیں خرید کر وہ اپنی سسکتی ہوئی مامتا کو تسکین پہنچاتی تھی اپنے اس گھر میں اس نے اپنے بچے کا

کمرہ ڈیکوریٹ کیا تھا اس کا بستر اس کے کھلونے اس کے کپڑے گو کہ وہ اس کے پاس نہیں تھا مگر اس کی آس اس کی یاد اس کے پاس تھی ساجدہ اس کے دکھ سے آگاہ تھی اور اس کی وحشتوں کی ساتھی تھی اس کی دیوانگیوں پہ حیران رہ جاتی اتنی محبت تو شاید کسی ماں نے کسی بچے سے نہ کی ہوگی وہ اکثر کہہ جاتی پھر اب وہ اس اہم موقع پہ اپنے اسی بچے کو کیسے فراموش کر گئی اس کا دل رو رہا تھا پوری رات اس نے شدید قسم کی بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں مبتلا رہ کر بتائی فجر کی نماز کے بعد دعا کو ہاتھ اٹھاتے ہی اس کی آنکھوں سے ستارے ٹوٹ کر بکھرتے چلے گئے تھے بہت دیر تک اپنے رب سے اپنے لئے آسانی اور بہتری مانگتے رہنے کے بعد وہ آفس کے لئے تیار ہونے لگی آج اسے آفس جانے کی بہت جلدی تھی۔

''سر مجھے مسٹر حدید کا کانٹیکٹ نمبر چاہیے۔'' مسٹر ہمدانی کے سامنے اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے اسے اس بات کے مطابق پرواہ نہیں رہی تھی وہ اس کے متعلق کیا سوچیں گے اس کا پانچ سالہ ضبط اب بری طرح سے بکھر گیا تھا یہ احساس کہ اس کا بیٹا اسی شہر میں تھا اسے کس طرح بھی چین نہیں بخش رہا تھا وہ جلد از جلد اسے ملنا اسے دیکھنا اور سینے سے لگانا چاہتی تھی۔ سر ہمدانی نے جو بھی محسوس کیا ہو بہر حال انہوں نے ایک لفظ کہے بغیر اس کا مطلب نمبر ایک چٹ پہ لکھ کر اسے دے دیا تھا اس کے لئے ایک لمحے کی تاخیر بھی ناقابل برداشت تھی اس نے اپنی سیٹ تک آتے آتے حدید کا نمبر ملا لیا تھا۔

''ہیلو حدید الرحمٰن اسپیکنگ۔'' یہ یقیناً اس کا پرسنل نمبر تھا۔ جہاں سے اس کی خوبصورت بھاری آواز اس کی سماعتوں میں اتری تھی۔

''مم...... میں الفہ بات کر رہی ہوں۔'' اپنا تعارف کرواتے اس کے حلق میں کچھ اٹکنے لگا۔

''کون الفہ؟'' دوسری طرف تجاہل برتا گیا تھا جانے وہ اسے زچ کرنا چاہتا تھا۔ یا واقعی وہ اتنی جلدی اس کے ذہن سے محو ہو گئی تھی اس کے دل پہ جیسے کسی نے پوری قوت سے گھونسا مارا کوشش کے باوجود اس سے بولا نہیں گیا اور غم و غصے کے مظہر آنسو پل بھر میں اس کا چہرا بھگو گئے الفہ کی دھندلائی ہوئی نگاہوں میں بہت پہلے اس شخص کے والہانہ روپ کی کسی فلم کی طرح گزرے تھے آج وہ اسے پہچاننے سے قاطر تھا تو اس کے پاس تمام حوالے جیسے مردہ ہو گئے وہ اسے کیا بتاتی وہ کون تھی۔

''مجھے اپنے بیٹے سے ملنا ہے اپنے اسامہ سے فار گاڈ سیک آپ انکار نہیں کریں مجھے بالآخر۔'' اسے سوجھ ہی گیا تھا اسے کیا کہنا ہے۔

''او کے تم ایسا کرو میرے آفس آ جاؤ پھر بات کریں گے۔'' وہ کتنے اطمینان سے کہہ گیا تھا۔

''مم...... مگر میں آپ کے آفس نہیں آ سکتی۔''

''تو مت آؤ۔'' وہ بے نیازی سے بولا تب الفہ گڑگڑائی تھی۔

''پلیز ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ می مجھے آپ کے آفس کا نہیں پتہ۔''

''جہاں سے میرا کانٹیکٹ نمبر حاصل کیا ہے وہی سے آفس کا ایڈریس بھی لے لو۔'' وہ بے اعتنائی سے کہہ کر فون بند کر چکا تھا وہ ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھتی بے بسی کے شدید احساس سمیت بے دریغ آنسو بہائے گئی۔

وہ پتہ نہیں اب بھی کیوں سمجھتا تھا کہ اس کے ستانے میں تڑپانے میں کوئی کسر رہ گئی جو اسے پورا کر رہا تھا وہ کیسے سر ہمدانی سے اس کا ایڈریس پوچھنے جاتی۔ وہ کبھی بھی اسے نہیں سمجھا تھا وہ کبھی بھی اسے سمجھنا نہیں چاہتا تھا پھر اب کیا سمجھتا۔

''بی بی جی نیچے گاڑی میں حدید صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' وہ یونہی بیٹھی اشک شوئی میں مصروف تھی جب پیون نے آ کر کہا وہ بری طرح سے چونکی تھی پیون تحیر بھری نگاہ سمیت اسے دیکھتا پلٹ گیا تھا اسے اپنی سماعتوں پہ شبہ ہوا تھا بھلا وہ اتنا مہربان کب سے ہو گیا تھا کہ خود سے اسے لینے پہنچ جاتا وہ شاید یہ بھول گئی تھی یہ مہربانی حدید کی نہیں اس کے رب کی تھی اسکے رب کو یقیناً اب الفہ کی اس بے بسی پہ رحم آ گیا تھا اس کے موبائل پہ ہونے والی رنگ پہ وہی نمبر تھا جو کچھ دیر قبل اس نے ڈائل کیا تھا وہ پلکیں جھپکائے بنا اس نمبر کو دیکھتی رہی تھی پھر لرزیدہ ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھا لیا۔

''صرف پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس فوراً نیچے آؤ اگر ایک منٹ کی بھی تاخیر کی تو میں اٹھا کر لے جانے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔'' عجیب لہجہ تھا دھونس بھرا استحقاق کی آمیزش لئے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا میکانکی انداز میں اس نے انٹرکام اٹھا کر سر ہمدانی کو ضروری کام سے باہر جانے کا بتایا اور ان کا جواب سنے بغیر بیگ اور موبائل اٹھائی اپنے کیبن سے باہر آئی تو اس کی نگاہ اپنے پیروں پہ جمی رہ گئی تھی اسے بہت شدت سے احساس ہوا تھا کہ پچھلے دو سالوں میں قائم ہونے والا اس کا امیج محض دونوں میں بری طرح سے بکھر گیا ہے لفٹ کے ذریعے وہ نیچے آئی تو حدید کی سیاہ مرسڈیز بے آواز چلتی ہوئی اس کے عین سامنے آن رکی ڈرائیونگ سیٹ پہ وائٹ پینٹ کوٹ میں غضب کی مردانگی سمیٹے اس کا لمبا چوڑا وجود اس کا منتظر تھا۔

''ابھی ایک منٹ تھا ورنہ میں سچ مچ میں اپنا کہا پورا کر ڈالتا کاش تم لیٹ ہی ہو جاتی۔'' رسٹ واچ پہ نگاہ ڈال کر سرگوشیانہ آواز میں کہتا اسے نظریں جھکانے پہ مجبور کر گیا اس کا لہجہ تمام تر ذومعنیت سمیت اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑا گیا تھا۔

''وہ...... وہ مجھے اسامہ سے ملنا تھا۔'' وہ ہکلائی تھی زبان ہونٹوں پہ پھیر کر خشک کرتے لبوں کو تر کیا۔

''جانتا ہوں آئی نو کہ تم اسامہ سے ملنے کو آئی ہو ورنہ مجھ سے ملنے کو تو تم کبھی اتنی بے چین نہیں رہی۔'' وہ عجیب انداز میں ہنسا الفہ کا دل دھڑکنا بھول گیا یہ وہ حدید کب تھا نفرتوں سے بجھے لہجے اور انگارے برساتی آنکھوں والا کیا بیچ میں جو وقت گزرا تھا وہ اس کی نفرت نے بیچ کو دل کی زمین سے اکھاڑ دیا تھا یا پھر پیش نظر کچھ اور مقصد تھا وہ قطعی نہ سمجھ پائی۔

''ویسے حیرت ہے تم نے مجھ پہ اعتبار کر لیا اگر پہلے کی طرح اب بھی میں تمہیں کڈنیپ کر لوں تو۔'' اس کی نگاہ میں تمسخر تھا یا اسے محسوس ہوا اس کا دل پوری قوت سے پھیل کر سکڑا اور پیشانی عرق ریز ہو گی۔

''مسز الفہ حدید الرحمٰن نہ تو آپ کوئی ٹین ایج لڑکی ہیں نہ میں ہی چھچھورا مرد سوٹیک اٹ ایزی۔'' اس کا لہجہ ہنوز تھا الفہ نے سختی سے لب بھینچ لئے اور رخ پھیر لیا۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ اس کے آس پاس ہو اور اسے کچوکے نہ لگائے اس کا دل بھرانے لگا مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی وہ اس ستمگر بے حس سفاک شخص کے سامنے اپنے آنسو بہا کر انہیں مزید بے مائیگی نہیں بخش سکتی تھی۔ نہیں یہ اسے گوارا نہیں تھا اس نے اپنے تمام آنسو اندر ہی اتار لئے۔

''تم نے پوچھا نہیں اسامہ کے متعلق بھی کہ وہ کیسا ہے تمہیں یاد بھی کرتا ہے یا نہیں۔'' وہ یقیناً اس خاموشی سے اکتا کر اسے بولنے پہ اکسا

رہا تھا یا پھر اس قسم کی باتیں کر کے وہ اسے کمزور کرنا چاہتا تھا اسے بکھرتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا الفہ نے سختی سے لب بھینچ لئے وہ کچھ بھی کہنا نہیں چاہتی تھی۔

''ویسے تم بالکل نہیں بدلی بلکہ کچھ زیادہ ہی حسین ہوگئی ہو چارمنگ اینڈ پریٹی یہ اسکارف تم پہ بہت سوٹ کر رہا ہے۔'' اس نے پٹری بدلی تھی باقاعدہ اسکارف کو چھو کر تعریف کی الفہ کا چہرا جانے کس جذبے کے تحت بے تحاشا سرخ پڑا تھا۔

''آپ کو یاد ہو تو آپ کوئی چھچھورے مرد نہیں ہیں۔'' اس کے الفاظ اسے لوٹاتے ہوئے اس نے اپنے اندر کی تپش باہر نکالی حدید بجائے شرمندہ ہونے کے کھلکھلا کے ہنس پڑا گویا اس نے اس کی بات سے حظ لیا تھا وہ اس طرح سے ہنس سکتا تھا کہ اس نے الفہ کی طرح دکھ نہیں دیکھے تھے۔

''اپنی بیوی کی تعریف کرنا چھچھورا پن تو نہیں کہلاتا۔'' اس کی اگلی بات الفہ کے چودہ طبق روشن کر گئی تھی۔

''آپ مجھے اپنی بیوی سمجھتے ہیں۔'' اس کا لہجہ آپ ہی آپ طنز سمیت لایا۔ حدید نے ابرو اچکا کر گہری نگاہ سمیت اس کا لال بھبھوکا چہرے کا جائزہ لیا۔

''میں نے کب تمہیں اپنی بیوی نہیں سمجھا۔'' وہ خوامخواہ بات کو طول دے رہا تھا الفہ کو چپ ہونا پڑا اس کے بعد اس نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دینے کی گویا قسم کھالی تھی حدید نے بھی مزید اس سے کوئی بات نہیں کی جس گھر کے سامنے گاڑی رکی تھی باوردی گارڈ گیٹ پہ موجود تھا اتنا شاندار گھر ہی اس جیسے بندے کا ہوسکتا تھا جانے اس نے کہاں سے اتنی دولت حاصل کرلی تھی الفہ کو حیرت نے آن لیا گیٹ وا ہوا اور گاڑی پورچ میں جا رکی۔

''آیئے مادام یہ ہے ہمارا غریب خانہ۔'' وہ اس کی سمت کا دروازہ کھول کر انکساری کا فضول سا مظاہرہ کرتا ہوا اسے بالکل اچھا نہ لگا ساتھ میں وہ مختلف راہداریوں سے ہوتی جس کمرے میں آئی تھی وہ اسامہ کا ہی کمرہ تھا دیواروں پہ لگی کارٹون کی تصویریں اور کلرفل بیڈ کے ساتھ اس کی ضرورت کی ہر شے کمرا بے حد خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا اس کی بے تاب نگاہیں جس کی تلاش میں تھیں وہ کہیں نظر نہ آیا۔

''اسامہ ڈارلنگ کم ہیئر مائی سن دیکھیں ذرا ہم کسے آپ سے ملانے لائے ہیں۔'' اس کا ضبط اچھی طرح آزمالینے کے بعد حدید نے بیڈ روم سے ملحق دروازہ کھولتے ہوئے نرمی سے کہا تب بلیک جینز پہ ریڈ ہائی نیک نما جرسی میں ملبوس سنکی بالوں اور بے انتہا خوبصورت آنکھوں والا سرخ و سفید بچہ بھاگتا ہوا آ کر اس کی ٹانگوں سے لپٹا تھا۔

''بابا کسے لائے ہیں۔'' وہ اپنی معصوم گول گول آنکھیں گھما کر بولا تو حدید بے ساختہ مسکرایا تھا جب کہ الفہ تو عجیب سے احساسات سمیت بالکل گنگ تھی خوشی کے احساس نے اس کی تمام صلاحیتوں کو بالکل مفلوج کر ڈالا تھا۔

''یہ تو آپ بتائیں گے بابا کی جان۔'' وہ اسے اچھی طرح لپٹا کر چٹا چٹ چومنے کے بعد اس کے سامنے کرتا ہوا بولا تو الفہ کی پلکوں پہ اٹکے آنسو گالوں پہ پھسل گئے دونوں بازو بے اختیار وا ہوئے تھے۔

''اسامہ میری جان۔'' اس کے لب کانپے جب کہ وہ چند ثانیے متذبذب سا اسے دیکھتا رہنے کے بعد باپ کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

''مما!'' اور حدید بے ساختہ مسکرا کر سر

اثبات میں ہلا گیا۔ اسامہ بھاگ کر اس کے سینے سے لگا تو اسے اپنے آنسوؤں پہ بالکل اختیار نہ رہا تھا اسے پاگلوں کی طرح چومتی وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تو حدید جو متبسم نگاہوں سمیت انہیں دیکھ رہا تھا چپ چاپ پلٹ کر باہر چلا گیا۔

اسے نہیں پتہ تھا حدید نے سابقہ کس بات کا حوالہ دے کر اسے کوئی طعنہ کیوں نہیں دیا وہ یہ بھی جانتی تھی اس نے اسامہ کو آخر ایسا کیا بتایا تھا کہ وہ یوں اسے پہچان کر لمحوں میں اس میں بے تکلف ہوگیا تھا وہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی مگر وہ حدید کی مشکور بیشک تھی کہ آخر کار اس نے اس پہ رحم کھاتے ہوئے اس کی اس سزا کو ختم کردیا تھا اسامہ کے ساتھ وقت گزرنے کا اسے بالکل احساس نہ ہوا وال کلاک نے سات بجنے کا اعلان کیا تب وہ بری طرح سے چونکتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''اوکے بیٹا اب مما کو جانے دو۔''

''کہاں آپ کہاں جائیں گی باہر بہت اندھیرا ہے۔'' اسامہ اس کے جانے کا سن کر ہی بے چین نظر آنے لگا تھا۔

''مما کا بھی ایک گھر ہے مائی سن جہاں رہتی ہیں کل پھر آؤں گی آپ کے پاس پرامس۔'' اس نے جھک کر اسے لپٹا کر پیار کرتے ہوئے وعدہ کیا تو اسامہ اس کی ٹانگوں سے چپک گیا تھا۔

''نو مما آپ کہیں نہیں جائیں گی بابا نے تو کہا تھا آپ جب پاکستان آجاؤ گے تو پھر مما کے ساتھ رہو گے ہمیشہ۔'' اس کے رونے پہ الفہ پریشان ہوگئی اسے سمجھ نہیں آئی وہ اسامہ کو کیا بہلاوہ دے کر چپ کروائے۔ وہ اسے چپ کروانے کی کوشش میں خود روہانسی ہوگئی تھی معاً کسی خیال کے تحت وہ یکلخت اٹھی تھی۔

''آپ کے بابا کہاں ہیں۔'' اس نے اسامہ کے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا تھا۔

''آئی ڈونٹ نو۔'' اس نے لاعلمی کے اظہار کے طور پہ کندھے جھٹکے تب وہ کچھ سوچتی ہوئی اسامہ کا بازو پکڑے باہر چلی آئی حدید ٹی وی لاؤنج میں موجود تھا دونوں پاؤں ٹیبل پہ ٹکائے لبوں کے درمیان سلگتا ہوا سگریٹ اور نظریں ٹی وی اسکرین پہ موجود ہونے کے باوجود اس کی غائب دماغی عیاں تھی الفہ وہیں تھم گئی۔

''بابا، مما واپس جا رہی ہیں حالانکہ آپ نے تو کہا تھا کہ اب مما ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔'' اسامہ کا ہاتھ چھوڑ کر باپ کے پاس جا کر شاکی لہجے میں بولا تب حدید جو کسی گہری سوچ میں تھا نگاہ کا زاویہ بدل کر براہ راست اسے دیکھنے لگا۔

''بیٹے آپ کی مما اپنی مرضی کی مالک ہیں آپ کوشش کرلیں ہوسکتا ہے وہ رک جائیں۔'' وہ سرگوشی میں بولا تھا۔

''میں اسامہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔'' وہ اس کے پاس کھڑے اسامہ کی طرف دیکھ کر بولی۔

''کیسے جاؤ گی تم آئی مین تمہاری گاڑی تو وہیں رہ گئی تھی۔'' وہ اٹھتا ہوا بولا تو الفہ نے ایک نگاہ اسے دیکھا تھا۔

''ڈونٹ وری میں ٹیکسی کرلوں گی چلیں اسامہ۔'' وہ اس کے اسامہ کو ساتھ بھیجنے کی آمادگی پہ ہی بے طرح خوش ہوگئی تھی۔

''الفہ!'' وہ بامشکل دروازے تک پہنچی تھی جب حدید کی پکار پہ چونک گئی۔

''رکو میں چھوڑ دیتا ہوں۔''

''نو تھینکس اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے رکھائی سے کہا۔

''مگر میرا بیٹا پبلک ٹرانسپورٹ کا عادی نہیں ہے۔'' اس کا لہجہ بہت کچھ جتاتا ہوا سا محسوس

کر کے القہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ اسامہ کو ساتھ لے جانے کا جوش وخروش لحہ بھر میں جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔

"یہ بہتری آسائشوں کے ساتھ پلا بڑھا ہے پتہ نہیں تمہارا اسٹنڈرڈ اس کی سوچ سے میچ کرتا ہے یا نہیں۔" وہ ایک بار پھر اسے ذہنی ذک پہنچا رہا تھا القہ کی پیشانی پہ اتنے خنک موسم میں بھی پسینہ پھوٹ نکلا اسامہ کے ہاتھ پہ اس کی گرفت آپ ہی آپ ڈھیلی پڑ گئی اسامہ کو وہیں چھوڑ کر وہ جھٹکے سے مڑی تھی اس سے پہلے کہ دہلیز پار کر جاتی مضبوط ہاتھ کی جاندار گرفت اس کی کلائی پہ ٹھہری تھی اور اگلے ہی لمحے ہلکے جھٹکے سمیت اسے اپنی جانب گھسیٹ لیا گیا۔

"جب میں یہاں سے گیا تو میرے ذہن پر صرف نفرت اور انتقام کی دھند چھائی تھی وہ دھند اتنی دبیز اتنی گہری تھی کہ مجھے اپنی زیادتی کا بھی احساس باقی نہ رہا ہاں اتنے چھوٹے بچے کو اس کی ماں سے چھین لینا یقیناً اس دنیا کا سب سے بڑا ظلم تھا میں اسی ظلم کا مرتکب ہوا تھا میں نے یہ سب کچھ باقاعدہ پلاننگ کے تحت کیا تھا میرا پاسپورٹ اور ویزا سب کچھ تیار تھا مجھے صرف بچے کی پیدائش کے بعد سیٹ کنفرم کرانا تھی اسامہ کو اس روز یہاں سے لے کر میں سیدھا ایئرپورٹ گیا تھا اور اسی دن میری فلائٹ پاکستان سے فلائی کر گئی۔ میرا پہلا قیام انگلینڈ میں تھا یہ ملک میرے لئے نیا نہیں تھا اسامہ کے لئے گورنس کا انتظام کر کے میں نے جاب تلاش کی میں نے وہاں کسی کام میں عار نہیں سمجھا میرے پاس اس ملک کی ملازمت کا تجربہ تھا میں نے اس فرم میں جاب کو ترجیح دی جسے میں ان دنوں چھوڑ آیا تھا جب تمہارے بھائی نے یہاں میرے خلاف آگ بھڑکائی تھی دن کو جاب کر کے رات کو اور سیکنڈ ٹائم میں پارٹ ٹائم جاب کرتا تھا مجھے بہت کم عرصے میں اپنا مقام بنانا تھا مصروفیت کے ان دنوں میں مجھے کسی شے کا احساس نہیں تھا بھوک پیاس میری بہت کم ہو گئی تھی بس پیسہ میری پہلی اور آخری ترجیح تھا میں پاکستان اسی وقت آنا چاہتا تھا جب اسامہ بڑا ہو جاتا اور اگر کورٹ کے ذریعے تم یا کوئی اور مجھ سے اسامہ کو لینا چاہتا تو صرف اور صرف میرے حق میں فیصلہ کرتا وقت بہت تیزی سے گزرا تھا گزرنے والے ان پانچ سالوں نے دولت کے لحاظ سے مجھے ایک امیر شخص کی صف میں لا کھڑا کیا تھا میں نے امپورٹ ایکسپورٹ کا کام شروع کیا تھا۔ جس نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی حاصل کی سچائی بالآخر اپنا آپ منوا لیتی ہے مجھے بھی تمہاری بے گناہی کا وقت نے احساس دلا دیا تھا۔ میں جو تمہاری نفرت میں اس مقام پہ جا پہنچا تھا اندر سے بالکل ڈھے گیا تمہاری وہ سوئی ہوئی محبت پھر سے انگڑائی لے کر بیدار ہوئی اور مجھے راتوں کا نیند اور چین چھین لیا مزید خود پہ جبر نہ کر سکا مگر پاکستان میں آتے ہی مجھے سب سے پہلے جو خبر ملی وہ اماں کے انتقال کی تھی میں جو اسامہ کو اس وعدے پہ پاکستان لایا تھا کہ اب وہ اپنی مما سے مل پائے گا ماں کی موت کی خبر پہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہا اسامہ سے کیا وعدہ بھی ایفا نہ ہو رہا تھا تمہیں اس کمپنی میں جاب کرتے پا کر ہی میں نے اپنا سرمایہ اس کمپنی میں انویسٹ کیا تھا یوں اس روز میرا تم سے سامنا بھی ہو گیا القہ میں تمہیں واقعی بہت رلا چکا تھا مگر اس قدر خفت زدہ تھا کہ تم سے معافی نہ مانگ سکا غصہ مجھے تم پہ بھی تھا اگر تم بے قصور تھیں تو مجھے منا سکتی تھیں مگر تم نے بھی مجھے نہیں منایا۔" وہ خاموش ہو کر اسے آنسو پونچھتے دیکھتا رہا پھر مسکرا کر جیب سے رومال نکال کر اسے پیش کر دیا القہ قدرے چونک گئی تھی اور اگلے

ہی لمحے اس کا بڑھایا رومال پکڑ کر اس کے منہ پہ دے مارا وہ برا منائے بغیر ہنس دیا تھا۔

"تم اس سے بھی زیادہ برا سلوک کر سکتی ہو مجھ سے میں بالکل مائنڈ نہیں کروں گا۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پھر کیا سوچا تم نے۔" وہ سرعت سے لپک کر اس کا راستہ روک گیا۔

"کس بارے میں۔" وہ ابرو چڑھا کر بولی۔

"میرے بارے میں اسامہ کے بارے میں اور اس گھر کے بارے میں میری محبت کے بارے میں۔"

"میں نے کسی بارے میں کچھ نہیں سوچا میں نے اپنے بارے ہی سوچا ہے پچھلے دو سالوں سے بنا میرا امیج آپ کی وجہ سے بری طرح خراب ہوا میں کسی کے ساتھ ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی آپ نے......"

"اوہ۔" وہ بے ساختہ ہنسا۔

"جب تم آفس سے نکلی تھیں میں نے اس وقت ہمدانی صاحب کو بتا دیا تھا کہ تم میری بیوی ہو اور وہ حیران سے ہو کر بولے تھے تو مسٹر حدید الرحمٰن آپ ہی وہ حدید ہیں مسز القہ کے ڈاکومنٹس میں۔"

"واقعی ان کے شوہر کا نام حدید ہے مگر ہمیں یہ پتہ نہیں تھا کہ۔"

"جھوٹ بولتے ہیں آپ محض مجھے بہلانے کے لئے۔" اس نے تلخی سے ٹوکا تو حدید ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گیا۔

"تمہیں اگر یاد ہو تو میں جھوٹ نہیں بولتا۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا تو القہ نے نظریں چرا لی تھیں۔

"مجھے واپس جانا ہے ساجدہ میرا انتظار کر رہی ہو گی اتنی دیر مجھے کبھی نہیں ہوئی۔"

"آؤ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" وہ اس سے پہلے اٹھ گیا تھا القہ بالکل خاموش تھی اسکا دل ایک بار پھر بہت کرب میں مبتلا تھا وہ کہہ رہا تھا وہ بدل گیا ہے مگر وہ جھوٹ بولتا تھا وہ نہیں بدلا تھا وہ بدل ہی نہیں سکتا تھا اسے دکھ ہوا اسے اس کے ساتھ نہیں آنا چاہئے تھا اسے خود کو مزید ڈی گریڈ نہیں کرنا چاہیے تھا گاڑی اس کے گھر کے سامنے جا رکی تھی اسے حیرت نہیں ہوئی کہ اس کے راستہ بتائے بغیر حدید نے اس کے گھر کا راستہ کیسے جانا پلکیں جھپک کر اس نے آنسوؤں کو اندر اتار لیا اور گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی جب حدید نے اپنا پر حدت ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ کر اس کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔

"میں تمہیں یہاں چھوڑنے نہیں آیا القہ بلکہ یہاں تمہارے ساتھ اس نیک خاتون کو لینے آیا ہوں جس نے میرے بعد میری القہ کا ساتھ دیا ہے تمہیں پیا منانے کا ڈھنگ نہیں آتے میں جانتا ہوں مگر مجھے اپنے روٹھے پی کو منانے کے بہت سے دل ربا انداز آتے ہیں آج واپسی پہ جب میں تمہیں مناؤں گا تب تمہیں قائل ہونا پڑے گا ویٹ کی میں ساجدہ کو لے آؤں۔" اس کا گال سہلا کر نرمی سے کہتا وہ گاڑی سے اتر کر چلا گیا اور القہ جو کچھ لمحے قبل اس سے بدگمان ہو رہی تھی بے ساختہ مسکرا دی اس کا دل رب کے حضور سجدہ ریز ہو گیا تھا۔ وہ ہمیشہ شاکی رہی تھی کہ رب اسے سب کچھ دے کر صرف اسامہ کی خوشی نہیں دیتا اب اس کے رب نے نہ صرف اسے اس کا اسامہ دے دیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی محبت بھی اور انعام کے طور پہ وہی حدید اسے لوٹا دیا تھا جس سے وہ زندگی میں پہلی بار ملی تھی سوفٹ کیئرنگ اور لونگ حدید، پھر بھی کیا وہ رب کی مشکور نہ ہوتی۔

☆☆☆